مسئلہ ختم نبوت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

الله
رسول
محمد

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي

تالیف: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

ترتیب و تخریج: ابو ظفیر محمد ندیم ظہیر

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

مسئلہ ختم نبوت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

ترتیب و تنقیح

ابو ظفیر محمد ندیم ظہیر

مکتبہ اسلامیہ

کتاب

مسئلہ ختم نبوت

تالیف ـــــــــ محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

اشاعت ـــــــــ ۲۰۱۹ء

ناشر ـــــــــ محمد سرور عاصم

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ®

G/F-26 بادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0300-0997821-22-23-24 . 042-37244973-37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
0300-0997826-27-28 . 041-2631204-2641204

0300-8661763 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiainfo@gmail.com
www.maktabaislamia.com.pk

فہرست

بسم الله الرحمن الرحیم

مَا كَانَ

مُحَمَّدٌ

أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن

رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

عرض ناشر

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

اہل ایمان واسلام میں سے ہر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اس مسلمہ، متفقہ اور اجماعی عقیدے کی جو مسلمان بھی مخالفت کرے گا وہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جائے گا۔ برصغیر پاک و ہند میں جب قادیانی فتنے نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو اللہ کے خاص فضل و رحمت سے اہل حدیث نے ہی اس کی سرکوبی کے لیے تحریر و تقریر کے ذریعے سے جہادِ عظیم کیا جس کی بنا پر لوگوں میں یہ شعور بیدار ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہیں۔

تحریک ختم نبوت کو دلائل و براہین سے مضبوط کرنے والوں میں جہاں بڑے بڑے جلیل القدر علمائے اہل حدیث کے اسمائے گرامی نظر آتے ہیں وہاں محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے خاص انداز میں اس تحریک کو تقویت پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے بہت سے مقالات تحریر کیے جس میں نہ صرف صحیح احادیث کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت واضح کیا بلکہ قادیانیوں کے اعتراضات و شبہات کا بھی بخوبی جائزہ لیا اور ابطال باطل کیا۔

زیرِ نظر کتاب ''مسئلہ ختم نبوت'' میں شیخ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے وہ تمام مضامین جو عقیدہ ختم نبوت سے متعلق تھے یا قادنیوں کے رد میں لکھے گئے تھے وہ یکجا کر دیے گئے ہیں۔

ابوظفیر محمد ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے از سر نو تصحیح و تنقیح کے بعد بہترین طرز پر مضامین کو مرتب کیا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اپنے موضوع پر یہ ایک منفرد، جامع اور علمی کاوش متصور ہوگی۔

ان شاء اللہ

اللہ رب العزت سے میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو مولف، ناشر اور جملہ معاونین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے اور اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین

حافظ شیر محمد الاثری

مدیر مکتبۃ الحدیث حضرو

تقدیم

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

قرآن، حدیث اوراجماع سے یہ اظہر من الشّمس ہے کہ سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد تا قیامت کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم بعض وہ آیات ذکر کریں گے جن میں صراحتاً یا اشارتاً نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

* ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴾ ''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بلا شبہ میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے، پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انھوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔'' (الصف: ٦)

اس آیت کریمہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے پہلے آنے والے پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق فرمائی اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت بھی دے دی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسٰى)) ''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں۔''

(مسند أحمد ٤ / ١٢٧ وسندہ حسن)

أحمد نبی کریم ﷺ کا نام ہے۔ دیکھئے صحیح البخاري (٤٨٩٦) صحیح

مسلم ٢٣٥٤) وغیرہ۔

اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو قرآن مجید میں یا خود رسول اللہ ﷺ اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی بشارت دیتے، لیکن قرآن وحدیث میں بشارت تو درکنار بلکہ تا قیامت کسی اور نبی کے پیدا ہونے کی شدید نفی کی گئی ہے۔

* اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ ''اور وہ جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر وہی یقین رکھتے ہیں۔'' (البقرۃ: ٤)

اس آیت میں اہل ایمان کے بعض اوصاف ذکر کیے گئے ہیں کہ وہ پہلی (سابقہ سماوی) کتب کے ساتھ ساتھ جو آپ پر نازل کیا گیا، یعنی قرآن مجید اس پر ایمان لاتے ہیں، چونکہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نبی نے پیدا نہیں ہونا، لہٰذا بعد ازاں نہ کسی نبی کا تذکرہ ہوا اور نہ اس کی کتاب پر ایمان لانے والی خوبی ذکر کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اگر سیدنا محمد ﷺ کے بعد کسی وحی یا کتاب نازل ہونے کا امکان ہوتا تو متقین کے لیے اس پر ایمان لانا بھی فرض ہوتا اور ''وما انزل من بعدك'' کا تذکرہ بھی ضرور ہوتا، لیکن ایسا کچھ بھی نہیں، کیونکہ نزول وحی کا انقطاع ہو چکا ہے۔

* ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ ''اے رسول! پہنچا دیں جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے نہ کیا تو اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔''

(المائدۃ: ٦٧)

اگر سیدنا محمد ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو آپ ضرور آگاہ فرماتے، کیونکہ آپ نے کچھ بھی نہیں چھپایا، ہر ہر چیز کو کھول کر بیان فرما دیا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: ((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ)) ''کیا میں نے (تم تک کامل دین) پہنچا دیا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ

نے فرمایا:((اَللّٰهُمَّ اشْهُدْ)) ''اے اللہ! تو گواہ ہو جا (کہ میں نے تیرا دین تیرے بندوں تک پہنچا دیا ہے)'' اور یہ کلمات آپ نے تین بار فرمائے۔

(صحيح البخاري: ٧٠٧٨، ٤٤٠٣)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:''وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ'' جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (صحيح مسلم ١٧٧/ ٤٣٩)

* ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''آج میں نے آپ کے لیے آپ کا دین کامل کر دیا اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دی اور آپ کے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔'' (المائدة: ٣)

اللہ رب العزت نے اپنا پسند فرمودہ دین مکمل کر دیا اور اس مکمل دین میں سیدنا محمد ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے آنے کی کوئی خبر نہیں، بلکہ آپ کو ''خاتم النبیین'' قرار دے کر اس کی تردید ہی فرمائی ہے۔

شیخ القرآن سید عبد السلام رستمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اکمال اور اتمام میں فرق یہ ہے کہ اکمال ذوات اور اصول احکام کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ اور اتمام صفات، فروع اور ہیئات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو اکمال کیساتھ لفظ دین اس وجہ سے ذکر کیا کہ دین سے مراد اصول ہیں اور اتمام کیساتھ لفظ نعمت اس لیے خاص طور پر ذکر کیا کہ نعمت کا اطلاق صفات و کیفیات اور ہیئات پر ہوتا ہے۔

حاصل: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو اصولِ دین کامل طور پر اور فروعِ دین پورا کا پورا دے دیا اور وہ سب کچھ قرآن کریم اور احادیث کی صورت میں موجود ہے، تو اکمال اور اتمام کے بعد دین اسلام میں کسی زیادت اضافہ اور نقصان کی گنجائش نہیں

اور یہ فیصلہ روز قیامت تک ہے تو دوسرے نبی کے آنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

اگر اس کے بعد بھی بالفرض نبوت جاری رہی تو اس نبوت اور نبی کا کیا فائدہ ہوگا؟ سوائے اس کے کہ وہ کوئی حکم منسوخ کرے یا کوئی حکم اپنی طرف سے اضافہ کرے اور اس طریقہ سے اس آیت کریمہ کا انکار لازم آتا ہے۔'' (مسئلہ ختم نبوت ص ۲۳)

* ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ ''بے شک ہم نے ہی یہ ذکر (نصیحت) نازل کی ہے اور یقیناً ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (الحجر: ۹)

قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی ہے، کیونکہ قرآن وحدیث قیامت تک تمام لوگوں کے لیے ہیں، جبکہ اس سے پہلے ہر کتاب ایک قوم اور ایک وقت تک کے لیے تھی، اس میں تحرف وتبدل بھی ہوتا رہا اور بعد والوں کے لیے اس کے احکام منسوخ بھی ہوتے گئے، لیکن قرآن مجید ہر قسم کے تحرف وتبدل سے پاک ہے اور اس کے احکام قیامت تک کے لیے ہیں منسوخ نہیں اور یہ اس کی دلیل ہے کہ سیدنا محمد ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی کتاب نازل ہوگی۔

* اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ ''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ہی بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سبا: ۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی رسالتِ عامہ کا بیان فرمایا کہ آپ پوری نسل انسانیت کے لیے رسول ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَأُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً وَكَانَ مَنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ......)) ''مجھے عمومی طور پر جمیع لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ سے پہلے انھیں صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔'' (مسند أحمد ٢/ ٢٢٢ ح ٧٠٦٨ وسنده حسن)

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾

''آپ کہہ دیں: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

(الاعراف: ۱۵۸)

ان آیات اور حدیث مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ کسی خاص وقت کے لیے یا کسی خاص قوم کی طرف رسول مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ قیامت تک جمیع لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، لہٰذا ایک رسول کی رسالت ونبوت میں کسی دوسرے نبی کی گنجائش نہیں اور قرآن وحدیث کے دلائل سے بھی کسی اور نبی کی آمد کی تردید ہی ہوتی ہے۔

اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا وہ کذاب ودجال ہی ہوگا۔

* ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا﴾ ''محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' (الاحزاب: ٤٠)

یہ آیت واضح نص ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اسی پر محدثین ومفسرین اور فقہاء کا اتفاق ہے۔ اس آیت کی مفصل تفسیر وتشریح کے لیے دیکھئے یہی کتاب (ص 35) اور کتب تفاسیر وغیرہ۔

عقیدہ ختم نبوت اور مسلک اہل حدیث

اہل حدیث کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور وہ یہ کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد تا قیامت کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا بھی تو وہ کذاب ودجال اور مرتد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے اہل حدیث علماء ہی کی طرف سے اسے کافر قرار دیا گیا، چنانچہ ''اولین فتویٰ کفر'' کے تحت محترم ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''۱۸۹۲ء میں علمائے اسلام کا متفقہ طور پر فتویٰ جاری ہوا کہ مرزا قادیانی کافر ہے۔ مرزا

قادیانی اس فتویٰ تکفیر کے بارے میں رقم طراز ہے:

''میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ ایک دفعہ اس نے خود بخود میرے لیے استفتاء تیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنے استاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین صاحب مذکور اسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرۃً کوتاہ اندیش ملاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے۔ اس لیے فی الفور بلاتوقف میرے کفر پر گواہی دی۔ بس پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کرلے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے، لیکن اس جگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ مخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ تیار کیا اور ہندوستان میں جابجا سیر کرکے اس پر مہریں لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے۔ (روحانی خزائن جلد۱۶، حقیقت المہدی ص:۹۔۴۳۸)

ایک دوسری جگہ مرزا نے لکھا: ''تھوڑا عرصہ گذرا کہ اس عاجز نے خداتعالیٰ کی توفیق پاکر تین رسالے تائید اسلام میں تالیف کئے تھے، جن میں سے پہلے کا نام فتح اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرام اور تیسرے کا نام ازالہ اوہام ہے۔ ان رسالوں میں حسب ایما اور الہام اور القاء ربانی اس مرتبہ مثیل مسیح ہونے کا بھی ذکر تھا جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ ایسا ہی ان دقائق وحقائق و معارف عالیہ کا بیان تھا جو اسلام اور قرآن کریم کی اعلیٰ حقیقتیں اور مسلمانوں کے لیے بمقابلہ مخالفین جائے فخر تھیں۔ امید تھی کہ عقل مند لوگ ان کتابوں کو شکر گزاری کی نظر سے دیکھیں گے، لیکن افسوس کہ بعض علماء کی فتنہ اندازی کی وجہ سے معاملہ برعکس ہوا اور بجائے اس کے کہ لوگ خداتعالیٰ کا شکر کرتے، ایک شوروغوغا سخت ناشکری کا ایسا برپا کردیا گیا کہ وہ تمام حقائق اور لطائف اور نکات اور معارف الٰہیہ کلمات کفر قرار دیئے گئے اور اسی بنا پر اس عاجز کا نام بھی کافر اور ملحد اور زندیق اور دجال رکھا گیا۔ بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا۔ اس فتنہ کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد

حسین نامی ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں۔ پہلے سب سے استفتا کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتا کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا۔ غرض بانی استفتا بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میں میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت میں ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔ علماء مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انھوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفرنامہ پر مہریں لگا دیں اور اول سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں اور بذریعہ خط و کتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہریں لگاتے تو ان کا نور قلب ضرور ان کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کے حل معانی بھی مجھ سے ہی چاہتے۔ پھر اگر بعد تحقیق وہ کلمات درحقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بھائی کی نسبت افسوس ناک دل کے ساتھ کفر کی شہادت لکھ دیتے۔ اگر وہ ایسا کرتے اور عجلت سے کام نہ لیتے تو الزاموں سے بری ٹھہرتے جو عند اللہ ایک تکفیر کے شتاب باز پر ہو سکتے ہیں، مگر افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جیسے ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے، اس پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے اختیار کیا۔''

(روحانی خزائن جلد ۵ مقدمہ دافع الوساوس ص: ۳۰۔۳۳)

ان تحریروں میں مرزا نے لکھا کہ اس پر فتویٰ مولانا بٹالوی نے محض عناد کی وجہ سے بلا تحقیق و تفتیش جلد بازی میں اور اسے اپنے عقائد و نظریات کی وضاحت کا موقع دیئے بغیر تیار کر کے جاری کر دیا ہے جو قطعاً نامناسب ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتویٰ کی تیاری میں تقریباً ایک سال صرف ہوا اور تیاری اور مختلف مراحل میں اس کی اشاعت کے دوران بار بار مرزا صاحب کو موقع دیا گیا کہ وہ مجلس علماء میں اپنے عقائد کی وضاحت کریں اور عقائد غلط ثابت ہونے پر توبہ کر لیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے کسی بھی موقع سے

فائدہ نہیں اٹھایا اور انجام کار علماء اسلام کو اپنی ذمہ داری نبھانی پڑی۔ یہ داستان خود مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم ومغفور کی زبانی ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں:

''قادیانی نے اپنا رسالہ ''فتح الاسلام'' میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس سے اہل اسلام کی پبلک میں ایک عام شور برپا ہوگیا۔ اس شور کو مٹانے اور اس دعویٰ کی توضیح کے لیے اس نے ایک رسالہ ''توضیح مرام'' مشتہر کیا تو اس نے شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا اور خوب بھڑکایا، کیونکہ فتح الاسلام میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور علاوہ برآں بہت سے عقائد کفریہ کا اظہار کیا جو عقائد اسلام کے بالکل مخالف ہیں اور عقائد نیچریہ 'فلاسفہ' ہنود اور یہود ونصاریٰ کے عین مطابق وموافق۔ اس رسالے کی اشاعت سے وہ شور بڑھا تو اس کے ازالے کے لیے میں نے ایک اور رسالہ ''ازالہ اوہام'' کے بعض حصص ومضامین کو اپنے حواریوں میں متداول کیا اور انھوں نے بذریعہ رسائل ومجالس ان کو پبلک میں مشتہر کیا۔ ان مضامین نے اس شور کی بھڑکتی ہوئی آگ پر کیروسین آئل (مٹی کا تیل) ڈال دیا، کیونکہ اس رسالے میں اس نے مسیحیت اور نبوت کے ساتھ رسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے رسالت بھی کیسی! جس کی بشارت وشہادت نص القرآن (وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَأْتِى مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ) میں آچکی ہے اور علاوہ برآں بہت سے کفریات کا زہر اگلا۔ معجزات حضرت مسیح وغیرہ انبیاء سے بہ تاویل وتحریف انکار کیا۔ پھر تو وہ شور عالم گیر ہوگیا اور چاروں طرف سے نعرہ تکفیر ونفرین بلند ہونے لگا۔ ان رسائل ثلاثہ سے قادیانی نے اچھا اثر نہ دیکھا تو اشاعت رسالہ توضیح مرام ہی کے وقت سے مباحثہ کا اشتہار بھی دے دیا۔ اور اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں یہ مشتہر کیا کہ علمائے وقت جب تک میرے عقائد ومقالات میں جن کو وہ کفر وگمراہی سمجھتے ہیں مجھ سے مباحثہ نہ کرلیں تب تک اپنی زبان کو تکفیر اور طعن سے روک رکھیں اور اس مباحثے کو ایسی پیچیدہ اور مشکل اور ناممکن الوقوع شروط سے مقید کر دیا کہ نہ وہ شرطیں وقوع میں آویں اور نہ مباحثے کی نوبت پہنچے جس سے اس کا مقصود یہ تھا کہ جتنے دنوں تک مباحثہ ملتوی رہے اور ٹل

سکے اتنے ہی دن طعن وتکفیر سے لوگوں کے زبان بندر ہے اوراس کے عائد ودعاوی کا کچھ اثر اس کے اتباع اور ناواقف مسلمانوں پر ہوتا رہے۔علمائے وقت نے وقتاً فوقتاً اس کی ناجائز شروط کے ابطال اور جائز کی تسلیم واقبال سے مباحثہ کے لیے مستعدی کا اظہار کیا،مگر قادیانی سے بجز گریز وفرار جواس کی اصل منشا ومقصود تھا، کچھ ظہور میں نہ آیا، یہاں تک کہ قضا وقدر نے اس کودوڑنے بھاگنے کے ساتھ جبراً پنجے میں پھنسادیا اورلدھیانہ کے مقام میں ہمارا اس سے مباحثہ کرادیا جس کی کسی قدر کیفیت اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہے۔

اس مباحثے میں جواس نے شکست وہزیمت پائی وہ ناظرین پرچہ ہائے مذکور پرمخفی نہ ہوگی،مگراس کی دلیری اور بہادری دیکھواوراس پرصد آفرین کہوکہ شکست پا کربھی وہ دعویٰ مباحثہ سے دست بردار نہ ہوااوراشتہار یکم اگست اوراکتوبر ۱۸۹۱ء میں پھرمدعی مباحثہ ہوااور دہلی جاکرخم ٹھوک کرکھڑا ہوگیااوراس پردہلی پہنچ کراس کا تعاقب کیا گیااوراسکی جملہ شروط کو منظورکرکے منظوری مباحثہ کا اشتہار دیا گیاتو پھراس نے مباحثہ سے انکارکیا جس کی تفصیل (اشاعۃ السنۃ) نمبر ۱،۴ جلد ۱۴ میں ہے۔مگر پھراس کی شرم وحوصلہ کودیکھواوراس پر ہزار آفرین کہوکہ دہلی سے بھاگ کر قادیان میں پہنچ کر وہ اس شکست وہزیمت کوبھول گیا اور ایک آسمانی فیصلہ (جودرحقیقت شیطانی فیصلہ ہے) اس نے لکھ مارااوراس میں پھرمباحثہ کا مدعی بن بیٹھااورالٹا گریز وفرار کا الزام علماءوقت پر قائم کیا۔اس پرلاہوروسیالکوٹ پہنچ کر اس کا تعاقب کیا اورمتعددنوٹسوں کے ذریعے اس کومباحثے کی طرف بلایا گیا،مگروہ میدان مباحثہ میں نہ آیا بلکہ جہاں خاکسار پہنچا وہاں سے فوراً بھاگا جس کی کیفیت (اشاعۃ السنۃ) نمبر ۱ تا ۱۴ میں ہے۔

خاکسار (محمد حسین بٹالوی) ابتداء ہی سے اس کے بے جا اور ناممکن الوقوع شروط کو پیش کرنے سے اس کے مباحثہ سے مایوس ہوچکا تھا قطع حجت قادیانی کی غرض سے لدھیانہ کے مباحثہ تک اس کے حق میں تمام علماء اہل اسلام کی رائے ظاہر ومشتہر کرنے سے رکا رہا اور جب لدھیانہ کے مباحثہ کو وہ تمام چھوڑ کر بھاگا تو اور بھی مایوسی نے جلوہ دکھایا۔تب

خاکسار نے بمقام دہلی پہنچ کر اس استفتا مرتب کیا جس میں قادیانی کے خیالات ومقالات درج کر کے ان کی تصدیق وشہادت کے لیے اس کی تصنیفات کی اصل عبارات کو بقید صفحات نقل کر دیا اور اس استفتاء کا جواب بقیہ السلف حجۃ الخلف شیخنا وشیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ سے حاصل کیا اور ایک خاص سفر از دہلی تا بقرب کلکتہ وبھوپال وغیرہ اختیار کر کے اکثر مشہور بلاد ہندوستان کے علماء وفضلاء مختلف مذاہب کا توافق رائے حاصل کیا۔ پھر لاہور پہنچ کر اس استفتاء اور اس کے جواب کو رسالے کی صورت میں چھپوا کر دور دراز مقامات ہندوستان و پنجاب میں جہاں خاکسار خود نہیں پہنچا تھا، متداول کیا اور اس پر ان مقالات کے سکناء کی شہادات وتائیدات کو مرتب کرایا۔فتویٰ پر مکمل اتفاق علمائے ہندوستان و پنجاب ہو چکا تھا مگر اس کی اشاعت عام میں اس وجہ سے توقف والتواء ہوا کہ اگر قادیانی کو ان باتوں کی نسبت جن کو علماء وقت نے کفر وضلالت قادیانی پر دلیل ٹھرایا ہے، کچھ عذر ہو تو اس کو مجمع علماء میں پیش کرے اور ان میں وہ مباحثہ کرنا چاہتا ہے تو کرے اور اس پیالہ تکفیر وتضلیل کو جو بہ اتفاق علماء اس کے لیے تیار کیا گیا ہے کسی حیلہ سے ٹلا سکتا ہے تو ٹلا دے۔یعنی ان باتوں کا اپنی تصنیف میں پایا نہ جانا یا اگر وہ ان میں موجود ہوں تو ان کا موجب کفر وضلالت نہ ہونا ثابت کر دے۔آخری دفعہ اس امر کی طرف اس کو ''جواب فیصلہ آسمانی'' میں بلایا گیا اور اس جواب کو چھاپ کر اس کے پاس بھیجا گیا اور انتظار مدت جواب تک اشاعت فتویٰ کو ملتوی کیا گیا۔مگر پھر اس نے اس طرف رخ نہ کیا اور مباحثہ کا نام لینا بھی چھوڑ دیا۔لہٰذا اس فتویٰ کا اب عام اہل اسلام میں مشتہر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

(فتویٰ میں) اصل سوال یہ ہے کہ عقائد قادیانی مندرجہ ذیل سوال اسلامی عقائد ہیں یا نہیں؟ اور ان عقائد میں قادیانی پابند و پیرو اسلام ہے یا اس کی پابندی سے خارج۔اور ایسے عقائد والا ولی، مجدد، ملہم، محدث ہو سکتا ہے یا وہ ان عقائد کے سبب دجل کہلانے کا مستحق ہے؟ اس اصل سوال کا جواب جو مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی طرف سے ہے، صرف

یہ ہے کہ یہ عقائد اسلامی نہیں اور قادیانی ان عقائد میں پابندئ اسلام سے خارج ہے اور ایسے عقائد والا محدث، مجدد، ملہم، ولی نہیں ہوسکتا بلکہ من جملہ دجالین ایک دجال ہے۔

قادیانی اور اس کے اتباع اس فتوے کے جواب میں کہہ رہے ہیں اور کہیں گے ہ جو باتیں ہمارے ذمہ لگائی گئی ہیں ہم نے نہیں کہیں (اور) یہ کہ کہی تو ہیں مگر ان کے معنی اور ہیں (قادیانیوں کی) ان باتوں کا جو باحسب تفصیل ذیل ہے:۔

(ا) جن باتوں کو قادیانی کے ذمہ لگایا گیا ہے ان کے ثبوت میں ہم نے اصل عبارات قادیانی کو نقل کر دیا ہے، وہ عبارتیں اس کی کتابوں سے نہ نکلیں اور ان کی نقل میں ہماری غلط بیانی ثابت ہو تو فی عبارت ایک سو روپیہ جرمانہ دینے کو ہم حاضر ہیں، مگر اس امر کا تصفیہ مجرد انکار قادیانی اور اس کے اتباع سے نہیں ہوسکتا۔ ان کا یہ انکار محض کذب ہے اور کذب ان کے مذہب اور ہر ایک عمل در آمد کا اصل اصول ہے۔ اس کے تصفیہ کے لیے ایک مجلس کا منعقد ہونا ضروری ہے جس میں ہم ان عبارات کا تصانیف قادیانی میں پایا جانا ثابت کریں اور وہ انکار کی وجہ بتادے اور روز روشن میں آفتاب کو چھپا کر دکھادے۔

دوسری بات کا جواب (یعنی) معنی کا تصفیہ بھی اسی مجلس میں ہوسکتا ہے۔ اسی مجلس میں اگر اس کی عبارات کے وہ ظاہری معنی بشہادت لغت ومحاورہ اہل لسان نہ نکلے جو مفتیوں نے سمجھے ہیں تو اس پر بھی ہم فی عبارت سو روپیہ جرمانہ دینے کو حاضر ہیں۔ قادیانی تو ان عبارات کو جو معنی چاہے پہنا سکتا ہے، جو شخص خنزیر سے انسان مراد لے اور دمشق سے قادیان وغیرہ اس کو ایک کلام کے ایسے معنی جو ظاہر کے مخالف اور معنی در بطن شاعر کا مصداق ہوں بیان کرنا کیا مشکل ہے''

قارئین! یہ طویل عبارت دراصل فتویٰ تکفیر کی تمہید ہے جو مولانا بٹالوی نے فتویٰ کی اشاعت کے ساتھ اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ میں لکھی ہے۔ اصل فتویٰ مولانا بٹالوی کے طویل سوال اور ۸۲ صفحات پر مشتمل سید محمد نذیر حسین محدث کے جواب پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد تقریباً دوصد علماء اسلام نے تائیدی نوٹ کے ساتھ یا نوٹ کے بغیر تائیدی دستخط فرمائے

ہیں۔ ذیل میں ہم سید نذیر حسین محدث کی تحریر کی تلخیص مولانا دلاوری کی ''رئیس قادیان'' سے نقل کرتے ہیں:

''مرزا غلام احمد قادیانی اسلام خصوصاً مذہب اہل سنت سے خارج ہے۔اس کے بعض عقائد ومقالات یونانی فلاسفہ کے ہیں۔بعض پیروان ویدیعنی ہنود سے لیے گئے ہیں۔بعض نصاریٰ سے ماخوذ ہیں۔اس کا طریقہ ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضلال کا سا ہے۔اس کے دعویٰ نبوت اوراشاعت اکاذیب اورملحدانہ طریق کی وجہ سے وہ ان تیس دجالوں میں سے ہے، جن کی اطلاع سیدنا مخبر صادق ﷺ نے دی تھی۔اوراس کے پیرووہم مشرب ذریت دجال ہیں۔اگراس عمل واعتقاد کا شخص خدا کا ملہم ومخاطب ہوتوانبیاء وملہمین سابقین کا الہام پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتا ہے۔قادیانی کا کواکب وسیارات وافلاک کے لیے نفوس وارواح تجویز کرنا، یونان کے فلاسفہ اشراقیین اور ہنود کا مذہب ہے۔ چنانچہ قادیانی نے توضیح المرام کے ص ۳۳ پراپنا یہی عقیدہ لکھا ہے۔قادیانی کا بطوراستعارہ ابن اللہ کہلانے کو تجویز کرنا پوری نصرانیت ہے۔عیسائیوں نے بھی استعارہ کے طور پر خدا کے پیارے اور مطیع بندوں کوابن اللہ کہا ہے، اورقرآن یہی استعارہ ان لوگوں کے مشرک ہو جانے اور مخلوق کوحقیقتاً خدا کا بیٹا قرار دینے کا موجب ہواتو قرآن واسلام آیااوراس محاورہ کودور کیا۔اب قادیانی نے پھراس محاورہ کورائج کرنا چاہا ہے۔اورقادیانی کے محدث ہونے کا دعویٰ کرنا اوراس ذریعہ سے ایک قسم کا نبی کہلانااورنبوت جزئی کے دروازے کومفتوح کہنا بھی قراان کا انکار ہے۔

قادیانی کا سیدنا مسیح کوصلیب پر چڑھایاجانا تجویز کرنانص قرآن **وما قتلوہ وما صلبوہ** سے انکار ہےاوراس میں اس نے نیچریوں کی تقلید کی ہے جوعیسائیوں کے مقلد ہیں۔قادیانی کا سیدنا مسیح کے معجزات سے انکارکرنا قرآن کا انکار ہے۔قادیانی کا حدیث نبوی کومفسرقرآن نہ ماننا ضلالت ہے۔اہل سنت میں مسلم ہے کہ حدیث قرآن کی مفسراور اس کے اجمال کی مبین ہے۔قادیانی کا اپنی پیروی کومدارنجات ٹھہرانا بھی انتہادرجہ کی گمراہی

ہے، کیونکہ ایسا دعویٰ انبیاء علیھم السلام کے سوا کسی کو نہیں پہنچتا۔ قادیانی کا یہ کہنا حیات مسیح کا اعتقاد رکھنا شرک ہے، اس کا ان تمام صحابہ وتابعین اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک کے تمام مسلمانوں کو جو سیدنا مسیح کو زندہ سمجھتے ہیں اور قیامت سے پہلے ان کے نزول کے معتقد ہیں، مشرک بنانا ہے۔ قادیانی کا یہ عقیدہ جیسا کفر ہے محتاج تشریح نہیں۔ غرض یہ شخص اسلام سے قطعاً خارج ہے۔'' (رئیس قادیان جلد دوم ص ۵۷)

فتویٰ کے اجزاء کے بعد مرزا نے ''شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت'' کے عنوان سے لکھا ہے:

''اس فتویٰ کو میں نے اول سے آخر تک دیکھا، جن الزامات کی بنا پر یہ فتویٰ لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلاف واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اس جز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے، جس کا نام دافع الوساوس ہے۔ بایں ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن طعن پر کچھ افسوس نہیں اور نہ کچھ اندیشہ۔ بلکہ میں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور ان کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردود اور ملعون اور دجال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کی بخارات نکال لیے جو دیانت اور امانت اور تقویٰ کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے اور جس قدر میری اتمام حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لیے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا، بجز اس کے کہ لعنتوں پر آ جاتے۔ مجھے اس بات کو سوچ کر بھی خوشی ہے کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر تھی جیسا کہ اہل کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے تو پھر مجھے مثل مسیح ہونے کی حالت میں ان لعنتوں کی آوازیں سن کر بہت ہی خوش ہونا چاہیے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں جعلسازی سے بہت کام لیا ہے اور طرح طرح کے افتراء کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول، ص ۲۳۱۔۲۳۲)

درج بالاتحریر کے مطابق مرزا اس فتویٰ تکفیر سے خوش تھا۔ دیگر مقامات پر اس نے اس فتویٰ کو اپنی صداقت کے نشانات میں شمار کرتے ہوئے اسے اپنی کامیابیوں کا زینہ قرار دیا ہے۔ مثال کے طور اس نے سالانہ قادیان ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء کا موازنہ کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا:

''سال گذشتہ میں جب ابھی فتویٰ تکفیر میاں بٹالوی صاحب کا تیار نہیں ہوا تھا، صرف ۷۵، حباب اور مخلصین تاریخ جلسہ پر قادیان تشریف لائے تھے، مگر اب جب کہ فتویٰ تیار ہو گیا اور بٹالوی صاحب نے ناخنوں تک زور لگا کر اور آپ بصد مشقت ہر جگہ پہنچ کر اور سفر کی ہر روزہ مصیبتوں سے کوفتہ ہو کر اپنے ہم خیال علماء سے اس فتویٰ پر مہریں ثبت کرائیں تو اس سالانہ جلسہ (۱۸۹۲ء) میں بجائے ۷۵ کے ۳۲۷ احباب شامل ہوئے۔ میاں بٹالوی کے پنجاب اور ہندوستان میں پھرتے پاؤں بھی گھس گئے لیکن انجام کار خدا تعالیٰ نے ان کو دکھلا دیا کہ کیسے اس کے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد: ۵ ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام ص: ۲۹،۳۰ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص: ۲۶۶)

اس تحریر میں مرزا صاحب نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ فتوے کے بعد ان کے سلسلے کو ترقی عطا ہوئی ہے اور ان کے سالانہ جلسہ کے حاضرین کی تعداد ۷۵ سے ۳۲۷ یعنی چار گنا سے بھی بڑھ گئی ہے لیکن مرزا کی یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی، اسلیے کہ اس سے اگلے سال یعنی دسمبر ۱۸۹۳ء کا جلسہ انہیں یہ کہتے ہوئے منسوخ کرنا پڑا:

''جلسہ کا مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ وہ ''زہد و تقویٰ خدا ترسی پرہیزگاری'' وغیرہ میں دوسروں کے لیے ایک نمونہ بن جائیں اور انکساری اور تواضع اور راست بازی ان میں پیدا ہو لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا، بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں۔ بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کے لیے دوسرے لوگوں سے کج خلقی کرتے ہیں، گویا وہ مجمع ہی ان کے لیے موجب ابتلاء ہو گیا اور پھر میں

دیکھتا ہوں کہ اس جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا۔ ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نیک نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ۱۹۸۶ء جلد: اول، ص: ۴۳۹، ۴۴۱)

اس تحریر میں مرزا ۱۸۹۲ء والے جلسہ کو فضول، معصیت، طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ قرار دیتا ہے۔ وہ جلسہ خود مرزا نے منعقد کیا تھا اور اشتہارات اور خطوط کے ذریعے لوگوں کو اس میں شرکت کے لیے بلایا تھا اور واپسی پر ''غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زادراہ دیا گیا۔ بعض کو تیس تیس یا چالیس چالیس روپیا دیا گیا۔'' (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ج: اول، ص: ۴۴۶۔ ۴۴۷) یہ تیس چالیس روپے اس زمانے میں بہت بڑی رقم ہوا کرتی تھی اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مرزا جب سیالکوٹ کچہری میں ملازم تھا اسے ۱۵ روپے ماہانہ تنخواہ ملا کرتی تھی۔ گویا دو دو تین تین ماہ کی تنخواہ کے برابر لوگوں کو رقوم دے کر مجمع اکٹھا کیا گیا اور اسے پہلے تو فتوے کا ثبوت رد عمل قرار دیتے ہوئے بزعم خود مولانا بٹالوی وغیرہم کو طمانچہ رسید کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اگلے ہی سال اس اجتماع کو ضلالت، معصیت اور بدعت شنیعہ قرار دے کر وہ طمانچہ خود اپنی ذات گرامی پر جما لیا اور ساتھ ہی عاصی اور بدعتی ہونے کا اقرار بھی کر لیا۔ مرزا کہا تو یہ کرتا تھا کہ اسے مولانا بٹالوی کے متعلق انی مهین من اراداهانتك کا الہام ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے مرزا! میں تیرے مخالف محمد حسین کو ذلیل کروں گا، لیکن ایک ہی اجتماع کو اپنی کامیابی قرار دے کر پھر بدعت اور معصیت قرار دے دینا اور اس میں شرکت اور اس کے اہتمام کے باعث خود ہی بدعتی اور عاصی ہونے کا اقرار کر لینا، مولانا بٹالوی کے مقابلے میں خود مرزا صاحب کی ذلت واہانت کا ایسا ثبوت ہے جو اس نے خود اپنی ہی تحریر میں مہیا کر دیا۔''

(ماہنامہ دعوتِ اہل حدیث اپریل ۲۰۰۹ء ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ''اشاعت خاص ختم نبوت نمبر'' ص ۲۰۵ تا ۲۱۲)

نیز لکھتے ہیں: ’’ **بانیان تحریک ختم نبوت**

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں میں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اس کے خلاف تحریک شروع کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی، سید نذیر حسین محدث اور ان کے ہم خیال علماء ہیں۔ دوسرے لوگ تو ان کی دیکھا دیکھی تحریک میں شامل ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم اپنے قارئین کی دلچسپی کے لیے مرزا کے لٹریچر سے کچھ اقتباسات درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ تحریر ختم نبوت کے حقیقی بانی اور قائدین کون ہیں۔ ہم اپنی گذارشات کا آغاز مرزا غلام احمد کی کتاب ’’نشان آسمانی‘‘ کے ایک اقتباس سے کرتے ہیں جس میں وہ اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس تکفیر کرنے والے مختلف گروہوں میں سے ’’موحدین اول المکفرین ہیں اور مقلدین ان کی اتباع سے ہیں‘‘ (نشان آسمانی مصنفہ۱۸۹۲ء) یعنی اس کے عقائد ونظریات کا جائزہ لے کر سب سے پہلے اہلحدیث علماء نے اسے کافر قرار دیا ہے اور احناف مقلدین اس معاملے میں ان کے پیروکار ہیں۔ اسی بات کو ذرا وضاحت کے ساتھ اس نے انجام آتھم میں یوں بیان کیا:

’’چونکہ علمائے پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر وتکذیب حد سے گذر گیا ہے، اس تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا گناہ یہ ہے کہ انھوں نے اس نازک امر تکفیر میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتوے کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا، بغیر تحقیق وتنقیح کے ایمان لے آئے ہیں۔‘‘ (روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۴۵)

ایک اور جگہ پر اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے وہ سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کو اپنا سب سے بڑا مخالف قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: ’’نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اول المدعوبین ہے۔‘‘ (روحانی خزائن ج ۲۲، حقیقت الوحی ص:۴۵۴)

حکیم نوردین نے اپنے ایک مکتوب میں کہا: ’’اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی، میاں عبدالحق غزنوی اور مولوی عبدالرحمٰن لکھوی پنجاب میں تین ایسے آدمی ہیں جن کو مرزا جی کی

مخالفت میں بڑا جوش ہے۔'' (روحانی خزائن ج ۳ ص ۶۳۰)

اس پس منظر میں مرزا صاحب کا درج ذیل ارشاد ملاحظہ فرمائیں، لکھا ہے:

''سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کی طرف سے تکفیر کا فتویٰ تیار ہوا ہے اور پنجاب والوں نے پیش دستی کی ہے اور تہمتیں لگا کر بدنام کیا ہے۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۵۴)

اس فتویٰ تکفیر کے متعلق دوسری جگہوں پر مرزا نے لکھا: ''نذیر حسین دہلوی نے (علیہ ما یستحقہ) تکفیر کی بنیاد ڈالی، محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اس پر لگوائے۔''

(روحانی خزائن ج ۱۲، سراج منیر ص ۷۵)

''شیخ محمد حسین صاحب رسالہ اشاعۃ السنۃ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۱۲، سراج منیر ص ۸۰)

''مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے کفر کا فتویٰ لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی ص ۴۵۳)

''یاد کر وہ زمانہ جب ایک مولوی تجھ پر کفر کا فتویٰ لگائے گا اور اپنے کسی حامی کو جس کا اثر لوگوں پر پڑ سکے، کہے گا کہ میرے لیے اس فتنہ کی آگ بھڑکا...... مولوی ابوسعید محمد سعید صاحب نے یہ فتویٰ تکفیر لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگا دے اور میرے کفر کی نسبت فتویٰ دیدے اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کر دے۔ مولوی محمد حسین...... جو اول المکفرین بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے۔''

(روحانی خزائن تحفہ گولڑویہ، ج: ۱۷، ص ۲۱۵)

''نذیر حسین دہلوی جوظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔'' (روحانی خزائن ج۱۸ص۲۳۸)

مولوی محمد حسین صاحب وہ شخص ہیں کہ ان سے بڑھ کر کسی نے عداوت کا نمبر نہیں لیا۔ انھوں نے بنارس تک پھر کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں انھوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (ملفوظات ج۷ص۱۶۵)

''دوسرا فتنہ حقیقت میں محمد حسین بٹالوی کی طرف سے ہوا جس نے مسلمانوں کے خیالات کو اس عاجز کی نسبت بھڑکتی ہوئی آگ کے حکم میں کر دیا۔''
(روحانی خزائن ج۱۲، سراج منیر ص:۵۷)

اس فتنہ اندوزی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں...... شیخ صاحب کی فطرت کو تدبر اور غور اور حسن ظن کا حصہ قسام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے۔ اسی وجہ سے سب سے پہلے استفتا کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر ایک طرف یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھایا اور بٹالوی کے استفتا کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا...... میاں صاحب موصوف اب ارذل العمر میں ہیں اور بجز زیادت غضب اور طیش اور غصہ کے اور کوئی عمدہ قوت غور اور خوض کی ان میں باقی نہیں رہی۔ بلکہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو میرے رائے میں اب بباعث پیر فرتوت ہوجانے کے ان کے حواس بھی کسی قدر قریب الاختلال ہیں۔ غرض بانی استفتا بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم بقدم رکھتے گئے۔ (روحانی خزائن ج۵ص۳۰۔۳۱)

''اور یاد کرو وہ زمانہ جب ایک مکفر تجھ سے مکفر کرے گا جو تیرے ایمان سے انکاری ہوگا اور کہے گا کہ اے ہامان میرے لیے آگ بھڑکا (ہامان سے مراد نذیر حسین دہلوی ہے) میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں۔''

اور حاشیہ میں مرزا نے لکھا: ''فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے

ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائے گا مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسی قدر رہو گا کہ اٰمنت باالذی اٰمت بہ نبو اسرائیل ۔یا پرہیز گار لوگوں کی طرح۔'' (روحانی خزائن جلد۱۲ استفتا ص۱۳۰)

''اور یاد کر وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص سراسر مکر سے تکفیر کا فتویٰ دے گا۔(یہ ایک پیش گوئی ہے جس میں ایک بدقسمت مولوی کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ ایک اپنے بزرگ ہامان کہ وہ مسیح موعود کی نسبت تکفیر کا کاغذ تیار کرے گا۔)اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتویٰ سے سب کو برافروختہ کرسکتا ہے۔سو تو سب سے پہلے اس کفر نامہ پر مہر لگا تا کہ سب علماء بھڑک اٹھیں اور تیری مہر دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تا کہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔(تب اس نے مہر لگا دی)ابولہب ہلاک ہو گیا اور اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے (ایک وہ ہاتھ جس کے ساتھ تکفیر نامہ پکڑا اور دوسرا وہ ہاتھ جس کے ساتھ مہر لگائی یا تکفیر نامہ لکھا۔)اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے،جب وہ ہامان تکفیر نامہ پر مہر لگا دے تو بڑا فتنہ ہوگا۔اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتا لکھنے والے کا نام فرعون رکھا اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اول فتویٰ دیا ہامان۔''

(روحانی خزائن ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ج ۱۷ص ۶۷)

''اور یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا کہ جو تیری تکفیر کا بانی ہو گا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائے گا۔(یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی)اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان!میرے لیے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کے لیے فتویٰ دے۔میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا کی تفتیش کروں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔اس جگہ نہایت تحقیر اور استخفاف سے فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرا ہی پرورش یافتہ ہے اور میں ہی اس کو ہلاک کروں گا۔یہی طریقہ محمد

حسین نے اختیار کیا اور نیز اس فتح کی طرف اشارہ ہے جو مقدر تھا کہ مجھے موسیٰ کی مانند فرعون پر حاصل ہوگی۔'' (روحانی خزائن ج۱۸ نزول المسیح ص۵۳۰)

''جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک فاضل یہودی نے وہ استفتا تیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ دیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر ''اہلحدیث'' تھے انھوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگا دیں۔ یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ کی نسبت کی گئی تھی ان کو بہت ستایا گیا، سخت گالیاں دی گئیں، ہجو اور بدگوئی میں کتابیں لکھی گئیں۔ یہی صورت اس جگہ پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پیدا ہو گئے۔'' (روحانی خزائن ج۱۹ کشتی نوح ص۵۱۔۵۰)

آج سے ۲۶ برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیش گوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے ص:۵۱۰۔۵۱۱ میں یہ عبارت درج ہے اِذْیَمْکُرُبِكَ الَّذِینَ...... یاد کر وہ زمانہ جب کہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھہرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتویٰ لکھ کہ لوگ اس فتویٰ کو دیکھ کر اس شخص کی جانی دشمن ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تاکہ میں دیکھوں کہ موسیٰ کا خدا اس کی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اس کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھہرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھہرایا۔'' (روحانی خزائن ج:۲۲، حقیقت الوحی ۹۔۳۶۷)

''اس بے چارے (محمد حسین بٹالوی) نے میری بدخواہی کے لیے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتا لے کر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا۔''

(روحانی خزائن حقیقت المھدی ج:۱۴، ص:۴۳۵)

''گورنمنٹ نے اس حاسد (محمد حسین) کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شائع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اس فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دے دیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ

ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ نہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد اب تک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا مگر یہ بھید اب تک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔''

(روحانی خزائن، حقیقت المھدی ج ۱۴، ص: ۴۳۵)

"ومـن المعترضين المذكورين شيخ ضال بطالوى وجارغوي يـقـال لـه، محمد حسين وقد سبق الكل فى الكذب والمين۔ وانه ابـى واستـكبـر۔ واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين ورئيـس الـمـعتـدين رأس الـغاوين هو الذي كفرنى قبل ان يكفر الآخرون۔

ترجمہ: فارسی از مرزا صاحب: و یکے اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست اور امحمد حسین مے گویند، واز ہمہ دردروغ وناراستی سبقت بردہ است وانکار کرد وتکبر نمود...... تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبراں است ورئیس تجاوز کنندگان، وسر گمراہان است او ھماں شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کفر گفت۔''

(روحانی خزائن ج ۱۱ انجام آتھم ص: ۲۴۱)

ترجمہ اردو: اور میرے معترضین میں میرا گمراہ ہمسایہ محمد حسین بٹالوی ہے جو مجھ پر جھوٹ بولنے میں سب بڑھ کر ہے۔ یہ مرا منکر اور اتنا بڑا متکبر ہے کہ امام متکبراں بن چکا ہے۔ یہ شخص تمام گمراہوں کا سردار ہے اور اسی نے سب سے پہلے مجھے کافر کہا۔''

ایک جگہ مرزا نے اپنا عربی الہام یوں درج کیا (اردو ترجمہ بھی انہی کا ہے)

وَإِذْ يَـمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَر او قدلی یا هامان لعلی اطلع على اله مـوسى انى لاظنه من الكاذبين تَبَّت يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ ماكان له ان

يدخل فيها الا خائفا۔

''اور یاد کرو وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرے گا جس نے تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا اے ہامان میرے لیے آگ بھڑکا تاکہ میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔''

یہ الہام اور ترجمہ خود مرزا صاحب کا ہے جو اس نے حقیقۃ الوحی باب چہارم ص:۸۳۔۸۴ پر درج کیا ہے۔اس کے حاشیے میں خود ہی لکھا:

مکفر سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اس نے استفتا لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔اس جگہ ابو لہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیش گوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جب میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نہیں نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔'' (روحانی خزائن ج:۲۲،حقیقۃ الوحی)ص:۸۳۔۸۴)

ایک جگہ اور مرزا بشیر احمد،مولانا محمد حسین کے متعلق لکھتا ہے کہ ''سب سے پہلا شخص جو کفر کا استفتا لے کر ملک میں ادھر ادھر بھاگا اور بعض بیعت کنندے بھی متزلزل ہو گئے۔ (سیرۃ المھدی حصہ اول)

ایک جگہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

''قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور ہے،میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے...... چنانچہ اشتہار مورخہ ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ مطبوعہ ایجرٹن

پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں۔ مگر جب رعب گورنمنٹ سے ان فتوؤں پر عمل درآمد نہ ہو سکا تو محمد حسین نے ایک تدبیر سوچی کہ اس شخص (مرزا) کو نہایت سخت گالیوں اور دلآزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیے جیسا کہ اس نے اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفرزٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اس کے نام سے چھپوائے اور در پردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں چھپا ہے اور ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار اور ضمیمہ...... جو اسی مطبع سے طبع ہوا ہے۔ ان کے متواتر زخموں کے بعد مجھے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء لکھنا پڑا جس میں جھوٹے کی ذلت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے، پس جبکہ یہ ظلم محمد حسین اور اس کے گروہ یعنی محمد بخش جعفرزٹلی وغیرہ کا حد سے زیادہ گذر گیا اور مجھے اس حد تک ذلیل کیا گیا کہ کوئی ایسا لفظ ذلت کا نہ چھوڑا جو میری نسبت استعمال نہ کیا اور پھر مباہلہ کیلئے متواتر درخواست بھیجی تو بالآخر میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا۔"

(روحانی خزائن ج:۱۴،ص:۸-۱۹۶)

اور پھر حکومت کو متوجہ کرنے کیلئے مرزا نے لکھا: بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لیے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ نمبر ۳ ص ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پس جب کہ ایک قوم کا سرگردہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیے وہ بلاتوقف ظہور میں آوے تاکہ اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لیے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء" (روحانی خزائن (کشف

العطا) ج:۱۶،ص:۲۲۶)

ایک جگہ مرزا نے لکھا:

''اس عاجز کی بھی مسیح کی طرح ذلت کی گئی ہے۔کوئی کافر کہتا ہے اور کوئی ملحد اور کوئی بے ایمان نام رکھتا ہے اور فقیہ اور مولوی صلیب دینے کو بھی تیار ہیں جیسا کہ میاں عبدالحق اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس شخص کیلئے مسلمانوں کو کچھ ہاتھ سے بھی کام لینا چاہیے۔''

(روحانی خزائن ج:۳ازالہ اوہام حصہ اول ص:۳۰۰)

سید نذیر حسین محدث کی وفات پر مزا نے لکھا:

تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے، وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے استاد تھے اور انہوں نے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی استفتا پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہیے اور اس مولوی نے یہ فتویٰ دے کر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔ (روحانی خزائن ج:۲۲ حقیقۃ الوحی ص:۹۔۲۵۸)

قارئین! ہم نے مذکورہ بالا چند حوالہ جات صرف اس غرض سے درج کیے ہیں کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ تحریک ختم نبوت شروع کرنے والے کون ہیں؟ مرزا غلام احمد کی تصانیف کو کھنگالا جائے تو اس طرح کی بے شمار عبارات اور بھی نکل آئیں گی جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا کے خلاف تحریک اور اس کے خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر کی اولیت وسعادت اہلحدیث اکابرین کو حاصل ہوئی ہے۔والحمد للّٰہ علٰی ذٰلك''

(دعوتِ اہل حدیث اپریل ۲۰۰۹ء ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ''اشاعت خاص ختم نبوت نمبر'' ص ۲۲۰ تا ۲۲۷)

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے مذکورہ بیانات سے واضح ہو جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگانے والے اہل حدیث علماء ہی تھے۔

اسی طرح شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کا اول تا آخر ایسا تعاقب کیا کہ وہ حواس باختہ ہو کر خود ہی پکار اٹھا کہ

(۲۸۵)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا، مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت

[1] یونس: ۵۴

سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذّاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلاء کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[2]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقــــــــــــــــــــــم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ وایّد

مرقوم تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

---

[1] بنی اسراءیل : ۳۷ [2] الاعراف : ۹۰

پھر اللہ رب العزت نے حق واضح فرما دیا کہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی مرزا قادیانی کی موت واقع ہوئی اور شیخ الاسلام مزید چالیس سال تک زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں ان کی وفات ہوئی۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

مذکورہ سطور میں محض ایک جھلک دکھائی گئی ہے ورنہ اس سلسلے میں خدماتِ علمائے اہل حدیث شمار سے باہر ہیں، جس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' کی چالیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور مزید بھی کام جاری ہے۔ ولله الحمد

آخر میں راقم الحروف برادرم شفقت حسین اور مولانا محمد اصغر حفظہما اللہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جن کی ترغیب وتحریص پر محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مضامین کتابی صورت میں یکجا ہو کر بنام: ''مسئلہ ختم نبوت'' اب ہمارے ہاتھوں میں ہے جو یقیناً عوام وخواص کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمارا یہ عمل، ہمارے اساتذہ، والدین اور جملہ معاونین کی نجات کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

ابو ظفیر محمد ندیم ظہیر

مرکز القدس، اعوان ٹاؤن لاہور

ختمِ نبوت پر چالیس دلائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: رَسُوْلِ اللّٰہِ الْأَمِیْنِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ أَيْ آخِرِ النَّبِیِّیْنَ وَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْ آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَ أَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ أَجْمَعِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَی التَّابِعِیْنَ وَأَتْبَاعِ التَّابِعِیْنَ وَأَتْبَاعِ أَتْبَاعِ التَّابِعِیْنَ وَھُمُ السَّلَفُ الصَّالِحِیْنَ مِنْ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، أَمَّا بَعْدُ:

قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے کہ سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب: رسول اللہ ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں، آپ کے بعد قیامت تک نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

اس متفقہ اور ضروریاتِ دین میں سے اہم ترین عقیدے پر بے شمار دلائل میں سے چالیس (۴۰) دلائل درج ذیل ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ ''محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔'' (الاحزاب:۴۰)

اس آیتِ کریمہ کی تشریح میں مشہور مفسرِ قرآن امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے لکھا ہے:

''بمعنی أنه آخر النبیین'' اس کا معنی یہ کہ آپ آخری نبی ہیں۔

(تفسیر طبری ۹/۲۴۴، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ مصر)

اس آیت کی یہ تشریح و تفسیر درج ذیل ائمہ اسلام سے بھی ثابت ہے:

ا: الامام الثقہ و امیر المومنین فی النحو ابو زکریا یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منظور الدیلمی

الاسدی الکوفی النحوی الفراء، صاحب الکسائی (متوفی ۲۰۷ھ)

* معانی القرآن للفراء (۲/۳۴۴ مکتبہ شاملہ)

۲: امام ونحویٔ زمانہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن السری بن سہل الزجاج البغدادی (متوفی ۳۱۱ھ)

* معانی القرآن واعرابہ للزجاج (۴/۲۳۰ شاملہ)

۳: الامام المفسر ابوبکر محمد بن عزیر (اَوعزیز) السجستانی العزیری (متوفی ۳۳۰ھ)

* غریب القرآن للسجستانی (۱/۲۱۱ شاملہ)

۴: العلامہ وامام العربیہ ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل بن یونس المرادی النحوی المصری (متوفی ۳۳۸ھ)

* اعراب القرآن للنحاس (۳/۲۱۷ شاملہ، نسخہ مطبوعہ دارالمعرفۃ لبنان ص ۷۷۴)

۵: ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (متوفی ۳۸۵ھ)

* تفسیر السمرقندی المسمی بحرالعلوم (۳/۵۲-۵۳)

۶: العلامہ المفسر ابومنصور محمد بن احمد بن الازہر بن طلحہ الازہری اللغوی (متوفی ۳۷۰ھ)

* معانی القراءات للازہری (۲/۲۸۴ شاملہ)

تہذیب اللغۃ للازہری (۷/۱۳۸، شاملہ)

۷: المفسر وامام النحو ابوالحسن علی بن فضال بن علی بن غالب المجاشعی القیروانی التمیمی الفرزدقی (متوفی ۴۷۹ھ)

* النکت فی القرآن الکریم للمجاشعی القیروانی (۱/۳۹۴ شاملہ)

۸: الامام المفسر ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری (متوفی ۴۶۸ھ)

* الوسیط فی تفسیر القرآن المجید (۳/۴۷۴)

۹: ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی (متوفی ۳۹۴ھ)

* تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ المسمی الصحاح للجوہری (۴/۱۵۵۰، قال: "وَخَـــاتِـمَةُ

الشَّيْءِ آخِرُهُ")

۱۰: ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد الفراھیدی (متوفی ۱۷۵ھ)

※ کتاب العین (ص۲۳۱ قَالَ: "وَخَاتِمَةُ السُّوْرَةِ: آخِرُهَا . وَخَاتِمُ الْعَمَلِ وَكُلِّ شَيْءٍ: آخِرُهُ")

۱۱: ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا (متوفی ۳۹۵ھ)

※ معجم مقاییس اللغۃ (۲/۲۴۵ قَالَ: "وَالنَّبِيُّ ﷺ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ لِأَنَّهُ آخِرُهُمْ")

۱۲: ابوعبداللہ الحسین بن محمد الدامغانی (متوفی ۴۷۸ھ)

※ الوجوہ والنظائر لالفاظ کتاب اللہ العزیز (ص۲۰۶)

۱۳: ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد المروزی السمعانی التمیمی (متوفی ۴۸۹ھ)

※ تفسیر السمعانی (۴/۲۹۰ شاملہ)

۱۴: ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد البغدادی عرف ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

※ زادالمسیر فی علم التفسیر (۶/۳۹۳)

۱۵: محیی السنۃ ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)

※ معالم التنزیل یعنی تفسیر البغوی (۳/۵۳۳)

۱۶: قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ یعنی ابن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ)

※ احکام القرآن (۳/۱۵۴۹)

۱۷: الامام العلامۃ الحافظ شیخ التفسیر ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم النیسابوری (متوفی ۴۲۷ھ)

※ الکشف والبیان یعنی تفسیر الثعلبی (۸/۵۰)

۱۸: العلامۃ الماہر والمحقق الباہر ابوالقاسم الحسین بن محمد بن الفضل یعنی الراغب الاصبہانی (متوفی ۵۰۲ھ تقریباً)

٭ مفردات الفاظ القرآن فی غریب القرآن (ص ۱۴۳، قَالَ: لِأَنَّهُ خَتَمَ النُّبُوَّةَ أَيْ تَمَّمَهَا بِمَجِيْئِهِ)

۱۹: ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المفسر (متوفی ۶۷۱ھ)

٭ الجامع لاحکام القرآن (۱۴/ ۱۹۶)

۲۰: ابوالقاسم شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان المقدسی الدمشقی ابوشامہ (متوفی ۶۶۵ھ)

٭ ابراز المعانی من حرز المعانی (۱/ ۲۵۰ شاملہ)

نیز دیکھئے حجۃ القراءات لعبدالرحمٰن بن محمد ابی زرعۃ بن زنجلہ (۱/ ۵۷۸ شاملہ) تفسیر ابن کثیر (۵/ ۱۸۵، دوسرا نسخہ ۱۱/ ۱۷۵۔۱۷۶) القاموس المحیط للفیروز آبادی (ص ۱۴۲۰) تاج العروس مع جواہر القاموس لمحمد مرتضٰی الزبیدی (۱۶/ ۱۹۰) اور لسان العرب لابن منظور (۱۲/ ۱۶۴) وغیرہ۔

اس آیتِ کریمہ کی متفقہ تفسیر سے ثابت ہوا کہ خاتم النبیین کا مطلب آخر النبیین ہے اور اسی پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔

تنبیہ: مدینہ منورہ والے قرآن مجید میں خاتِم النبیین (تاء کی زیر کے ساتھ) ہے اور یہ قراءت بھی اسی کی دلیل ہے کہ اس سے مراد آخر النبیین ہیں۔ ﷺ

۱: قراءتِ قالون (ص ۳۷۱) مطبوعہ لیبیا

۲: قراءت ورش (ص ۳۴۶) مطبوعہ مصر

دوسرا نسخہ (ص ۴۹۰) مطبوعہ الجزائر

سورۃ الاحزاب کی آیت (۴۰) کے مفہوم پر بیس سے زیادہ حوالوں کے بعد عرض ہے کہ اس آیت کے علاوہ بہت سی دوسری آیات بھی ہیں، جن سے اہلِ اسلام ختمِ نبوت پر استدلال کرتے ہیں، جن کی تفصیل مطول کتابوں میں ہے اور اب احادیث صحیحہ متواترہ پیشِ خدمت ہیں:

۱/۲) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے (بسندِ عامر بن سعد بن ابی وقاص) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي))

''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہ مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ (علیہما السلام) کے ساتھ تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم: ۳۲/۲۴۰۴، رقم المسلسل: ۶۲۲۰)

صحیح مسلم کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند احمد (۱/۱۸۵ ح ۱۶۰۸) سنن ترمذی (۲۹۹۹، ۳۷۲۴ وقال: حسن غریب صحیح)

خصائص علی للنسائی (۱۱) اور مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (روایۃ الدورقی: ۱۹) وغیرہ

اس کے راوی ابو محمد بکیر بن مسمار القرشی الزہری المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے ثقہ وصدوق ہیں اور ان پر امام بخاری کی جرح ثابت نہیں، بلکہ وہ دوسرے راوی بکیر بن مسمار پر ہے اور اگر یہی راوی مراد ہوں تو یہ ہلکی سی جرح (فیہ بعض النظر) جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے، نیز بکیر اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ سعید بن المسیب نے ان کی متابعت کر رکھی ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۲/۳

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((...إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ.)) ''سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی ۲/۹۹ ح ۷۵۵ وسندہ صحیح)

۲/۳) سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: **((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.))** ''تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون (علیہما السلام) تھے، اِلا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (صحیح مسلم: ۳۰/۲۴۰۴، دارالسلام: ۶۲۱۷)

۳/٤) مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: **((أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ،**

مِنْ مُوسٰی إِلَّا أَنَّہُ لَیْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ.))

(صحیح بخاری: ۴۴۱۶، صحیح مسلم: ۲۴۰۴، مسند سعد بن ابی وقاص روایۃ الدورقی: ۴۹ والحکم بن عتیبہ صرح بالسماع)

٤/٥) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ((أَلَا تَرْضَی أَنْ تَکُونَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُونَ، مِنْ مُوسٰی إِلَّا أَنَّہُ لَیْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ.))

(خصائص علی للنسائی: ۵۳ وسندہ حسن، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۴/۱۶۳، وبتحقیقی مخطوط مصور ص ۲۰۵ ح ۲۰۷)

اس حدیث کے راوی امام محمد بن اسحاق بن یسار المدنی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں اور انھوں نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

امام ابونعیم الاصبہانی نے اس حدیث کو ایک اور صحیح سند سے روایت کر کے فرمایا:

"صحیح مشھور من حدیث شعبة" (حلیۃ الاولیاء ۷/۱۹۴)

٥/٦) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیہا کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ((أَوَمَا تَرْضَی أَنْ تَکُونَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُونَ مِنْ مُوسٰی إِلَّا النُّبُوَّۃَ.)) (مسند احمد ۱/۱۷۰ ح ۱۴۶۳، وسندہ صحیح)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو پانچ تابعین نے روایت کیا ہے: عامر بن سعد بن ابی وقاص، سعید بن المسیب، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص اور عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رحمہم اللہ اجمعین۔

۷) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَنَا الْعَاقِبُ)) "اور میں عاقب (آخری نبی) ہوں۔"

(صحیح بخاری: ۳۵۳۲، ۴۸۹۶ والزہری صرح بالسماع عندہ، صحیح مسلم: ۲۳۵۴، رقم المسلسل: ۶۱۰۵، ۶۱۰۷)

اس حدیث کے راوی امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ (ثقہ بالاجماع اور جلیل القدر تابعی) نے العاقب کی تشریح میں فرمایا: " اَلَّذِيْ لَیْسَ بَعْدَہُ نَبِيٌّ . " وہ جس کے بعد کوئی

نبی (پیدا) نہ ہو۔ (صحیح مسلم: ۶۱۰۷)

اس حدیث کی تشریح میں امام سفیان بن حسین بن حسن الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ" (تاریخ المدینۃ لعمر بن شبہ ۲/ ۶۳۱، وسندہ صحیح الیہ، المعجم الکبیر للطبرانی ۲/ ۱۲۲ ح ۱۵۲۶)

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں موجود ہے، مثلاً دیکھئے: مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۵۵۵) سنن ترمذی (۲۸۴۰ وقال: هذا حديث حسن صحيح) مسند احمد (۴/ ۸۱، ۸۳) اور السنن الکبریٰ للنسائی (۱۱۵۹۰) وغیرہ

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو ان کے دونوں بیٹوں محمد بن جبیر بن مطعم اور نافع بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا ہے۔ (نافع بن جبیر کی روایت کے لئے دیکھئے مسند احمد ۴/ ۸۳۔ ۸۷، البحر الزخار ۸/ ۳۴۰ ح ۳۴۱۳ وقال البزار: "وإسناده صحيح")

۸) سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَنَا الْمُقَفَّى)) "اور میں مقفّی (آخری نبی) ہوں۔"

(شمائل الترمذی بتحقیقی: ۳۶۶۔ ۳۶۷ وسندہ حسن، کشف الاستار للبزار ۳/ ۱۲۰ ح ۲۳۷۸)

یہ روایت ابوبکر بن عیاش عن عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن حذیفہ کی سند سے ہے اور حماد بن سلمہ کی سند سے عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش عن حذیفہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ (دیکھئے مسند احمد ۵/ ۴۵۵، صحیح ابن حبان: ۲۰۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۴۵۷ ح ۳۱۶۸۳)

یہ حدیث دونوں سندوں سے حسن لذاتہ ہے۔ قاری ابوبکر بن عیاش اور قاری عاصم بن ابی النجود دونوں جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

مقفّی * کی تشریح میں حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا:

"لِأَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ" کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ (التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید ۱۹/ ۴۵ حدیث تاسع و أربعون لأبی الزناد، الاستذکار ۲/ ۳۷۵ فقرہ: ۳۹۶)

۹) سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

* الْمُقَفِّي، بتشدید الفاء المکسورۃ بھی درست ہے اور بمعنی خاتم النَّبِيِّيْن ہے۔ (ندیم ظہیر)

فرمایا:((أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْمُقَفِّى ...))
''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور المقفیٰ ہوں۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/ ۴۵۷ ح ۳۱۶۸۴ وسندہ صحیح ،مسند احمد ۴/ ۳۹۵ ،صحیح مسلم: ۲۳۵۵، دارالسلام: ۶۱۰۸)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸

تنبیہ: امام وکیع اور ابونعیم الفضل بن دکین کا امام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود المسعودی الہذلی رحمہ اللہ سے سماع ان کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

(دیکھئے الکواکب النیرات ص ۲۹۳)

۱۰/۱) عمرو بن عبداللہ الحضرمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (سیدنا) ابوامامہ الباہلی (صدی بن عجلان) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ.)) ''اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

(کتاب الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ۲/ ۴۴۷ ح ۱۲۴۹، وسندہ صحیح ،السنۃ لابن ابی عاصم ص ۱۷۱ ح ۳۹۱، دوسرا نسخہ ۱/ ۲۷۹ ح ۴۰۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۱۷۲۔۱۷۳ ح ۷۶۳۵ مختصراً ،مسند الرویانی ۲/ ۲۹۵ ح ۱۲۳۹، الشریعۃ للآجری ۳/ ۱۳۱۲ ح ۸۸۲، المستدرک للحاکم ۴/ ۵۳۶ ح ۸۶۲۰ وصححہ علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی ،کتاب الفتن للامام نعیم بن حماد الصدوق رحمہ اللہ ۲/ ۵۱۷ ح ۱۴۴۶، دوسرا نسخہ: ۱۳۱۳، الفتن للامام حنبل بن اسحاق [بحوالہ مکتبہ شاملہ]: ۳۷)

عمرو بن عبداللہ الحضرمی کو امام معتدل عجلی، نیز ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے، لہٰذا وہ ثقہ صحیح الحدیث راوی ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

۱۱/۲) شرحبیل بن مسلم اور محمد بن زیاد کی سند سے روایت ہے کہ سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ .)) ''اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمھارے بعد کوئی امت نہیں۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی ۸/ ۱۳۶ ح ۷۵۳۵ وسندہ حسن ،السنۃ لابن ابی عاصم ۲/ ۵۱۵۔۵۱۶ ح ۱۰۹۵، دوسرا نسخہ: ۱۰۶۱)

اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت شامیوں سے ہے اور انھوں نے سماع کی تصریح کر دی

ہے،لہٰذا یہ سند حسن لذاتہ اور صحیح لغیرہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰، اور ۱۱ سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے ختم نبوت والی حدیث تین راویوں نے بیان کی ہے: عمرو بن عبداللہ الحضرمی، شرحبیل بن مسلم اور محمد بن زیاد، لہٰذا ان سے یہ حدیث صحیح مشہور ہے۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسد بن وداعہ (صدوق) راوی نے بھی بیان کی ہے۔ (دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی ۱۶۲/۸۔۱۶۳ ح ۷۶۲۲)

۱۲) سیدنا ثوبان (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِيْ أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.)) ''اور بے شک میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (سنن ابی داود: ۴۲۵۲ وسندہ صحیح)

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:
مسند احمد (۲۷۸/۵ ح ۲۲۳۹۵) سنن ترمذی (۲۲۱۹ وقال: ھذا حدیث صحیح)
اور صحیح ابن حبان (الاحسان: ۷۱۹۴، دوسرا نسخہ: ۷۲۳۸) وغیرہ

اس حدیث کے راوی امام ابو قلابہ عبداللہ بن زید الجرمی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان کا مدلس ہونا ثابت نہیں، لہٰذا یہ سند بالکل صحیح ہے۔

اس حدیث پر عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے دو عجیب اعتراض کیے ہیں:

۱: ثوبان ناقابل اعتبار ہیں۔

۲: ابو قلابہ ناقابل اعتبار ہیں۔ (پاکٹ بک ص ۳۱۲)

اس قادیانی جرح کا جواب یہ ہے کہ حافظ ذہبی کی کتاب: میزان الاعتدال (۱۷۳/۱، دوسرا نسخہ ۳۷۳/۱ ت ۱۴۰۳) میں جس ثوبان بن سعید پر ازدی (ضعیف ومجروح) کی جرح ''يَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ'' ہے، وہ دوسرے آدمی تھے اور ان کے بارے میں امام ابوزرعہ الرازی نے

فرمایا: " لَا بَأْسَ بِهِ" (دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل ۱/ ۴۷۰، اور لسان المیزان ۲/ ۸۵، دوسرا نسخہ ۲/ ۱۵۰)

جبکہ ہماری ذکر کردہ حدیث میں سیدنا ثوبان الہاشمی الشامی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یعنی مولی تھے۔

(دیکھئے الاصابۃ لابن حجر ۱/ ۲۰۴ ت ۹۶۷، اور تقریب التہذیب: ۸۵۸)

نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (۳/ ۴۹۷۔ ۴۹۸)

ابوقلابہ پر قادیانی جرح کے جواب کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات (۳/ ۴۹۶۔ ۴۹۷)

۱۳) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ .))

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔"

(سنن ترمذی: ۳۶۸۶ وقال: "هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث حديث مشرح بن هاعان" مسند احمد ۴/ ۱۵۴، مستدرک الحاکم ۳/ ۸۵ ح ۴۴۹۵ وقال: "هذا الحديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه" وقال الذهبي: صحيح)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اور اسے درج ذیل علماء نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے:

۱: ترمذی (حسن) ۲: حاکم (صحیح)* ۳: ذہبی (صحیح)

اس حدیث کے راوی مشرح بن ہاعان جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث ہیں۔ (دیکھئے میری کتاب: نور العینین ص ۱۸۲۔ ۱۸۴)

۱/۱۴) ابوصالح السمان ذکوان الزیات رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .)) "بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی

---

* حافظ ابن عساکر نے اس کی ایک سند کو محفوظ قرار دیا۔ (تاریخ دمشق ۴۴/ ۱۱۴)

طرح ہے، جس نے بہت اچھے طریقے سے ایک گھر بنایا اور اسے ہر طرح سے مزین کیا، سوائے اس کے کہ ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی) پھر لوگ اس کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور (خوشی کے ساتھ) تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ اینٹ یہاں کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: پس میں وہ (نبیوں کے سلسلے کی) آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔" (صحیح بخاری: ۳۵۳۵، صحیح مسلم: ۲۲/ ۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۶۱)

یہ حدیث دوسری بہت سی کتابوں میں بھی ہے۔ مثلاً دیکھئے:

مسند احمد (۲/ ۳۹۸ ح ۹۱۶۷) السنن الکبریٰ للنسائی (۱۱۴۲۲) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۴۰۵) اور شرح السنۃ للبغوی (۱۳/ ۲۰۱۔۲۰۲ ح ۳۶۲۱ و قال: هذا حديث متفق على صحته) وغیرہ۔

۲/ ۱۵) مشہور ثقہ تابعی امام ہمام بن منبہ بن کامل الصنعانی الیمنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲ھ) کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے گھر [کے کمرے] بنائے اور انھیں خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا، لیکن گھروں [یعنی کمروں] کے کناروں میں سے ایک کنارے پر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور (عمارت کو) چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں، اور وہ عمارت انھیں تعجب میں ڈالتی ہے، لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ جس سے اس (عمارت) کی تعمیر مکمل ہو جاتی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ہی وہ اینٹ ہوں۔"

(الصحیفۃ الصحیحۃ، صحیفہ ہمام بن منبہ مترجم ص ۳۷ ح ۲، دوسرا نسخہ ص ۶۶۔ ۶۸، تیسرا نسخہ ص ۲۸، چوتھا نسخہ ص ۷، صحیح مسلم ۲۱/ ۲۲۸۶، دارالسلام: ۵۹۶۰، مسند احمد ۲/ ۳۱۲ ح ۸۱۰۱/ ۲، شرح السنۃ للبغوی ۱۳/ ۱۹۹ ح ۳۶۱۹ و قال: هذا حديث متفق على صحته)

۳/ ۱۶) امام عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خوبصورت عمارت تعمیر کرنے کی مرفوع حدیث مذکور ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ

نے فرمایا:((فَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ)) ''پس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔''

(صحیح مسلم:۲۰/ ۲۲۸۶، دارالسلام:۵۹۵۹، مسند احمد۲/ ۲۴۴، مسند الحمیدی بتحقیقی:۱۰۴۳، دوسرا نسخہ:۱۰۳۷)

۴/۱۷) عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ:أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ.))

''مجھے انبیاء پر چھ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں:

۱: مجھے جوامع الکلم (جامع کلام) عطا کیا گیا۔

۲: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

۳: میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

۴: میرے لیے زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنایا گیا۔

۵: مجھے ساری مخلوق (تمام انسانوں اور جنوں) کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

۶: اور میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔'' (صحیح مسلم:۵۲۳، دارالسلام:۱۱۶۷، مسند احمد ۲/ ۴۱۱، سنن ترمذی:۱۵۵۳، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

۵/۱۸) ابو حازم سلمان الاشجعی الکوفی رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.)) ''اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (صحیح بخاری:۳۴۵۵، صحیح مسلم:۱۸۴۲، دارالسلام:۴۷۷۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَيْسَ كَائِنًا فِيكُمْ نَبِيٌّ بَعْدِي)) ''جب بھی ایک نبی جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور میرے بعد تم میں کوئی نبی (پیدا) نہیں ہوگا۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۵۸ ح ۳۷۲۴۹ وسندہ صحیح)

۶/۱۹) عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَـإِنِّـيْ آخِـرُ الْأَنْبِيَـاءِ، وَإِنَّ مَسْـجِـدِيْ آخِـرُ الْـمَسَـاجِـدِ.)) ''پس بے شک میں آخری نبی ہوں اور بے شک میری مسجد (جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا) آخری مسجد ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۳۹۴/۵۰۷، دارالسلام: ۳۳۷۶)

آخر المساجد کی تشریح میں حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) نے لکھا ہے: "فَـرَبْطُ الْكَلَامِ بِفَاءِ التَّعْلِيْلِ مَشْعَرًا بِأَنَّ مَسْجِدَهُ إِنَّمَا فُضِّلَ عَلَى الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا لِأَنَّهُ مُتَأَخِّرٌ عَنْهَا وَ مَنْسُوْبٌ إِلٰى نَبِيٍّ مُتَأَخِّرٍ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ فِي الزَّمَانِ ." آپ نے فاء تعلیل کے ساتھ یہ بتانے کے لئے کلام مربوط کیا کہ آپ کی مسجد اس وجہ سے تمام مساجد پر فضیلت رکھتی ہے، کیونکہ یہ ان کے بعد ہے اور تمام انبیاء کے بعد آنے والے نبی آخر الزمان کی طرف نسبت رکھتی ہے۔

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ۳/۵۰۶ ح ۱۲۴۶)

قاضی عیاض المالکی اور محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی دونوں نے اس حدیث سے یہ مراد لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ۴/۵۱۲، اکمال اکمال المعلم ۴/۵۰۹)

آخر الانبیاء کی نسبت سے آخر المساجد کا صرف یہی مطلب ہے کہ آخر مساجد الانبیاء، اس کے علاوہ دوسرا کوئی مطلب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ایسا معنی سلف صالحین کے کسی مستند عالم سے ثابت ہے۔

۲۰/۷-۸) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوعبداللہ الاغر (دو تابعین) کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "فَـإِنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ آخِـرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ إِنَّ مَسْـجِـدَهُ آخِـرُ الْـمَسَـاجِـدِ." یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد (مساجد انبیاء میں سے) آخری مسجد ہے۔

(صحیح مسلم: ۱۳۹۴/۵۰۷، دارالسلام: ۳۳۷۶، سنن نسائی: ۶۹۵ والکبریٰ لہ: ۷۸۴)

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۱۹

۹/۲۱) امام سعید بن المسیب کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) ''نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔'' لوگوں نے کہا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.)) ''نیک خواب۔'' (صحیح بخاری:۶۹۹۰)

۱۰/۲۲) صعصعہ بن مالک رحمہ اللہ کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.))
''بے شک میرے بعد نبوت میں سے اچھے خواب کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔''

(موطأ امام مالک، روایۃ یحییٰ ۲/ ۹۵۶۔۹۵۷ ح ۱۸۴۷، وسندہ صحیح، روایۃ ابن القاسم بتحقیقی ص ۲۱۵ ح ۱۲۷، سنن ابی داود: ۵۰۱۷ وصححہ الحاکم ۴/ ۳۹۰۔۳۹۱ ح ۸۱۷۶ ووافقہ الذہبی)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ختم نبوت والی حدیث کو دس تابعین نے روایت کیا ہے:

۱: ابوصالح السمان
۲: ہمام بن منبہ
۳: عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج
۴: عبدالرحمٰن بن یعقوب
۵: ابوحازم الاشجعی
۶: عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ
۷: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف
۸: ابوعبداللہ الاغر
۹: سعید بن المسیب
۱۰: صعصعہ بن مالک

ثابت ہوا کہ یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے متواتر ہے۔

۲۳) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے ایک بہترین اور مکمل گھر (محل) کی مثال کو نبیوں کی مثال قرار دیا۔ جس کی ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)) "پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا تو انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا۔" (صحیح مسلم: ۲۲۸۷، دارالسلام: ۵۹۶۳)

یہ حدیث مختصراً صحیح بخاری (۳۵۳۴) میں بھی موجود ہے۔

۲۴) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.))

"بے شک رسالت اور نبوت منقطع (یعنی ختم) ہوگئی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ہوگا۔" (سنن ترمذی: ۲۲۷۲ وقال: "ھذا حدیث صحیح غریب من ھذا الوجہ" وسندہ صحیح، مسند احمد ۳/ ۲۶۷ وصححہ الحاکم ۴/ ۳۹۱ علی شرط مسلم ووافقہ الذہبی)

اس صحیح حدیث پر قادیانیوں کی جرح کے جواب کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (۳/ ۴۸۵-۴۸۹)

۲۵) صحابیہ ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ.)) "نبوت ختم ہوگئی اور مبشرات (نیک خواب) باقی رہ گئے۔" (مسند الحمیدی بتحقیقی: ۳۴۹ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۳۸۹۶، مسند احمد ۶/ ۳۸۱، سنن دارمی ۲/ ۱۲۳ ح ۲۱۴۴، صحیح ابن حبان الاحسان: ۶۰۱۵ وغیرہ)

بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں کہا: "إسناده صحيح و رجاله ثقات" (ح ۳۸۹۶)

۲۶) سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں جب سیدہ ام ایمن (برکہ رضی اللہ عنہا) حاضنۃ النبی ﷺ کے پاس گئے تو ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا: "وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ." اور لیکن میں روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع (ختم) ہو گیا ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۴۵۴، دارالسلام: ۶۳۱۸، سنن ابن ماجہ: ۱۶۳۵)

پھر وہ دونوں بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۲۷) سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرمایا: "مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ" وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری:۶۱۹۴)

۲۸) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرضِ وفات میں) فرمایا: ((أَيُّهَا النَّاس! إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ.)) "اے لوگو! مبشرات میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، سوائے اچھے خواب کے جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔"

(صحیح مسلم:۴۷۹، دارالسلام:۱۰۷۴)

۲۹) سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی سند سے سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) "نبوت ختم ہو گئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں، سوائے مبشرات کے۔" پوچھا گیا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اچھا خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۷۹/۳ ح۳۰۵۱ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے مجمع الزوائد (۱۷۳/۷)

۳۰) سیدنا ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی الکنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے بعد کوئی نبوت نہیں، سوائے مبشرات کے... نیک خواب۔"

(مسند احمد ۴۵۴/۵ ح۲۳۷۹۵ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے موسوعہ حدیثیہ لمسند الامام احمد (۳۹/۲۱۳۔۲۱۴)

۳۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ، إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ.))

"میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی، سوائے مبشرات کے۔"

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نیک خواب جسے آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔''

(مسند احمد ۶/ ۱۲۹ ح ۲۴۹۷۷ وسندہ حسن، شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۵۰، زوائد البزار ا ر: ۲۱۱۸)

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اسے (دجال کو) قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور انصاف کرنے والے حکمران بن کر زمین میں چالیس سال رہیں گے۔''

(مسند احمد ۶/ ۷۵ ح ۲۴۴۶۷ وسندہ حسن، موسوعہ حدیثیہ ۴۱/ ۱۵۔۱۶، ویحییٰ بن ابی کثیر صرح بالسماع)

۳۲) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبِنَةً وَاحِدَةً، فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَةَ.)) ''میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک مکمل گھر بنایا سوائے ایک اینٹ کے، پھر میں آ گیا تو میں نے اس اینٹ (کی جگہ) کو مکمل کر دیا۔''

(مسند احمد ۳/ ۹ ح ۱۱۰۶۷، صحیح مسلم: ۲۲/ ۲۲۸۶، دار السلام: ۵۹۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/ ۴۹۹ ح ۳۱۷۶۰)

فائدہ: صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات بھی سماع ومتابعات معتبرہ پر محمول ہیں اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے، لہٰذا صحیحین کی کسی حدیث پر تدلیس کا اعتراض صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ والحمدللہ

۳۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ.)) ''میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔'' لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا:

((الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ.))

''انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں (شریعتیں) علیحدہ ہیں اور دین ایک ہے، پس ہمارے (میرے اور عیسیٰ کے) درمیان کوئی نبی نہیں۔'' (صحیفہ ہمام: ۱۳۳، صحیح مسلم: ۲۳۶۵، دار السلام: ۶۱۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ "وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَى نَبِيٌّ."

"اور میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔" (صحیح مسلم:۱۴۴/ ۲۳۶۵، دارالسلام: ۶۱۳۱)

اس حدیث سے دو باتیں صاف ثابت ہیں:

۱: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں تھے۔

۲: سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے (آسمان سے) نزول تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول از آسمان کے بعد قیامت تک بھی کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

۳۴) سیدنا عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ...))

میں اللہ کے ہاں (تقدیر میں) خاتم النبیین (آخری نبی) تھا اور آدم علیہ السلام اس وقت مٹی سے وجود میں نہیں آئے تھے۔

(مسند احمد۴/ ۱۲۷ ح ۱۷۱۵۰ وسندہ حسن وأخطأ من ضعفہ، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۴۰۴، متدرک الحاکم ۲/ ۶۰۰)

۳۵) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((يَا عَلِيّ أَنْت مِنِّي بِمَنْزِلَة هَارُون من مُوسَى إِلَّا أَنه لَيْسَ بعدِي نَبِيٌّ.)) "اے علی! تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہے جو ہارون کا موسیٰ (علیہما السلام) سے تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (خصائص علی للامام النسائی: ۶۳ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے مسند احمد (۶/ ۴۳۸) فضائل الصحابہ للامام احمد (۱۰۲۰) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲/ ۶۰) اور الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (۱۳۴۶) وغیرہ۔

۳۶) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.))

"کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہ مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ (علیہما السلام) کے ساتھ تھا، سوائے یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (حلیۃ الاولیاء ۷/ ۱۹۶، وسندہ صحیح)

اس حدیث کے راوی عباس بن محمد المجاشعی رحمہ اللہ ثقہ تھے۔

۳۷) سیدنا ابوقتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دوران، لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: ((لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ.)) ''میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمھارے بعد کوئی (دوسری) اُمت نہیں۔'' (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ۵/۲۵۲ ح ۲۷۷۹)

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

المعجم الکبیر للطبرانی (۲۲/ ۳۱۶ ح ۷۹۷) مسند الشامیین (۲/۱۹۳۔۱۹۴ ح ۱۱۷۳) اور السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی (۷/۷۰۷ ح ۳۲۳۳) وغیرہ۔

اس حدیث کے بارے میں تین فوائد پیشِ خدمت ہیں:

۱: بقیہ بن الولید اگرچہ صدوق مدلس تھے، لیکن بحیر بن سعد سے ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے، کیونکہ یہ باب الروایۃ عن الکتاب میں سے ہے اور بقیہ رحمہ اللہ کی یہ روایت بحیر بن سعد ہی سے ہے، لہٰذا صحیح ہے۔

ابن عبدالہادی نے فرمایا: ''وَرِوَايَةُ بَقِيَّةَ عَنْ بَحِيرٍ صَحِيحَةٌ، سَوَاءٌ صَرَّحَ بِالتَّحْدِيثِ أَمْ لَا .'' بقیہ (بن الولید) کی بحیر (بن سعد) سے روایت صحیح ہوتی ہے، چاہے وہ سماع کی تصریح کریں یا نہ کریں۔ (تعلیقۃ علی العلل لابن ابی حاتم ص ۱۲۴ ح ۳۵/۱۲۳)

۲: ابوقُتیلہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ دیکھئے تجرید اسماء الصحابۃ للذہبی (۲/۱۹۴ ت ۲۲۴۵)

۳: محمد بن الحسین الازدی کی کتاب: الکنیٰ ممن لا یعرف له اسمه میں (بغیر سند کے) اس روایت میں بقیہ کے بحیر بن سعد سے سماع کی تصریح ہے۔ (۱/۵۵ ح ۱۳۵، شاملہ)

لیکن یہ تصریح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: ازدی بذاتِ خود ضعیف متروک بلکہ سخت مجروح ہے۔

دوم: یہ متصل سند سے موجود نہیں۔

۳۸) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمھارا وہی مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ (علیہما السلام)

کے ساتھ تھا، سوائے یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۱/۳/۱۸۵ ح ۲۵۲۵ وسندہ حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کے لئے دیکھئے فقرہ سابقہ: ۲۸

۳۹) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.)) ''میں اور قیامت ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔'' (صحیح بخاری: ۶۵۰۴، صحیح مسلم: ۲۹۵۱، دارالسلام: ۷۴۰۴)

دو انگلیوں سے مراد سبابہ اور درمیانی انگلی ہیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۷۴۰۵)

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: "أَرَادَ بِهِ أَنِّي بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ آخَرُ، لِأَنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى أُمَّتِي تَقُومُ السَّاعَةُ." اس حدیث سے آپ کی مراد یہ ہے کہ میں اور قیامت اس طرح مبعوث کئے گئے ہیں جس طرح سبابہ (شہادت والی انگلی) اور درمیانی انگلی ہیں، ہمارے درمیان دوسرا کوئی نبی نہیں، کیونکہ میں آخری نبی ہوں اور میری اُمت پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان ۱۵/۱۳ ح ۶۶۰۶، پرانا نسخہ: ۶۶۰۶)

۴۰) عبدالرحمٰن بن آدم کی سند کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(تمام) انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کا دین ایک ہے اور ان کی مائیں (شریعتیں) جدا جدا ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ میں عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے نزدیک ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں''...... الخ

(مسند احمد ۲/ ۴۳۷ ح ۹۶۳۰ وسندہ صحیح، قتادہ صرح بالسماع، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۷۸۲ والزیادۃ منہ)

نیز دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۰۷۔۱۰۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دیگر روایات کے لئے دیکھئے فقرات سابقہ: ۱۴۔۲۲، ۳۳

فہم حدیث کے لئے دیکھئے فقرہ سابقہ: ۳۳

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں، مثلاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وَإِنَّ الوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ" اور بے شک وحی (کا آنا) منقطع ہوگیا ہے۔ (صحیح بخاری:۲۶۴۱)

قارئین کرام! قرآن مجید کی آیت مذکورہ (ودیگر آیات) نیز احادیث مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے دور سے لے کر قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، لہٰذا ختمِ نبوت بمعنی آخری نبی کا انکار کرنے والا کافر و مرتد اور اُمتِ مسلمہ سے خارج ہے۔

ختمِ نبوت کی احادیث بیان کرنے والے صحابۂ کرام کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے مع حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱:	ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ	۳۰
۲:	ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ	۱۰۔۱۱
۳:	ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۶
۴:	ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ	۴۲
۵:	ابوقتیلہ رضی اللہ عنہ	۳۷
۶:	ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ	۹
۷:	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۴۔۲۲، ۳۳، ۴۰
۸:	اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا	۳۵
۹:	ام ایمن رضی اللہ عنہا	۲۶
۱۰:	ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا	۲۵
۱۱:	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۲۴، ۳۹
۱۲:	ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲
۱۳:	جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ	۲۳
۱۴:	جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ	۷

یہ وہ عقیدہ ہے، جس پر صحابۂ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور سلف صالحین کا اجماع رہا ہے اور اسی عقیدے کی بنیاد پر مسیلمہ کذاب اور دوسرے مدعیانِ نبوت کو قتل کیا گیا تھا۔

ختمِ نبوت والی متواتر احادیث اور اس مسئلے پر اُمتِ مسلمہ کے اجماع کے بعد عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قیامت سے پہلے، آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

((ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ السَّمَاءِ ...)) ''پھر عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نازل ہوں گے۔'' الخ (البحر الزخار ۱۷/ ۹۶ ح ۹۶۴۲ وعنده بعده: فيؤم الناس ، كشف الاستار عن زوائد البزار ۴/۱۴۲۔۱۴۳ ح ۳۳۹۶ وعنده بعده : فيقوم الناس ، مجمع الزوائد ۷/ ۳۴۹)

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۱۱۔۱۱۲)

حدیث کے لفظ فیقوم کا مطلب یہ ہے کہ لوگ (نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہو

جائیں گے۔ فیؤم کا مطلب یہ ہے کہ نزول از سماء والے دن کے بعد باقی نمازوں میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام امامت فرمائیں گے، لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

۲: سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...''اچانک اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ شہر دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارے کے پاس دو چادریں لپیٹے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔'' الخ

(صحیح مسلم: ۲۹۳۷، تحقیقی مقالات ۱/ ۱۱۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) دو فرشتوں کے پروں پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

۳: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج والی رات آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ کے سامنے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (ناصری اسرائیلی) نے فرمایا: میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول) کا وعدہ کیا گیا ہے، لیکن اس کا وقت اللہ کو ہی معلوم ہے۔

پھر انھوں نے دجال کے خروج کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا۔ الخ

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات ۱/ ۱۲۱۔۱۲۲)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

۴: قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ﴾
''اور اہلِ کتاب میں سے ہر ایک اس پر ضرور ایمان لائے گا اُس کی موت سے پہلے۔''

(النساء: ۱۵۹)

اس آیت کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مَوْتُ عِيْسَى" یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کی وفات سے پہلے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۷/ ۵۱۳ وسندہ حسن)

مشہور فقیہ و مجتہد اور امیر المومنین فی الحدیث جلیل القدر صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت سے نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر استدلال کیا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۴۴۸، صحیح مسلم: ۱۵۵، ترقیم دارالسلام: ۳۹۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ الزخرف کی آیت: ﴿وَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ کی تشریح میں فرمایا: "خُرُوْجُ عِيسَى قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" قیامت سے پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) کا خروج۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۷۷۸، دوسرا نسخہ: ۶۸۱۷)

اس کی سند صحیح ہے۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۸۶)

اس آیت کی تشریح میں مشہور ثقہ تابعی اور امام: حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قَبْلَ مَوْتِ عِيْسَى، وَاللّٰهِ إِنَّهُ الْآنَ لَحَيٌّ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّهُ إِذَا نَزَلَ آمَنُوا بِهِ أَجْمَعُوْنَ" عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے، اللہ کی قسم! وہ اب اللہ کے پاس (آسمان پر) زندہ ہیں، لیکن جب وہ نازل ہوں گے تو (اس زمانے کے بقیہ) سارے (اہلِ کتاب) ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ۴/۲۵۴ ح ۱۰۸۲۲، وسندہ صحیح)

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے آیت: ﴿إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ کی تشریح میں فرمایا: "مُتَوَفِّيْكَ مِنَ الْأَرْضِ" تجھے (میں) زمین سے اٹھانے والا ہوں۔

(تفسیر طبری ۳/۲۴۴ ح ۷۱۴۸ وسندہ صحیح، تفسیر عبدالرزاق ۱/۱۲۹ ح ۴۰۷)

موثق عند الجمہور اور صدوق حسن الحدیث تبع تابعی مطر بن طہمان الوراق نے آیت: ﴿إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: "مُتَوَفِّيكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ لَيْسَ بِوَفَاةِ مَوْتٍ" تجھے دنیا سے اٹھانے والا ہوں اور یہ موت والی وفات نہیں۔ (تفسیر طبری ۳/۲۴۳۔۲۴۴ ح ۷۱۴۸ وسندہ صحیح)

خیر القرون میں کوئی بھی ان کا مخالف معلوم نہیں، لہٰذا اس پر اجماع ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم الناصری علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔

مشہور مفسر ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۵ھ) نے فرمایا:

"وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيْثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ أَنَّ عِيْسَى فِي السَّمَاءِ وَ أَنَّهُ يَنْزِلُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ" حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں آسمان سے نازل

ہوں گے۔ (تفسیر البحر المحیط ج۲ص ۴۹۷)

آخری عمر میں حق کی طرف رجوع کرنے والے ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''الابانة عن أصول الديانة'' میں فرمایا:

"وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيْسَى إِلَى السَّمَاءِ ."

اور امت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ (ص۳۴)

یاد رہے کہ المستدرک للحاکم (۱/ ۱۱۶) وغیرہ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اجماعِ اُمت شرعی دلیل وحجت ہے، بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"الأَصْلُ قُرْآنٌ أَوْ سُنَّةٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ، فَقِيَاسٌ عَلَيْهِمَا .

وَإِذَا اتَّصَلَ الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ(ﷺ)، وَصَحَّ الإِسْنَادُ بِهِ، فَهُوَ سُنَّةٌ.

وَالإِجْمَاعُ :أَكْبَرُ مِنَ الْخَبَرِ الْمُنْفَرِدِ.

وَالْحَدِيثُ عَلَى ظَاهِرِهِ .

وَإِذَا احْتَمَلَ الْمَعَانِيَ فَمَا أَشْبَهَ مِنْهَا ظَاهِرَ الأَحَادِيثِ، أَوْلاهَا بِهِ .

وَإِذَا تَكَافَأَتِ الأَحَادِيثُ ، فَأَصَحُّهَا إِسْنَادًا أَوْلاهَا."

* قرآن وسنت اصل ہیں، پھر اگر (معلوم) نہ ہو تو ان دونوں پر قیاس ہے۔
* جب رسول اللہ ﷺ تک حدیث متصل ہو اور سند صحیح ہو تو یہ سنت ہے۔
* اجماع خبرِ واحد سے بڑا ہے۔
* حدیث اپنے ظاہر پر رہتی ہے اور اگر کئی معنوں کا احتمال ہو تو احادیث کے ظاہر سے مشابہ ہی اولیٰ (سب سے راجح) ہے اور اگر حدیثیں برابر ہوں تو زیادہ صحیح سند والی حدیث راجح ہے۔ (آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۱۷۷۔۱۷۸، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۲۳۱۔۲۳۲)

اجماع کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ خبرِ واحد کی غلط تاویل ہو

سکتی ہے، لیکن اجماع کی تاویل نہیں ہوسکتی، لہٰذا اجماع خبرِ واحد سے بلحاظِ صراحت بڑا ہے۔

○: دلائل صحیحہ متواترہ کے بعد بطورِ الزامی دلیل عرض ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا ایک اہم اصول درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

" والقسم يدل علٰى ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه و لا استثناء والافایّ فائدةٍ كانت في ذكر القسم فتدبّر كالمفتشين المحققين . "

(حمامۃ البشریٰ ص ۱۵، روحانی خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اس عبارت کا لفظی ترجمہ درج ذیل ہے:

اور قسم دلالت کرتی ہے اس پر کہ خبر ظاہر پر محمول ہے، اس میں تاویل نہیں اور نہ استثناء ہے، ورنہ قسم کے ذکر میں کیا فائدہ تھا؟ پس تفتیش کرنے والے محققین کی طرح تدبر کر۔

اس مرزائی اصول سے معلوم ہوا کہ جس پیشین گوئی میں قسم کے الفاظ موجود ہوں تو وہ اپنے ظاہری الفاظ پر ہی محمول ہوتی ہے اور اس کی تاویل و استثناء غلط ہوتا ہے۔

اس مرزائی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے دو حدیثیں پیشِ خدمت ہیں:

اول: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.)) "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ضرور عنقریب تم میں ابن مریم حاکم، عادل بن کر نازل ہوں گے، پھر وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال کی فراوانی ہوگی حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔"

(صحیح بخاری: ۲۲۲۲، صحیح مسلم: ۱۵۵، سنن ترمذی: ۲۲۳۳ وقال: "هذا حديث حسن صحيح" میری کتاب: تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۰۰۔۱۰۱)

دوم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((وَاللّٰهِ، لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا ...))**

اللہ کی قسم! ابن مریم ضرور عادل حاکم بن کر نازل ہوں گے...

(صحیح مسلم: ۱۵۵، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۰۴۔۱۰۵)

۶: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ دیکھئے فقرہ سابقہ: ۳۱

۷: کسی ایک صحیح یا حسن لذاتہ حدیث میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ عیسیٰ بن مریم یا مسیح موعود (آسمان سے) نازل نہیں ہوں گے، بلکہ اُمت میں پیدا ہوں گے۔!!!

اگر ایسی کوئی حدیث کسی قادیانی کے پاس موجود ہے تو پیش کرے، ورنہ کفر وارتداد سے سچی اور واضح توبہ کر کے صحیح العقیدہ مسلمان ہو جائے۔

❀❀❀

ختمِ نبوت کی احادیثِ صحیحہ پر قادیانیوں کے حملے اور اُن کا جواب

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی محمد رسول اللّٰہ ﷺ آخر النبیین و رضي اللہ عن أصحابہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلٰی یوم الدین . أما بعد:

دنیاوی اُمور میں جھوٹ بولنا اور خیانت کرنا گناہِ کبیرہ ہے، لیکن قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنا اور خیانت کرنا جُرمِ عظیم اور کفر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ﴾ ''جھوٹ تو صرف وہ لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔'' (النحل:۱۰۵)

ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری قادیانی کی کتاب: ''القول المبین في تفسیر خاتم النبیین'' سے بیس (۲۰) خیانتیں باحوالہ اور ردپیشِ خدمت ہے، یہ وہ خیانتیں ہیں جن کا جالندھری نے نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بارے میں ارتکاب کیا اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی تھی:

۱) سنن الترمذی (۲۲۷۲) اور مسند احمد (۳/ ۲۶۷ ح ۱۳۸۲۴) وغیرہما میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ .)) ''بے شک رسالت اور نبوت منقطع (یعنی ختم) ہوگئی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔'' الخ

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ھَـذَا حَـدِیـثٌ صَـحِـیـحٌ غَرِیبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِیثِ المُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ''

(قلمی نسخہ مصورہ ص۱۴۹/ ب، تحفۃ الاحوذی ۲۴۸/۳)

حاکم اور ذہبی دونوں نے اس حدیث کو (امام) مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا۔

(دیکھئے المستدرک ۳۹۱/۴ ح ۸۱۷۸ و تلخیصہ)

ہمارے علم کے مطابق زمانۂ تدوینِ حدیث کے محدثین کرام میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا، مگر اللہ دتا جالندھری نے اس پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''**جواب نمبرا:**۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے چاروں راوی (۱) حسن بن محمد عنبر (۲) عفان بن مسلم (۳) عبدالواحد بن زیاد (۴) المختار بن فلفل ضعیف ہیں۔ گویا سوائے حضرت انسؓ کے شروع سے لیکر آخر تک تمام سلسلہ اسناد ضعیف راویوں پر مشتمل ہے۔

حسن بن محمد عنبر کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔" ضعفه ابن قانع وقال الدارقطني تكلموا فيه " (میزان الاعتدال زیر نام الحسن بن محمد بن عنبر جلد۲ص۴۳ دارالفکر العربی)

یعنی ابن قانع کہتے ہیں کہ حسن بن محمد ضعیف تھا۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک اس راوی کی صحت کے بارے میں کلام ہے۔'' (القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین ص ۵۶)

جواب الجواب: سنن الترمذی کی روایت میں حسن بن محمد بن عنبر نہیں، بلکہ الحسن بن محمد الزعفرانی ہیں۔ (دیکھئے سنن الترمذی کے عام نسخے اور تحفۃ الاحوذی ۲۴۸/۳)

الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی امام عفان بن مسلم کے شاگرد اور امام ترمذی کے استاذ تھے۔ دیکھئے تہذیب الکمال للمزی (۱۶۴/۲)

انھیں نسائی، ابن حبان، ابوالحسین ابن المنادی، ابن ابی حاتم الرازی اور ابن عبدالبر وغیرہم نے ثقہ قرار دیا اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا:" ثقة " . (تقریب التہذیب:۱۲۸۱)

حافظ ذہبی نے اُن کی بہت تعریف کی اور فرمایا: "وَكَانَ مُقَدَّمًا فِي الفِقْهِ وَالْحَدِيْث ، ثِقَةً ، جَلِيْلاً . . . " وہ فقہ وحدیث میں مقدّم (اور) جلیل القدر ثقہ تھے...

(سیر اعلام النبلاء ۲۶۲/۱۲۔۲۶۳)

ایسے ثقہ جلیل القدر امام کو قادیانی کا دوسرے راوی حسن بن محمد بن عنبر سے بدل کر ابن

عنبر پر جرح نقل کر دینا اُس کی بہت بڑی خیانت کی دلیل ہے۔

۲) امام ترمذی کے استاذ حسن بن محمد الزعفرانی رحمہ اللہ پر قادیانی کی جرح کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے علاوہ کسی اور راوی نے اس حدیث کو بیان نہیں کیا، حالانکہ یہی حدیث امام احمد بن حنبل اور الحسین بن الفضل دونوں نے عفان بن مسلم سے بیان کی ہے۔

دیکھئے مسند احمد (۳/۲۶۷، دوسرا نسخہ ۲۱/۳۲۶ ح ۱۳۸۲۴) اور اتحاف المہرہ لابن حجر (۲/۳۲۹ ح ۱۸۰۹، بحوالہ المستدرک للحاکم) لہٰذا یہ جالندھری کی دوسری خیانت ہے۔

۳) جالندھری قادیانی نے اسی حدیث پر جرح کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

''اسی طرح دوسرے راوی عفان بن مسلم کے متعلق ابوخیثمہ کہتے ہیں ''**انکرنا عفان**'' (میزان الاعتدال زیر نام عفان بن مسلم ج۴ ص ۱۔۲ دار الفکر العربی) کہ ہم اس راوی کو قابل قبول نہیں سمجھتے۔'' (القول المبین ص ۵٦)

امام عفان کے بارے میں حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مذکورہ مقام پر لکھا ہے:

''وَ قَدْ قَالَ أَبُوْ خَيْثَمَةَ: أَنْكَرْنَا عَفَّانَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِأَيَّامٍ . قُلْتُ: هَذَا التَّغَيُّرُ هُوَ مِنْ تَغَيُّرِ مَرْضِ الْمَوْتِ وَمَا ضَرَّهُ لِأَنَّهُ مَا حَدَّثَ فِيْهِ بِخَطَأٍ . ''

ابوخیثمہ نے کہا: ہم نے عفان کی موت سے کچھ دن پہلے اُن پر انکار کیا۔ (یعنی اُن کی حالت کو بدلا ہوا پایا۔) میں (ذہبی) نے کہا: یہ تغیر (تبدیلی) مرضِ موت کا تغیر ہے، جس نے انھیں نقصان نہیں پہنچایا، کیونکہ اس حالت میں انھوں نے کوئی غلط روایت بیان نہیں کی۔

(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۸۲، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۱۰۴)

حافظ ذہبی نے تو امام عفان کا دفاع کیا ہے کہ مرض الموت کی حالتِ تغیر میں اُنھوں نے کوئی غلط روایت بیان نہیں کی، جبکہ قادیانی نے خیانت کرتے ہوئے میزان کے حوالے کو جرح میں بدل دیا اور کتر بیونت کرتے ہوئے آدھا حوالہ لکھ کر باقی سے آنکھیں بند کر لیں۔

امام عفان بن مسلم بن عبداللہ الصفار رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں اور انھیں ابو حاتم الرازی، ابن سعد، ابن حبان اور یعقوب بن شیبہ

وغیرہم نے ثقہ قرار دیا۔ دیکھئے تہذیب الکمال (۱۸۹/۵۔۱۹۰، مع الحواشی)

امام حسن بن محمد الزعفرانی نے امام احمد بن حنبل سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا: اس حدیث میں کس نے عفان کی متابعت کی ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا عفان کو کسی متابعت کی ضرورت ہے؟ (تاریخ بغداد ۱۲/۲۷۴ ت ۶۷۱۵ وسندہ صحیح)

٤) جالندھری قادیانی نے لکھا ہے:

''تیسرے راوی عبدالواحد بن زیاد کے متعلق لکھا ہے " قال یحیٰ لیس بشی ءٍ " . (میزان الاعتدال جلد۲ص۲۷۴ زیر نام عبدالواحد بن زیاد دارالفکر العربی) کہ یحیٰ کہتے ہیں کہ یہ راوی کسی کام کا نہیں ہے۔'' (القول المبین ص۵٦)

عرض ہے کہ اسی مذکورہ مقام پر حافظ ذہبی نے لکھا ہے:" وَرَوَی عُثْمَانُ أَیْضًا عَنْ یَحْیَی : ثِقَةٌ "اور عثمان (بن سعید الدارمی) نے یحیٰ (بن معین) سے یہ بھی روایت کیا کہ (عبدالواحد بن زیاد) ثقہ ہیں۔ (میزان الاعتدال ج۲ص۲۷٦، دوسرا نسخہ ج۴ص۴۲۴)

اس توثیق کو قادیانی نے چھپا کر خیانت کا ارتکاب کیا اور اُن لوگوں کی یاد تازہ کر دی ہے جنھیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا۔

جب ایک ہی راوی کے بارے میں ایک ہی محدث سے جرح اور تعدیل ثابت ہو تو اس کے تین حل ہیں:

اول: جرح اور تعدیل باہم ٹکرا کر دونوں ساقط ہیں، لہٰذا دوسرے محدثین کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

دوم: جرح اور تعدیل میں سے جو بھی جمہور محدثین کی تحقیق اور گواہیوں کے موافق ہو گی اُسے قبول کیا جائے گا۔

سوم: خاص اور عام کی تفصیل تلاش کر کے تطبیق دی جائے گی۔

عبدالواحد بن زیاد البصری رحمہ اللہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کے راوی تھے اور انھیں ابن سعد، ابو زرعہ الرازی، ابو حاتم الرازی اور ابن حبان وغیرہم جمہور محدثین نے ثقہ

قرار دیا ہے، لہٰذا اُن پر یہاں جرح باطل اور مردود ہے۔

۵) جالندھری قادیانی کی جرح سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث کو عبدالواحد بن زیاد کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے مختار بن فلفل سے بیان نہیں کیا، حالانکہ یہی حدیث اس مفہوم اور الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ امام عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ نے بھی مختار بن فلفل سے بیان کی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۵۳/۱۱ ح ۳۰۴۴۸، دوسرا نسخہ ۳۲۲/۱۰ ح ۳۰۹۷۵، عوامہ والا نسخہ ۲۸/۱۶۔۲۹ ح ۳۱۰۹۷) مسند ابی یعلیٰ (۳۸/۷ ح ۳۹۴۷) الامالی لابن بشران (۲۲۳ یا ۲۲۴)

صحیحین کے بنیادی راوی امام عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمٰن الاودی الکوفی کے بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا: "ثِقَةٌ فَقِيهٌ عَابِدٌ" (تقریب التہذیب: ۳۲۰۷)

معلوم ہوا کہ عبدالواحد بن زیاد پر اس روایت میں اعتراض کرنا سرے سے باطل اور خیانت ہے۔

٦) مختار بن فلفل القرشی المخزومی رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کے بارے میں جالندھری نے لکھا ہے:

''اسی طرح چوتھے راوی مختار بن فلفل کے متعلق لکھا ہے " یخطیء كثيراً تكلم فيه سليمان فعدهٗ وفي روايات المناكير عن انسٍ" (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۶۲ زیر نام مختار بن فلفل طبعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان) کہ یہ راوی روایات میں اکثر غلطی کرتا تھا۔ سلیمان نے کہا ہے کہ یہ راوی حضرت انسؓ سے نا قابل قبول روایات بیان کرنے والوں میں سے ہے۔ چنانچہ روایت زیر بحث بھی اس راوی نے انسؓ سے ہی روایت کی ہے لہذا محدثین کے نزدیک یہ روایت قابل انکار ہے اور حجت نہیں۔'' (القول المبین ص ۵۶۔۵۷)

الجواب: مختار بن فلفل رحمہ اللہ کو جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱: ابوخالد الدقاق یزید بن الہیثم بن طہمان البادی نے کہا: "سَمِعت يحيى وَذكر لَهُ

حَـدِيث الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ الَّذِي يَرْوِى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي النَّبِيْذِ فَقَالَ: مُـخْتَـار ثِـقَةٌ ." میں نے یحییٰ (بن معین) سے سنا، اور اُن کے سامنے مختار بن فلفل کی حدیث کا ذکر کیا گیا، جو وہ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے نبیذ کے بارے میں روایت کرتے تھے، تو انھوں نے فرمایا: مختار ثقہ ہیں۔ (کلام یحییٰ بن معین فی الرجال، روایۃ الدقاق: ۲۹)

اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: مختار بن فلفل ثقہ ہیں۔

(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۸/۳۱۰ وسندہ صحیح)

۲: امام احمد بن حنبل نے مختار بن فلفل کے بارے میں فرمایا:" لَا أَعْـلَـمُ بِهِ بَأْسًا ، لَا أَعْـلَـمُ إِلَّا خَيْـرًا . . . " میرے علم کے مطابق اُس (کی روایت) میں کوئی حرج نہیں ہے، میں اُس کے بارے میں صرف خیر ہی جانتا ہوں...

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۲ ص ۵۰۴ فقرہ: ۳۳۲۱)

۳: امام عبداللہ بن ادریس الکوفی نے فرمایا:"سَـمِعْتُ مُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ وَكَانَ مِنْ خِيَـارِ الْمُسْلِمِيْنَ يُحَدِّثُنَا وَعَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ . " میں نے مختار بن فلفل سے سنا، اور وہ بہترین مسلمانوں میں سے تھے، وہ ہمیں حدیث سناتے اور اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوتے تھے۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۳ ص ۵۰۲ فقرہ: ۶۱۵۸ وسندہ حسن)

۴: امام ابوالحسن العجلی نے فرمایا:" كُوْفِيٌّ تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ "

(معرفۃ الثقات/ التاریخ ۲/۲۶۷ ت ۱۶۹۳)

۵: امام یعقوب بن سفیان الفارسی نے مختار بن فلفل کے بارے میں فرمایا:

" وَهُوَ ثِقَةٌ كُوْفِيٌّ " (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳/۱۵۱)

۶: محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی نے فرمایا:" اَلْـمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ ثِقَةٌ ، رَوَى عَنْهُ الْخَلْقُ " (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۶۰ ص ۱۳۶، وسندہ صحیح)

۷: حافظ ابوحفص عمر بن شاہین نے کہا:" وَالْـمُـخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ الَّذِيْ يَرْوِى عَنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ ثِقَةٌ " اور مختار بن فلفل جو انس بن مالک سے روایت کرتے تھے، ثقہ

ہیں۔ (تاریخ اسماء الثقات: ۱۳۹۵)

۸: مختار بن فلفل کی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: " هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ "

(ح ۳۳۵۲، کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ: لم یکن)

۹: ابو محمد حسین بن مسعود البغوی نے مختار کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کے بارے میں کہا:

" هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ " (شرح السنہ ۵۰/۳ ح ۵۷۹)

نیز دیکھئے الانوار فی شمائل النبی المختار للبغوی (۶۵)

۱۰: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مختار کی روایت کے بارے میں حاکم نیشاپوری نے فرمایا:

"هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" (المستدرک ۷۷/۳ ح ۴۴۶۰)

۱۱: حافظ ذہبی نے مختار بن فلفل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کو "صحیح" کہا۔

(تلخیص المستدرک ۷۷/۳ ح ۴۴۶۰)

اور فرمایا: " ثِقَةٌ ". (الکاشف ۱۱۲/۳ ت ۵۴۲۸)

۱۲: امام ابن خزیمہ نے مختار عن انس کی روایات کو صحیح ابن خزیمہ میں بیان کر کے کوئی جرح نہیں کی، لہٰذا امام ابن خزیمہ کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مختار بن فلفل کی روایات صحیح ہیں۔ دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (۱۶۰۲، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶...)

۱۳: ابو عوانہ الاسفرائنی نے مختار بن فلفل سے صحیح ابی عوانہ میں روایات بیان کیں، مثلاً:

دیکھئے ج ۱ ص ۸۲ (ح ۱۷۸) ج ۱ ص ۱۰۹ (ح ۲۴۲) ج ۱ ص ۱۵۸ (ح ۳۱۲)...

۱۴: حافظ ضیاء المقدسی نے اپنی مشہور کتاب المختارہ میں مختار بن فلفل کی روایات درج کیں اور کوئی جرح نہیں کی، جو اُن کی طرف سے مختار کی توثیق ہے۔

دیکھئے الاحادیث المختارہ (ج ۷ ص ۲۰۴-۲۰۶-ح ۲۶۴۱-۲۶۴۵)

۱۵: امام مسلم نے مختار بن فلفل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایتوں کو صحیح مسلم میں

درج کیا، یعنی انھیں صحیح قرار دیا۔

دیکھئے صحیح مسلم (ح ۱۳۶[ترقیم دارالسلام: ۳۵۱[۱۹۶[۴۸۳[۴۰۰[۸۹۴[...)

۱۶: حافظ ابن الملقن نے مختار عن انس والی روایت کے بارے میں کہا: "هَذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ . . " (البدر المنیر ج ۴ ص ۲۹۲)

۱۷: قاری ابوالخیر محمد بن محمد الدمشقی عرف ابن الجزری نے اپنی سند سے المختار بن فلفل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ والی روایت بیان کر کے فرمایا: "هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ . . . "

(النشر فی القراءات العشر ج ۱ ص ۱۹۶ طبع دار الکتاب العربی، بیروت لبنان)

۱۸: احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری (متوفی ۸۴۰ھ) نے مختار عن انس والی روایت کے بارے میں کہا: "هَذَا إِسْنَادُ صَحِيْحٌ " (اتحاف الخیرۃ المہرۃ ج ۵ ص ۴۳۸ ح ۵۱۱۹)

۱۹: حافظ ابن حبان نے مختار عن انس والی روایات کو اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں درج کر کے زبانِ عمل سے مختار کو ثقہ اور صحیح الحدیث قرار دیا۔

دیکھئے الاحسان (۶۲۱۰[دوسرا نسخہ: ۶۲۴۳[۶۴۴۷[۶۴۸۱[)

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حبان کی جرح منسوخ یا ساقط ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

۲۰: مختار بن فلفل نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کی، جس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے فرمایا: "أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ".

اسے ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸ تحت ح ۵۵۸۸۔۵۵۸۹ باب ماجاء فی أن الخمر ماخامر العقل من الشراب)

اس عظیم الشان توثیق کے مقابلے میں بعض کی جرح کا جائزہ درج ذیل ہے:

* حافظ ابن حبان کا "يُخْطِئُ كَثِيْرًا " کہنا خود ان کی توثیق اور تصحیح سے معارض ہونے کی وجہ سے ساقط یا منسوخ ہے۔

* حافظ ابن حجر کا" صَدُوْقٌ لَهُ أَوْهَامٌ " کہنا شدید جرح نہیں، بلکہ ایسا راوی اُن کے

نزدیک حسن الحدیث ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ اُن کی جرح خود اُن کی تصحیح سے معارض ہو کر ساقط ہے۔

فائدہ: جب ایک عالم کے دو متضاد اقوال ہوں اور اُن میں تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو دونوں ساقط ہو جاتے ہیں۔

دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۲ ص ۵۵۲ ترجمۃ: عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت)

* ابوالفضل السلیمانی کی جرح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: یہ جمہور کی توثیق و تصحیح اور توثیقِ خاص کے خلاف ہے۔

دوم: حافظ ابن حجر سے سلیمانی تک صحیح متصل سند نا معلوم ہے۔

خلاصہ یہ کہ مختار بن فلفل ثقہ وصدوق تھے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اُن کی بیان کردہ حدیث صحیح ہوتی ہے، لہٰذا اُن پر قادیانیوں کی جرح مردود ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صرف ایک حدیث پر جرح کرنے میں اللہ دتا جالندھری قادیانی نے چھ (٦) خیانتیں کی ہیں۔

۷) امام بخاری اور امام مسلم نے عبداللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟)) قَالَ: ((فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ)). ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جو حسین و جمیل گھر بنائے، سوائے ایک طرف کی ایک اینٹ کے، پھر لوگ اس کے ارد گرد پھریں اور تعجب کرتے ہوئے کہیں: یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ نے فرمایا: پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں۔''

(صحیح بخاری: ۳۵۳۵، صحیح مسلم: ۲۲/ ۲۲۸٦، دارالسلام: ۵۹٦۱)

اسی صحیح حدیث پر جرح کرتے ہوئے اللہ دتا جالندھری نے لکھا ہے:

''اس حدیث کے دوسرے طریقہ میں عبداللہ بن دینار، مولیٰ عمر، اور ابوصالح الخوزی ضعیف ہیں۔ عبداللہ بن دینار کی روایت کو عُقیلی نے مخدوش قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۱۷۷، طبعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان) اور ابوصالح الخوزی کو ابن معین ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۱۴۵ طبعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان و میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۶۵ مطبع حیدرآباد)'' (القول المبین ص ۵۳۔۵۴)

عبداللہ بن دینار مذکور کو امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابوزرعہ الرازی، ابوحاتم الرازی، محمد بن سعد اور عجلی وغیرہم نے ثقہ کہا۔

(تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۷، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۰۲)

ان جمہور محدثین کے مقابلے میں محدث عقیلی کی جرح مردود ہے۔

حافظ ذہبی نے عبداللہ بن دینار کے بارے میں فرمایا: "أَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَثْبَاتِ"
وہ ثقہ اماموں میں سے ایک تھے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۱۷)

حافظ ذہبی نے ''صــــح'' کے ساتھ اپنے نزدیک اُن کی توثیق کو راجح اور جرح کو مردود قرار دے کر فرمایا: " فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى فِعْلِ الْعُقَيْلِيِّ فَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حُجَّةٌ بِالْإِجْمَاعِ . . . "
پس عقیلی کی حرکت کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ عبداللہ بالاجماع (روایتِ حدیث میں) حجت ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۱۷ ت ۴۲۹۷)

۸) ابوصالح کے بارے میں قادیانی نے عجیب حرکت کی۔ سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہما کے ایک ضعیف راوی ابوصالح الخوزی پر جرح نقل کردی، حالانکہ ہماری بیان کردہ حدیث میں الخوزی راوی نہیں، بلکہ ابوصالح السمان ہیں۔

دیکھئے صحیح مسلم (ترقیم دارالسلام: ۵۹۶۱) اور مسند الامام احمد (ج ۲ ص ۳۹۸ ح ۹۱۶۷)

ابوصالح السمان ذکوان الزیات ثقہ ثبت تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۱۸۴۱)

ثقہ راوی کو ضعیف سے بدل دینا بہت بڑی خیانت ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ابوصالح کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی بیان کی ہے۔ مثلاً:

(۱) ہمام بن منبہ (الصحیفۃ الصحیحۃ لھمام بن منبہ:۲،صحیح مسلم،دارالسلام:۵۹٦۰)

(۲) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (صحیح مسلم:۲۲۸٦،مسند الحمیدی بتحقیقی:۱۰۴۳،مسند احمد ۲/۲۴۴)

(۳) موسیٰ بن یسار (مسند احمد ۲/۲۵٦ وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ یہی حدیث اس مفہوم کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیان کی ہے:

(۱) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

(۲) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ

اس حدیث میں ذکر کردہ مثال کا یہ مطلب ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، لہٰذا اس حدیث میں آپ کی ہتک نہیں بلکہ عزت اور شان ہے۔

۹) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَأَنَا الْعَاقِبُ))
''اور میں عاقب (سب کے اخیر میں آنے والا) ہوں۔''

(صحیح بخاری:۳۵۳۲،۴۸۹٦،صحیح مسلم:۲۳۵۴)

اس حدیث کے راوی امام معمر بن راشد نے فرمایا کہ میں نے (امام) زہری سے پوچھا: العاقب کسے کہتے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: "الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ" جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (صحیح مسلم ترقیم دارالسلام:٦۱۰۷)

اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے قادیانی نے لکھا ہے:

''یہ روایت قابل حجت نہیں۔ کیونکہ اس کا ایک راوی سفیان بن عیینہ ہے جس نے یہ روایت زہری سے لی ہے۔ سفیان بن عیینہ کے متعلق لکھ ہے:۔

" کان یدلس قال احمد یخطئ فی نحو من عشرین حدیثًا عن الزهری عن یحیٰ بن سعید القطان قال اشهد ان سفیان بن عیینه اختلط سنة سبع و تسعین و مائة فمن سمع منه فیها فسماعه لا شئ "

(میزان الاعتدال جلد۲ص۱۷۰، زیر نام سفیان بن عیینہ دارالفکر العربی)

یعنی یہ راوی تدلیس کیا کرتا تھا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ زہری سے قریباً بیس روایات میں اس نے غلطی کی (یہ عاقب والی روایت بھی اس نے زہری سے لی ہے) یحیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کے حواس ۱۹۷ھ میں بجا نہ رہے تھے۔ پس جس نے اس سال (یا اس کے بعد) اس سے روایت لی ہے وہ بے حقیقت ہے''

(القول المبین ص۵۷۔۵۸)

عرض ہے کہ مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۵۵۵) وغیرہ میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کی تصریح موجود ہے، لہٰذا یہاں تدلیس کا اعتراض باطل ہے۔

حافظ ذہبی نے بتایا کہ غالب ظن یہ ہے کہ کتبِ ستہ کے مصنفین کے اساتذہ نے سفیان بن عیینہ سے ۱۹۷ھ سے پہلے احادیث سنی تھیں۔ دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۱۷۱)

یعنی زہیر بن حرب، اسحاق بن ابراہیم عرف ابن راہویہ اور حمیدی وغیرہم کا سفیان بن عیینہ سے سماع اختلاط سے پہلے کا ہے، لہٰذا یہاں اختلاط کا الزام مردود ہے۔

امام سفیان بن عیینہ کے علاوہ یہی حدیث درج ذیل راویوں نے بھی امام زہری سے سنی ہے:

(۱) شعیب بن ابی حمزہ (صحیح بخاری: ۴۸۹۶)

(۲) مالک بن انس (صحیح مسلم: ۳۵۳۲)

(۳) معمر بن راشد (صحیح مسلم، دارالسلام: ۶۱۰۷)

(۴) یونس بن یزید الدیلی (صحیح مسلم، دارالسلام ۶۱۰۶) وغیرہم

لہٰذا امام سفیان بن عیینہ پر قادیانی کا اعتراض سرے سے مردود بلکہ خیانت ہے۔

۱۰) اللہ دتا جالندھری قادیانی نے لکھا ہے:

''اس روایت کے دوسرے راوی زہری کے متعلق بھی لکھا ہے'' کان یدلس فی النادر''

(میزان الاعتدال جلد۴ زیر نام محمد بن مسلم الزہری دارالفکر العربی وانوار محمدی جلد۲ص۴۴۸)

کہ راوی کبھی کبھی تدلیس بھی کرتا تھا۔ پس اس روایت میں بھی اس راوی نے ازراہ تدلیس" والعاقب الذی لیس بعده نبیٌ" کے الفاظ بڑھا دئے۔"

(القول المبین ص۵۸)

عرض ہے کہ صحیح بخاری میں امام ابن شہاب الزہری کی اس حدیث میں سماع کی تصریح موجود ہے۔ (کتاب التفسیر، سورۃ الصف ح۴۸۹۶)

لہٰذا یہاں تدلیس کا اعتراض مردود ہے۔

دوسرے یہ کہ " والعاقب الذی لیس بعده نبیٌ" یعنی العاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، کے الفاظ امام زہری نے ایک سوال کے جواب میں حدیث کی تشریح کے طور پر فرمائے تھے اور راویٔ حدیث کی تشریح بعد میں آنے والے تمام لوگوں کے مقابلے میں راجح ہے، بلکہ یہ تشریح قرآن وحدیث کی موافقت اور سلف صالحین کے متفقہ فہم ہونے کی وجہ سے حجت ہے۔

۱۱) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَأَنَـا آخِـرُ الْأَنْبِيَـاءِ ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ.)) "میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔"

اس حدیث کو سنن ابن ماجہ سے نقل کر کے قادیانی نے دو راویوں عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی اور اسماعیل بن رافع ابورافع پر جرح کی ہے۔ دیکھئے القول المبین (ص۵۹)

عرض ہے کہ امام ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۷ھ) نے فرمایا:

"حَـدَّثَـنَـا أَبُو عُمَيْرٍ ، ثنا ضَمْرَةُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ ، عَنْ عَـمْـرِو بْـنِ عَبْـدِ الـلّٰـهِ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ...... ((وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ......))"

ہمیں ابوعمیر (عیسیٰ بن محمد بن اسحاق النحاس الرملی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے ضمرہ (بن ربیعہ) سے، انھوں نے یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی سے، انھوں نے عمرو بن عبداللہ الحضرمی سے، انھوں نے ابوامامہ الباھلی (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ

ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا... آپ نے فرمایا: ''اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔''

(کتاب السنہ لابن ابی عاصم: ۳۹۱ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۴۰۰)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اور راویوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

(۱) ابو عمیر النحاس: ثقة فاضل . (تقریب التہذیب: ۵۳۲۱)

(۲) ضمرہ بن ربیعہ کو امام ابن معین اور جمہور محدثین کرام نے ثقہ وصدوق قرار دیا، لہٰذا وہ حسن الحدیث تھے۔

(۳) یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی: ثقة۔ إلخ . (تقریب التہذیب: ۷۶۱۶)

(۴) عمرو بن عبداللہ کو امام عجلی اور حافظ ابن حبان وغیرہما نے ثقہ اور صحیح الحدیث قرار دیا ہے، لہٰذا وہ ثقہ تھے۔

(۵) ابو امامہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تھے۔

ہماری اس روایت میں وہ راوی ہی نہیں جن پر قادیانی نے جرح کر رکھی ہے، لہٰذا یہ جرح مردود ہے۔

۱۲) ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان القرشی المدنی رحمہ اللہ (تبع تابعی) کو امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ابو حاتم الرازی وغیرہم نے ثقہ کہا، بلکہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ انھیں "أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ" کہتے تھے۔

(کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۵/۴۹ وسندہ حسن)

امام ربیعہ نے امام ابو الزناد پر ذاتی دشمنی کی وجہ سے جرح کی تھی، جسے قادیانی نے درج ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

'' ابو الزناد کے متعلق ربیعہ کا قول ہے کہ "لیس بثقةٍ ولا رضىً" (میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۳۲ از یر نام عبداللہ بن ذکوان دار الفکر العربی) کہ یہ راوی نہ ثقہ ہے اور نہ پسندیدہ۔ پس یہ روایت قابل استناد نہیں رہی۔'' (القول المبین ص ۶۷)

عرض ہے کہ میزان الاعتدال کے اسی مقام پر ربیعہ رحمہ اللہ کے مذکورہ قول کے فوراً بعد

حافظ ذہبی نے لکھا ہے:" قُلْتُ: لَا يُسْمَعُ قَوْلُ رَبِيْعَةَ فِيْهِ فَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ ظَـاهِرَةٌ . " میں نے کہا: اُن کے بارے میں ربیعہ کا قول قابلِ سماعت نہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان واضح دشمنی تھی۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۱۸ ت ۴۳۰۱، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۹۵)

مذکورہ مقام پر حافظ ذہبی کے ضروری تبصرے کو چھپانا خیانت اور ایک دو کے شاذ اقوال کو جمہور کے مقابلے میں پیش کرنا باطل ومردود ہے۔

۱۳) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.**)) "قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری اُمت کے کچھ قبائل مشرکوں کے ساتھ مل نہ جائیں اور حتیٰ کہ وہ اَوثان (بتوں) کی عبادت کریں گے، اور میری اُمت میں تیس (۳۰) کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور (یاد رکھو) میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون ح ۲۲۱۹ وقال: ھذا حدیث صحیح)

اس حدیث کو حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے، یعنی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: ۷۱۹۴، دوسرا نسخہ: ۷۲۳۸)

اس صحیح حدیث پر جرح کرتے ہوئے اللہ دتا قادیانی نے لکھا ہے:

"(ب) تیس دجالوں والی حدیث کو ترمذی نے جس طریقہ سے نقل کیا ہے اس کو اسناد میں ابوقلابہ اور ثوبان دوراوی ناقابل اعتبار ہیں ابوقلابہ کے متعلق تو لکھا ہے کہ لیس ابو قلابة مـن فـقـهـاء التـابـعـيـن وهو عند الناس معدودٌ فی البله انه مدلّسٌ عمن لحقهم و عمن لم يلحقهم " (میزان الاعتدال زیر نام عبداللہ بن زید بن عمر والجرمی البصری دارالفکر العربی۔ نیز تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۱۹۹ عبدالتواب اکیڈمی ملتان) کہ

ابوقلابہ فقہاء میں سے نہ تھا بلکہ وہ ابلہ مشہور تھا اور جو اسے ملا اس کے بارے میں جو اسے نہیں ملا اس کے بارے میں وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔'' (القول المبین ص ۶۷)

امام ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی کو ابن سعد، عجلی اور ابن حبان (ذکرہ فی کتاب الثقات ۲/۵) وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے، بلکہ حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا: "أَجْمَعُوْا عَلٰى أَنَّهُ مِنْ ثِقَاتِ الْعُلَمَاءِ" اس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ علماء میں سے ہیں۔ (کتاب الاستغناء فی معرفۃ المشہورین من حملۃ العلم بالکنیٰ لابن عبدالبر ۲/۸۹۵۔۸۹۶ ت ۱۰۶۳، واللفظ لہ، کتاب الاستغناء فی اسماء المشہورین بالکنیٰ من حملۃ الحدیث، تالیف ابن عبدالبر تلخیص محمد بن ابی الفتح البعلی، مصورہ من المخطوط ص ۹۳)

اس اجماع کے مقابلے میں ابن التین شارح البخاری (متوفی ۶۱۱ھ) نے بغیر سند کے اپنی وفات سے دو سو آٹھ (۲۰۸) سال پہلے فوت ہو جانے والے ابوالحسن علی بن محمد القابسی (متوفی ۴۰۳ھ) سے جو جرح (بلکہ وہ ابلہ مشہور تھا) نقل کی ہے، دو وجہ سے مردود ہے:

اول: یہ بے سند ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں، لہٰذا مردود ہے۔

دوم: امام ابوقلابہ کے شاگرد رشید امام ایوب السختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ وَاللّٰهِ أَبُوْ قِلَابَةَ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِي الْأَلْبَابِ."

اللہ کی قسم! ابوقلابہ عقل مند فقہاء میں سے تھے۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۵/۵۸ وسندہ صحیح)

تنبیہ: ابن التین کی مذکورہ بے سند جرح میزان الاعتدال میں نہیں ملی، لہٰذا اس سلسلے میں میزان کا حوالہ محض وہم اور غلط ہے۔

رہا ابوقلابہ کی روایت پر حافظ ذہبی کی طرف سے تدلیس کا اعتراض تو یہ دو وجہ سے مردود ہے:

اول: حافظ ذہبی سے زیادہ بڑے امام اور متقدم محدث ابوحاتم الرازی نے ابوقلابہ کے بارے میں فرمایا: " لَا يُعْرَفُ لَهُ تَدْلِيْسٌ " اور اُن کا تدلیس کرنا معروف (معلوم) نہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۵/۵۸)

دوم: حافظ ذہبی کا یہ کہنا کہ "إِلَّا أَنَّهُ يُدَلِّسُ عَمَّنْ لَحِقَهُمْ وَ عَمَّنْ لَمْ يَلْحَقْهُمْ . . "

مگر وہ تدلیس کرتے تھے اُن سے جن سے اُن کی ملاقات ہوئی تھی اور اُن سے (بھی تدلیس کرتے تھے) جن سے ملاقات نہیں ہوئی... (میزان الاعتدال ۲/۴۲۶)

اس بات کی دلیل ہے کہ حافظ ذہبی تدلیس اور ارسال میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے اور یہ اصولِ حدیث کے عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ تدلیس اور ارسال میں فرق ہے جن سے ملاقات نہ ہو، اُن سے روایت مرسل ہوتی ہے، نہ کہ تدلیس والی روایت، لہٰذا حافظ ذہبی کا ابوقلابہ رحمہ اللہ پر تدلیس کا الزام غلط ہے۔

تنبیہ: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ پر جرح کا جواب متصل بعد آ رہا ہے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۱۴

۱٤) اللہ دتا قادیانی نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اسی طرح ثوبان کے متعلق ازدی کا قول ہے کہ " یتکلمون فیہ " (میزان الاعتدال جلد ا ص ۳۷۳ زیر نام ثوبان دارالفکر العربی) کہ اس راوی کی صحت میں اہل علم کو کلام ہے۔'' (القول المبین ص ۶۷)

عرض ہے کہ جس ثوبان پر بقول ازدی (اہلِ علم کو) کلام ہے، اس کا نام ثوبان بن سعید ہے جس سے ابوحاتم الرازی نے عبادان (ایک شہر) میں ۲۴۵ھ میں حدیثیں لکھی تھیں اور ابوزرعہ (الرازی) نے فرمایا: " لَا بَأْسَ بِهِ " اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔

دیکھئے لسان المیزان (ج ۲ ص ۸۵) اور کتاب الجرح والتعدیل (ج ۲ ص ۴۷۰)

ابوزرعہ الرازی کے مقابلے میں ازدی (بذاتِ خود ضعیف و مجروح) کی جرح مردود ہے، تاہم عرض ہے کہ سنن ترمذی وغیرہ میں ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے اس حدیث کے راوی ابو اسماء عمرو بن مرثد الرجبی ہیں جو عبدالملک (بن مروان) کی حکومت کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۵۱۰۹)

عبدالملک بن مروان بن الحکم الاموی ۸۶ ہجری میں مرا تھا، تو کیا قادیانی علم الکلام کے مطابق ابو اسماء الرجبی اپنی وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر تیسری صدی ہجری، یعنی ۲۴۵ھ میں ایک محدث کے پاس پڑھنے کے لئے آ گئے تھے؟!

حدیثِ مذکور میں ازدی والا ثوبان بن سعید راوی نہیں، بلکہ ۵۴ ہجری میں فوت ہونے والے مشہور صحابی سیدنا ثوبان بن بُجدُ الہاشمی رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جیسا کہ تہذیب الکمال اور کتب الاطراف وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔

تنبیہ: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ پر عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے بھی اللہ دتا والی جرح کی ہے کہ ''ازدی کا قول ہے....اس راوی کی صحت میں کلام ہے۔'' (پاکٹ بک ص ۳۱۲)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علم اسماء الرجال اور علمِ حدیث سے قادیانی حضرات بالکل کورے اور جاہل ہیں، بلکہ صحابۂ کرام پر حملہ کرنے سے بھی نہیں چُوکتے، مثلاً: مرزا غلام احمد قادیانی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے:

''اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درائیت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سُنکر جو اردگرد رہتے تھے۔ پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکر نے...''

(قادیانی: روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶۔۱۲۷)

اس عبارت میں مرزا نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے اور صحابۂ کرام پر جھوٹ بولا ہے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

''معلوم ہوتا ہے کہ اس اجماع سے پہلے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی وفات پر ہوا بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔'' الخ (قادیانی روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

صحابۂ کرام کو غبی، نادان اور اسلامی عقیدے سے بے خبر کہنے والا بذاتِ خود بڑا کذاب اور دجال ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ) اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب بنا دے''...الخ (صحیح مسلم: ۲۴۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر مومن جو میرے بارے میں سن لیتا ہے تو بغیر دیکھے ہی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ایضاً ملخصاً)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جن صحابہ سے حدیث پوچھتے تھے اُن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۵۹۴۶)

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو (حجۃ الوداع میں) منادی کرنے والا مقرر کر کے بھیجا تھا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹)

ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "صَدَقَ أَبُوْهُرَيْرَةَ" ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۲ وسندہ صحیح)

حافظ ذہبی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "الإِمَامُ، الفَقِيْهُ، المُجْتَهِدُ، الْحَافِظُ، صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . . ." (سیر اعلام النبلاء ج۲ ص۵۷۸)

ایسے جلیل القدر فقیہ مجتہد صحابی کو "غبی، کم سمجھ، نادان اور اچھی درایت نہ رکھنے والا" کہنے والا شخص بہت بڑا شیطان اور دجال ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے اور اس میں مزید اضافہ فرما۔ آمین

فائدہ: نبوت کا دعویٰ کرنے والے تیس کذابوں والی حدیث سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ درج ذیل صحابہ سے بھی ثابت ہے:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۳۶۰۹)

(۲) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۹۷، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۸۴۵، دوسرا نسخہ: ۲۸۵۶ وصححہ الحاکم علی شرط الشیخین ۱/۳۳۰ ح ۱۲۳۰، ووافقه الذهبي وسنده حسن، ثعلبه بن عباد ليس بمجهول بل و ثقه ابن خزيمة والترمذي وابن حبان وغيرهم و أخطأ من ضعفه)

۱۵) جالندھری نے لکھا ہے:

"ترمذی کے دوسرے طریقہ میں عبدالرزاق بن ہمام اور معمر بن راشد دو راوی ضعیف ہیں۔

عبدالرزاق بن ھمام تو شیعہ تھا۔قال النسائی فیہ نظرٌ، قال العباس العنبری . . انہ لکذابٌ والواقدی اصدق منہ . کان عبدالرزاق کذابًا یسرق الحدیث"
(تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۲۷۸ زیر نام عبدالرزاق بن ھمام عبدالتواب اکیڈمی ملتان)
کہ نسائی کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں اور عباس عنبری کہتے ہیں کہ وہ کذّاب تھا اور واقدی سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔یہ شخص کذّاب تھا اور حدیث چوری کیا کرتا تھا۔''

(القول المبین ص ۶۷۔۶۸)

امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ کو امام یحیٰ بن معین، عجلی، یعقوب بن شیبہ، ابن حبان، ابن شاہین، دارقطنی، بیہقی اور جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا۔
دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (ج ا ص ۴۰۴۔۴۰۸)

جمہور کے مقابلے میں عباس بن عبدالعظیم سے کذاب والی جو جرح مروی ہے (الضعفاء للعقیلی ۳/۱۰۹، الکامل لابن عدی ۵/۱۹۴۸، دوسرا نسخہ ۶/۵۳۸) اسے حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب (ج ۶ ص ۲۸۱) میں بغیر کسی سند کے نقل کیا ہے، عقیلی اور ابن عدی والی سند میں محمد بن احمد بن حماد الدولابی بذاتِ خود قولِ راجح میں ضعیف راوی ہے (وَأَخْطَأَ مَنْ زَعَمَ خِلَافَهُ) لہٰذا یہ جرح عباس مذکور سے ثابت ہی نہیں ہے۔

حدیث چوری کرنے والی جرح کا راوی ابوعبداللہ البلخی حسین بن محمد بن خسرو بذاتِ خود ضعیف تھا، لہٰذا یہ جرح بھی غیر ثابت ومردود ہے۔
امام نسائی نے فرمایا: "فِيهِ نَظَرٌ لِمَنْ كَتَبَ عَنْهُ بِآخِرَةٍ"
جس نے اُن سے آخر دور میں لکھا ہے اُس میں نظر ہے۔ (کتاب الضعفاء: ۳۷۹)
یعنی اس جرح کا تعلق اختلاط سے ہے اور ترمذی والی روایت میں اختلاط کا نام ونشان نہیں، اسے عبدالرزاق سے محمود بن غیلان نے روایت کیا ہے۔

(سنن الترمذی: ۲۲۱۸ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)

محمود بن غیلان کی عبدالرزاق بن ہمام سے روایت اختلاط سے پہلے کی ہے، جس کی

دلیل یہ ہے:

بخاری اور مسلم نے محمود سے عبدالرزاق کی روایات صحیحین میں بیان کیں اور کسی محدث نے محمود عن عبدالرزاق کی روایات پر جرح نہیں کی۔

تیس دجالوں والی روایت امام عبدالرزاق سے امام احمد بن حنبل نے بھی بیان کی۔

(دیکھئے مسند احمد ۲/۳۱۳ ح ۸۱۳۷)

اور محدث اَبناسی نے فرمایا: "وَمِمَّنْ سَمِعَ مِنْهُ قَبْلَ الْإِخْتِلَاطِ أَحْمَدُ وَإِسْحَاق ابْنُ رَاهْوَيْه وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِي وَيَحْيَى بْنُ مَعِيْن وَوَكِيْعُ بْنُ الْجَراحِ فِي آخَرِيْنَ . . " اُن کے اختلاط سے پہلے احمد (بن حنبل) اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، وکیع بن الجراح اور دوسرے لوگوں نے سنا ہے۔ الخ

(الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات لابن الکیال ص ۵۳)

لہٰذا یہاں اختلاط کا الزام سرے سے باطل ہے۔

تنبیہ: عبدالرزاق کی بیان کردہ روایت اُن کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے لکھے جانے والے الصحیفۃ الصحیحہ للامام ہمام بن منبہ (ح ۲۴) میں بھی موجود ہے۔ والحمدللہ

جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی پر شیعہ وغیرہ کے الفاظ والی جرح بھی مردود ہوتی ہے۔ دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ۱ ص ۴۰۹۔۴۱۱)

۱۶) امام معمر بن راشد الازدی البصری الیمنی رحمہ اللہ کو قادیانی کا ضعیف کہنا بھی باطل ہے۔ معمر بن راشد کو امام یحییٰ بن معین، عجلی، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن حبان اور جمہور محدثین نے ثقہ وصدوق قرار دیا۔

دیکھئے حافظ مزی کی کتاب: تہذیب الکمال (ج ۷ ص ۱۸۱۔۱۸۳)

بخاری اور مسلم نے صحیحین کے اصول میں اُن سے حدیثیں بیان کیں، لہٰذا ایسے راوی پر بعض کی جرح مردود ہوتی ہے۔

۱۷) جالندھری قادیانی نے کہا:

''ان کے علاوہ سلیمان بن حرب اور محمد بن عیسیٰ بھی ضعیف ہیں۔ سلیمان بن حرب کے متعلق خود ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ راوی ایک حدیث کو پہلے ایک طرح بیان کرتا تھا لیکن جب کبھی دوسری دفعہ اسی حدیث کو بیان کرتا تھا تو پہلی سے مختلف ہوتی تھی اور خطیب کہتے ہیں کہ یہ شخص روایت کے الفاظ میں تبدیلی کر دیا کرتا تھا۔'' (تہذیب التہذیب جلد ۴ص ۱۵۷۔ زیر نام سلیمان بن حرب عبدالتواب اکیڈمی ملتان)'' (القول المبین ص ۶۸)

عرض ہے کہ صحیحین کے بنیادی راوی امام سلیمان بن حرب البصری رحمہ اللہ کو یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن سعد، ابن حبان اور جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۴ص ۱۵۸)

اس توثیق کو چھپا کر قادیانی نے کتمانِ حق کیا ہے۔

امام سلیمان بن حرب پر امام ابوداود کی طرف منسوب جرح ابوعبید الآجری کی وجہ سے ثابت نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ آجری بذاتِ خود مجہول تھا۔

خطیب بغدادی کا روایت بالمعنیٰ والی جرح کرنا دو وجہ سے مردود ہے:

اول: یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: روایت بالمعنیٰ جرم نہیں بلکہ جائز ہے، بشرطیکہ راوی ثقہ وصدوق ہو اور اس کی روایت میں کوئی علتِ قادحہ یا شذوذ ثابت نہ ہو۔ یاد رہے کہ اس روایت میں امام سلیمان بن حرب رحمہ اللہ منفرد نہیں بلکہ دوسرے ثقہ راویوں نے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۱۸

تنبیہ: محمد بن عیسیٰ بن نجیح رحمہ اللہ کو ابو حاتم الرازی اور ابن حبان وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے اور میرے علم کے مطابق کسی نے بھی اُن پر جرح نہیں کی، لہٰذا انھیں ضعیف کہنا باطل اور مردود ہے۔

۱۸) قادیانی نے کہا: ''محمد بن عیسی کے متعلق خود ابوداؤد کہتے ہیں " ربما یدلس "
(تہذیب التہذیب جلد ۹ص ۳۴۸ زیر نام محمد بن عیسیٰ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)
کہ کبھی کبھی تدلیس کر لیا کرتا تھا۔'' (القول المبین ص ۶۸)

عرض ہے کہ روایتِ مذکورہ میں ابوجعفر محمد بن عیسیٰ بن نجیح البغدادی ابن الطباع نے "حَدَّثَنَا" کہہ کر سماع کی تصریح کردی ہے، لہٰذا یہاں تدلیس کا اعتراض کرنا خیانت ہے۔

دوسرے یہ کہ یہی روایت امام حماد بن زید سے محمد بن عیسیٰ کے علاوہ درج ذیل راویوں نے بھی بیان کی ہے:

(۱) سلیمان بن حرب (سنن ابی داود:۴۲۵۲)

(۲) قتیبہ بن سعید (سنن ترمذی:۲۲۱۹)

(۳) حجاج بن منہال الانماطی (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۵۲۷) وغیرہم.

۱۹) اللہ دتا قادیانی جالندھری نے لکھا ہے: "ابوداؤد کے دوسرے طریقہ میں عبدالعزیز بن محمد اور العلاء بن عبدالرحمٰن ضعیف ہیں۔ عبدالعزیز بن محمد کو امام احمد بن حنبل نے خطا کار۔ ابوزرعہ نے "سئی الحفظ" اور نسائی نے کہا ہے کہ "لیس بالقوی" (قوی نہیں) ابن سعد کے نزدیک "کثیر الغلط" تھا (تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۱۵ زیر نام عبدالعزیز بن محمد عبدالتواب اکیڈمی ملتان)" (القول المبین ص ۶۸)

عرض ہے کہ امام عبدالعزیز بن محمد الدراوردی رحمہ اللہ کو امام یحییٰ بن معین، عجلی، امام مالک اور جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۶ ص ۳۱۵۔۳۱۶، دوسرا نسخہ ج ۶ ص ۳۵۴۔۳۵۵) اور ہمارا رسالہ ماہنامہ الحدیث حضرو (۶۹ ص ۳۷۔۴۴)

لہٰذا اُن پر بعض علماء کی جرح مرجوح اور غلط ہے۔

دوسرا یہ کہ امام احمد اور امام نسائی دونوں سے عبدالعزیز کی توثیق بھی مروی ہے اور ابن سعد نے انھیں ثقہ بھی لکھا ہے، لہٰذا جمہور علماء کی توثیق کے مقابلے میں یہ تین اقوال پیش نہیں کیے جاسکتے۔ تیسرا یہ کہ سنن ابی داود (۴۳۳۳) والی یہی حدیث درج ذیل اماموں نے بھی العلاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمہ اللہ سے بیان کی ہے:

(۱) شعبہ بن الحجاج (مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۷ ح ۹۸۹۷)

(۲) اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر (مسند ابی یعلیٰ الموصلی ج ۱۱ ص ۳۹۴ ح ۶۵۱۱)

۲۰) العلاء بن عبدالرحمٰن کے بارے میں قادیانی معترض نے لکھا ہے:

''اسی طرح ابوداؤد والی روایت کا دوسرا راوی العلاء بن عبدالرحمٰن بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے متعلق ابن معین کہتے ہیں" ھٰؤ لاء الاربعة ليس حديثهم حجةً (۱) سهل بن ابی صالح (۲) العلاء بن عبدالرحمن (۳) عاصم بن عبيد الله (٤) ابن عقيل (تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۱۳۔۱۵) ان چاروں کی حدیث حجت نہیں ہے۔ پس جہاں تک راویوں کا تعلق ہے یہ روایت قابل استناد نہیں۔'' (القول المبین ص ۶۸۔۶۹)

عرض ہے کہ علاء بن عبدالرحمٰن کے حالات تہذیب التہذیب کی آٹھویں جلد میں ہیں۔ انھیں امام احمد بن حنبل، ابن حبان، ابن سعد، ترمذی اور جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۶۶۔۱۶۷)

لہٰذا اُن پر جرح مردود ہے۔

امام ابن معین نے ایک قول میں علاء بن عبدالرحمٰن کو "لَيْسَ بِهِ بَأْسَ" کہا۔

(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۶۲۳، اور تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۶۶)

لہٰذا اُن کا علاء کو ضعیف کہنا مطلقاً نہیں، بلکہ سعید المقبری کے مقابلے میں ہے۔

دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۸ ص ۱۶۷)

اور اگر کوئی شخص اسے مطلق سمجھتا ہے تو یہ قول جمہور کے خلاف ہونے اور بذاتِ خود توثیق سے معارض ومتناقض ہونے کی وجہ سے مرجوح وغلط ہے۔

فائدہ: امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: "إِذَا قُلْتُ: لَيْسَ بِهِ بَأْسَ فَهُوَ ثِقَةٌ" جب میں ليس به بأس کہوں تو وہ (راوی) ثقہ ہوتا ہے۔

(التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ۵۹۲ فقرہ: ۱۴۲۳، الکفایہ للخطیب البغدادی ص ۲۲ وسندہ صحیح)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کی صحیح احادیث پر جرح کرتے ہوئے اللہ دتا قادیانی جالندھری نے کتنی خیانتیں کی ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ احادیث بلاشک وشبہ صحیح اور حجت ہیں۔ والحمدللہ

رہ گیا مسئلہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کے بارے میں قادیانیوں کی باطنی تحریفاتِ معنویہ تو یہ سلف صالحین کے متفقہ فہم کے مقابلے میں سرے سے مردود اور باطل ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ)) ''اور میں آخری نبی ہوں۔'' (السنہ لابن ابی عاصم: ۳۹۱ وسندہ صحیح)

اور اسی پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو ہمارے نبی ﷺ سے پہلے نبی تھے، قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔

آسمان سے نزول کے حوالے کے لئے دیکھئے کشف الاستار عن زوائد البزار (۳/۱۴۲۔۱۴۳ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح) اور میری کتاب: علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۱۱۔۱۱۲)

قیامت سے پہلے تیس (۳۰) دجال آئیں گے، جن کی متعین وموسوم بالاسماء تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور مسلمانوں کے اجماع سے یہ ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ان تیس دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔

❀❀❀

قادیانیوں کی مستدل مردود روایات اور ان کا رد

مسلمانوں کو ورغلانے، گمراہ کرنے اور مرتد بنانے کے لئے قادیانی ومرزائی ''حضرات'' کچھ روایات بھی پیش کرتے ہیں جو کہ اصولِ حدیث کی رُو سے باطل اور نا قابلِ حجت ہوتی ہیں، لہٰذا اس مضمون میں قادیانیوں مرزائیوں یعنی ختم نبوت کے منکرین کی مستدل ضعیف، مردود اور موضوع روایات مع ردپیشِ خدمت ہیں:

۱) ''وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ''

اور عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۹)

اس روایت کی سند چار وجہ سے ضعیف ومردود ہے:

اول: حسن بصری مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔

جس راوی کا مدلس ہونا بالا تفاق یا جمہور محدثین سے ثابت ہو، چاہے وہ حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کے طبقہ ثانیہ میں مذکور ہو یا طبقۂ اولیٰ میں، صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ ہر کتاب میں اس مدلس کی عن والی منفرد روایت ضعیف ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی کے اصول اور محدثین کرام کی تخصیصات سے ثابت ہے اور سنن ابن ماجہ والی اس روایت میں سماع کی تصریح موجود نہیں۔

دوم: محمد بن خالد الجندی مجہول ہے اور امام یحییٰ بن معین سے باسند صحیح اس کی توثیق ثابت نہیں۔

سوم: سند میں (اضطراب والا) اختلاف بھی ہے۔

چہارم: ابان بن صالح نے حسن بصری سے نہیں سنا، لہٰذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

اس روایت پر مزید جرح کے لئے دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۴۷/ ۵۱۶، ۵۱۸)

۲) ''وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا'' اور اگر (ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ) زندہ

رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔ (سنن ابن ماجہ:۱۵۱۱)

یہ روایت دو وجہ سے مردود ہے:

اول: اس کا بنیادی راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی جمہور محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے۔اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا:"مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ"

(سنن ترمذی:۱۰۲۶)

امام نسائی نے فرمایا:" مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ" (کتاب الضعفاء المتروکین:۱۱)

امام شعبہ نے فرمایا:"كَذَبَ وَاللّٰهِ! " اللہ کی قسم! اس نے جھوٹ بولا ہے۔

(العلل للامام احمد:۴۶۲،وسندہ صحیح)

قدوری حنفی نے لکھا ہے:"وَلأَنَّ أَبَا شَيْبَةَ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ عُثْمَانَ قَاضِي وَاسِط كَذَّابٌ" اور کیونکہ بے شک واسط کا قاضی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کذاب ہے۔

(التجرید للقدوری ۱/۲۰۳ فقرہ:۶۳۲)

جمہور محدثین کی جرح کے بعد یزید بن ہارون وغیرہ بعض علماء کا ابوشیبہ کی تعریف کرنا جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے،لہٰذا عبدالرحمٰن خادم قادیانی کا اپنی پاکٹ بک (ص ۲۶۹۔۲۷۰) میں اس راوی کا دفاع کرنا اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی رُو سے غلط ہے۔

دوم: حکم بن عتیبہ مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے،اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ حدیث حکم بن عتیبہ نے مقسم سے سنی تھی۔

عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے اس روایت کے تین شواہد پیش کئے ہیں:

پہلی روایت: "دوسری حدیث: علامہ قسطلانی نے حضرت انس بن مالک سے ایک روایت نقل کی ہے وَقَد رَوِیَ مِنُ حَدِیُثِ اَنَس ابُن مَالِكَ قَالَ لَوُ بَقی یَعُنِی اِبُرَاهِیُمُ ابُنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ لَکَانَ نِبِیًّا وَ لٰکِنُ لَمُ یَبُقَ لِاَنَّ نَبِیَّکُمُ اٰخِرُ الْاَنُبِیَاءِ. (مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

کہ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر وہ (ابراہیمؑ) باقی رہتا تو نبی ہو جاتا۔ اس کے آگے (ناقل) اپنی رائے لکھتا ہے کہ مگر وہ زندہ نہ رہا۔ کیونکہ ہمارے نبی صلعم آخری نبی ہیں راوی کا اپنا اجتہاد حجت نہیں اور وہ کس قدر غلط ہے۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں گویا..." (پاکٹ بک ص ۲۷۱)

اس عبارت میں خادم قادیانی نے جھوٹ بولے ہیں:

* خادم قادیانی کا یہ کہنا کہ "آنحضرت صلعم نے فرمایا" بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ اس روایت میں "قال رسول اللہ ﷺ" کے الفاظ نہیں۔

دیکھئے المواہب اللدنیہ للقسطلانی (طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱/ ۳۹۹، شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی طبع ایضاً ج ۴ ص ۳۵۳)

بلکہ زرقانی نے لکھا ہے: "مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ" یہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر موقوف (یعنی ان کا قول) ہے۔

اس موقوف روایت کو صراحت کے ساتھ مرفوع بنا دینا خادم قادیانی کا کذب و افتراء ہے۔

* خادم قادیانی کا یہ کہنا: "اس کے آگے (ناقل) اپنی رائے لکھتا ہے" بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ یہ ناقل کی رائے نہیں بلکہ مذکورہ قول بیان کرنے والے صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جیسا کہ المواہب اور اس کی شرح میں لکھا ہوا ہے۔

مواہب والے نے یہ قول حافظ ابو عمر (ابن عبد البر رحمہ اللہ) سے نقل کیا ہے اور ابن عبد البر کی کتاب: الاستیعاب فی اسماء الاصحاب میں پوری سند کے ساتھ یہ قول اسی طرح مکمل مذکور ہے۔ (طبع دار الفکر لبنان ۱/۴۴، ترجمہ ابراہیم ابن النبی ﷺ)

یاد رہے کہ قائل اپنے قول کو اور راوئ حدیث اپنی روایت کو دوسروں کی بہ نسبت بخوبی جانتا ہے۔

تنبیہ: ابن عبد البر، قسطلانی اور زرقانی والی روایت کے ایک بنیادی راوی ابو یوسف

یعقوب بن المبارک کی توثیق کہیں نہیں ملی اور جسے مل جائے تو مکتبۃ الحدیث حضرو ضلع اٹک کے پتے پر روانہ کرے تا کہ قادیانیوں کے خلاف دلائل متواترہ میں ایک اور روایت کا اضافہ ہو جائے۔

بعد میں تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۱۳۴۔۱۳۵) میں اسی متن کے ساتھ دوسری سند مل گئی، جس میں یعقوب بن المبارک موجود نہیں۔ واللہ اعلم

ابن عساکر والی روایت میں بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا قول "لأن نبيكم آخر الأنبياء" موجود ہے، لہٰذا یہ موقوف اثر قادیانیوں کی دلیل نہیں بلکہ مسلمانوں کی دلیل ہے۔ والحمدللہ

دوسری روایت: "وَرَوَى الْبَيْهَقِيُ بِسَنَدِهٖ اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ لَهٗ مُرْضِعاً فِي الْجَنَّةِ تُتِمُّ رَضَاعَهٗ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا." (قادیانی پاکٹ بک ص۲۷۲ بحوالہ تاریخ ابن عساکر)

یہ روایت درج ذیل کتابوں میں محمد بن یونس الکدیمی کی سند سے موجود ہے:

دلائل النبوۃ للبیہقی (۷/ ۲۸۹، دوسرا نسخہ ۷/ ۲۲۹ ح ۳۳۴۴)

تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/۱۴۴)

محمد بن یونس الکدیمی البصری کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا:

"وَكَانَ يَضَعُ عَلَى الثِّقَاتِ ، الْحَدِيْث وَضْعًا وَلَعَلَّهٗ قَدْوَضَعَ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِ حَدِيْثٍ" وہ حدیث گھڑ کر ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرتا تھا اور شاید اس نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں۔ (کتاب المجروحین ۲/۳۱۳، دوسرا نسخہ ۲/۳۳۲)

ابن عدی نے اس کی گواہی دی کہ کدیمی حدیثیں وضع کرتا تھا۔

(دیکھئے الکامل لابن عدی ۶/ ۲۲۹۶ دوسرا نسخہ ۷/ ۵۵۵)

دارقطنی اور جمہور نے اس پر شدید جرح کی اور جمہور کی اس جرح کے مقابلے میں اسماعیل الخطبی اور بعض الناس کی توثیق مردود ہے۔

کدیمی کے بارے میں قاسم المطرز رحمہ اللہ نے فرمایا: "أَنَا أُجَاثِيْهِ بَيْنَ يَدَيِ

اللّٰهِ بَارَكَ وَتَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَأَقُوْلُ: إِنَّ هَذَا كَانَ یَكْذِبُ عَلٰی رَسُوْلِكَ وَ عَلَی الْعُلَمَاءِ" میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر (بطورِ گواہی) کہوں گا: بے شک یہ شخص (کدیمی) تیرے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا۔

(سوالات السہمی: ۷۴۰ وسندہ صحیح)

امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ کے سامنے جب محمد بن یونس الکدیمی کی بیان کردہ بعض حدیثیں پیش کی گئیں تو انھوں نے فرمایا: "لَیْسَ هَذَا حَدِیْثُ أَهْلِ الصِّدْقِ" یہ سچے لوگوں کی حدیثیں نہیں ہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۱۲۲/۸)

تیسری روایت: "وَ عَنْ جَابِرِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَرْفُوْعًا لَوْ عَاش اِبْرَاهِیْمُ لَكَانَ نَبِیًّا."

(پاکٹ بک ص ۲۷۲ بحوالہ ابن عساکر اور الفتاوی الحدیثیہ)

تاریخ دمشق لابن عساکر (۳/ ۱۳۸۔۱۳۹) کی اس روایت میں ابوحمزہ الثمالی ثابت بن ابی صفیہ جمہور کے نزدیک مجروح راوی ہے اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: "ضَعِیْفٌ رَافِضِيٌّ" (تقریب التہذیب ۸۱۸)

الحسن بن ابی عبداللہ الفراء کے حالات مطلوب ہیں اور حافظ احمد بن محمد بن سعید الکوفی یعنی ابن عقدہ رافضی چور ساقط العدالت ہے۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ۱/ ۴۷۷۔۴۷۹)

ابن عقدہ کے بارے میں مشہور حنفی عالم ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر البغدادی القدوری (متوفی ۴۲۸ھ) نے لکھا ہے: "وَهُوَ مَعْرُوْفٌ بِوَضْعِ الْحَدِیْثِ". اور وہ حدیثیں گھڑنے کے ساتھ مشہور ہے۔ (التجرید ج ۳ ص ۱۳۸۱۔۱۳۸۲، فقرہ: ۶۰۴۱)

عبید بن ابراہیم النخعی کے حالات بھی مطلوب ہیں۔

ثابت ہوا کہ "لَكَانَ نَبِیًّا" والی روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ سخت ضعیف، مردود اور موضوع ہے۔

۳) امام ابن ابی شیبہ نے فرمایا: "حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیرُ ابْنُ حَازِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُولُوا: خَاتَمُ النَّبِیِّینَ، وَلَا تَقُولُوا: لَا نَبِيَّ

بَعْدَہُ ." "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خاتم النبیین کہواور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۱۱۰ ح ۲۶۶۴۴)

یہ روایت سخت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ومردود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۷ھ میں فوت ہوئیں۔ (تقریب التہذیب: ۸۶۳۳)

اور جریر بن حازم ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے۔(تقریب التہذیب: ۹۱۱)

یعنی ۱۱۳سال بعد، اورکسی دلیل سے جریر بن حازم رحمہ اللہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دور میں پیدا ہونا بھی ثابت نہیں۔

٤) امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے فرمایا:"حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ مُجَالِدٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرٌ ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ ، لا نَبِيَّ بَعْدَهُ ، قَالَ الْمُغِيرَةُ: حَسْبُكَ إِذَا قُلْتَ:خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ، فَإِنَّا كُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّ عِيسَى خَارِجٌ ، فَإِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ ."

عامر (الشعبی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک آدمی نے کہا: محمد خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود ہو، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔مغیرہ نے کہا: جب تو نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو تیرے لئے یہی کافی ہے کیونکہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) خروج فرمائیں گے، پس جب وہ خروج فرمائیں گے تو وہ آپ سے پہلے کے نبی ہیں اور بعد والے نبی بھی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۹/۱۱۰ ح ۲۶۶۴۵)

اس روایت کا راوی مجالد بن سعید الہمدانی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔

(دیکھئے مجمع الزوائد ۹/ ۴۱۶، اور تحقیقی مقالات ۳/ ۴۰۱)

اس ضعیف ومردود روایت سے بھی قادیانیوں کا رد ہوتا ہے، کیونکہ اس میں بنی اسرائیل والے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی صراحت کے ساتھ دوبارہ خروج کا تذکرہ ہے، جب کہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ "عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ اُمت میں پیدا

ہوں گے یا پیدا ہوئے ہیں'' اور پیدا ہونے والی بات کسی حدیث یا کسی صحیح العقیدہ مسلمان عالم سے صراحتاً ثابت نہیں۔

۵) ''لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما إلا اتباعي'' (قادیانی پاکٹ بک ص ۲۰۰ بحوالہ تفسیر ابن کثیر، الیواقیت والجواہر، شرح المواہب اللدنیہ، فتح البیان اور طبرانی کبیر)

طبرانی کی المعجم الکبیر میں یہ روایت یقیناً موجود نہیں، لہٰذا عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے طبرانی کبیر پر جھوٹ بولا ہے اور باقی تمام مذکورہ وغیر مذکورہ کتابوں میں یہ روایت بغیر کسی سند کے مذکور ہے اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔

اگر کسی قادیانی کو حدیث کی کسی مستند کتاب میں اس روایت کی کوئی متصل اور صحیح سند مل جائے تو مکتبۃ الحدیث حضرو (اٹک) کے عنوان پر اطلاع روانہ کرے، ورنہ جان لے کہ جس طرح ختمِ نبوت کا انکار کرنا انسان کے دوزخی بننے کے لئے کافی ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا بھی موجبِ عذاب النار ہے۔

البحر المحیط، مدارج السالکین، بشارات احمدیہ، براہین احمدیہ اور شرح فقہ اکبر وغیرہ کتابوں میں بھی اس روایت کی کوئی سند موجود نہیں۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ ''لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي'' اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۵/ ۳۱۲ ح ۲۶۴۲۱ شاملہ، واللفظ لہ، مسند احمد موسوعہ حدیثیہ ۲۲/ ۴۶۸ ح ۱۴۶۳۱، مسند ابی یعلیٰ: ۲۱۳۵، سنن دارمی: ۴۴۹)

یہ روایت مجالد بن سعید (ضعیف عند الجمہور) کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا کوئی شاہد بھی صحیح یا حسن نہیں۔ اس روایت کے ضعیف و مردود شواہد کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل للالبانی (۱۵۸۹، وقال: ''حسن''!!)

ان شواہد کے الفاظ میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔

٦) ''وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمَرَ الَّذِيْ

قَبْلَهُ، وَأَنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ وَلَا أُرَانِي إِلَّا ذَاهِبًا عَلَى رَأْسِ السِّتِّيْنَ." اور (رسول اللہ ﷺ نے) مجھے حدیث سنائی، بے شک آپ کو (جبریل علیہ السلام نے) حدیث بیان کی: ہر نبی کے بعد جو دوسرا نبی آیا تو اس کی عمر پہلے نبی کی عمر کی آدھی تھی اور بے شک اس (جبریل علیہ السلام) نے مجھے حدیث بیان کی کہ بے شک عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں ساٹھ ہجری کے شروع والے حصے میں (دنیا سے) جانے والا ہوں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲/ ۴۱۷ ح ۱۰۳۱)

یہ روایت محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان الديباج عن أمه فاطمة بنت الحسين بن على بن أبي طالب کی سند سے مروی ہے۔ محمد بن عبداللہ الدیباج سے راویوں کا اختلاف درج ذیل ہے:

* نافع بن يزيد عن عمارة بن غزية عن محمد بن عبد الله الديباج عن فاطمة بنت الحسين أن عائشة زوج النبي ﷺ كانت تقول : إلخ

نافع بن یزید سے اسے سعید بن الحکم بن ابی مریم المصری نے بیان کیا اور سعید سے درج ذیل راویوں نے بیان کیا:

۱: عمر بن الخطاب (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ۲۹۷۰)

۲: یوسف بن یزید (شرح مشکل الآثار: ۱۴۶، ۱۹۳۷)

۳: یحییٰ بن ایوب العلاف المصری وعنہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (۲۲/ ۴۱۷ ح ۱۰۳۱)

یحییٰ بن ایوب العلاف کی روایت میں اختلاف ہے۔ امام طبرانی نے ان سے اسی طرح روایت بیان کی لیکن ابوالحسن علی بن محمد المصری نے اسی سند سے "أَنَّ أُمَّهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا، كَانَتْ تَقُولُ" إلخ کے متن سے بیان کی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۷/ ۱۶۶۔ ۱۶۷ ح ۳۱۵۶ مجلسان من امالی ابی الحسین بن بشران ۱/ ۲۱۲ ح ۳)

یہ روایت ثقہ راویوں کی روایات اور نافع بن یزید کی کتاب سے نہیں ملتی، لہٰذا تصریحِ سماع والی روایت مرجوح ہے۔

۴: ابو خالد یزید بن سنان (الذریۃ الطاہر للدولابی والدولابی فی نفسہ ضعیف:۱۹۴)

۵: یعقوب بن سفیان الفارسی (تاریخ دمشق ۴۷/۴۸۱)

۶: محمد بن مسلم بن وارہ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۷/۴۸۱، نیز دیکھئے الکفایہ ۱/۳۳۱)

یہ نافع بن یزید کی کتاب سے روایت ہے۔

۷: محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم البرقی (التمہید لابن عبدالبر ۱۴/۲۰۰۔۲۰۱)

※ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الدِّيْبَاجِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ...... إلخ

(العلل للدارقطنی ۱۵/۱۷۵۔۱۷۶، تفسیر طبری ۶/۳۹۸ ح ۷۰۳۲)

یہ سند منقطع ہے۔ فاطمہ بنت الحسین کی پیدائش سے پہلے سیدہ فاطمۃ الزہراء وفات پا گئی تھیں۔ رضی اللہ عنہا

※ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الدِّيْبَاجِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ أُمِّهَا (أَي جَدَّتِهَا) فَاطِمَةِ رضي الله عنها۔ إلخ

(العلل للدارقطنی ۱۵/۱۷۵، سوال ۳۹۳۳)

یہ سند بھی منقطع ہے۔

※ امام ابن شاہین البغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا: "حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، ثنا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، ثنا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَاجِشُونِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، أَنَّ فَاطِمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ......" إلخ (فضائل فاطمہ لابن شاہین:۹)

اس روایت کی سند محمد بن عبداللہ الدیباج تک صحیح ہے، لیکن ان کے بعد سخت منقطع ہے۔

خلاصۃ التحقیق یہ ہے کہ اس روایت میں دیباج کی والدہ فاطمہ بنت الحسین کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کی صراحت ثابت نہیں، لہٰذا شبہ انقطاع ہے۔

ہمارے علم کے مطابق کسی قدیم محدث نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا، بلکہ حافظ ہیثمی نے (متساہل ہونے کے باوجود) اسے ضعیف کہا۔

(مجمع الزوائد ۹/۳۳ قال: رواہ الطبرانی باسناد ضعیف)

تنبیہ: محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان الدیباج پر بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، ابو احمد الحاکم اور حافظ ذہبی نے جرح کی ہے۔ (دیکھئے مقالات الحدیث ص ۳۳۰)

ابن الجارود اور ابن حبان سے بھی جرح نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن ان کے مقابلے میں ابن حبان (الثقات ۷/ ۴۱۷ وصحیح ابن حبان) ابن خزیمہ (۲۶۳۰) حاکم (۱۶۵۴، ۵۲۶۰) عجلی، دارقطنی (سنن الدارقطنی ۱/ ۲۶۲ ح ۵۱۷) ضیاء المقدسی (المختارہ ۴/ ۲۷۵ ح ۱۴۷۰) اور ذہبی نے توثیق کی ہے، لہٰذا یہ راوی قول راجح میں صدوق حسن الحدیث ہیں اور ان کی بیان کردہ یہ مضطرب روایت وہم، شاذ اور مردود ہے۔

اس ضعیف روایت کے معنوی شواہد درج ذیل ہیں:

۱: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ بِلَفْظِ: مَا بُعِثَ نَبِيًّا إِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمْرِ الَّذِي قَبْلَهُ. (کشف الاستار: ۲۳۴۱، التاریخ الکبیر للبخاری ۷/ ۲۴۴-۲۴۵، الکامل لابن عدی ۶/ ۲۱۰۲، حلیۃ الاولیاء ۵/ ۶۸ وعنہ الدیلمی ۴/ ۴۸ کما بلغنی، مشکل الآثار للطحاوی ۵/ ۲۰۰ ح ۱۹۳۸)

نیز دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۹/ ۴۲۴ ح ۴۴۳۴) کنز العمال (۱۱/ ۴۷۸ ح ۳۲۲۵۹) اور مقالات الحدیث (ص ۳۳۵-۳۳۶)

اس روایت کی سند عبید بن اسحاق العطار (متروک راوی) کی وجہ سے سخت ضعیف و مردود ہے۔

۲: عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ. (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲/ ۴۱۷-۴۱۸ ح ۱۰۳۰)

اس کی سند میں جابر الجعفی سخت مجروح اور ضعیف رافضی ہے۔

(نیز دیکھئے مقالات الحدیث ص ۳۳۲)

۳: ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

(کشف الاستار:۸۴۶، التمہید ۱۴/ ۱۹۹۔۲۰۰، الذریۃ الطاہرہ للدولابی:۱۷۸)

اس سند میں ابن الاسود کی توثیق نامعلوم اور ابن لہیعہ کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہیں۔
نیز دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۳۴۔۳۳۵)

۴: عَنْ أَبِي مَعْشَرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ.

(طبقات ابن سعد ۲/ ۱۹۵، تاریخ دمشق ۴۷/ ۴۸۲)

اس سند میں ابو معشر ضعیف اور سند منقطع ہے۔

۵: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ.
یہ بے سند ہے۔ دیکھئے مقالات الحدیث (ص ۳۳۷)

۶: عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا: ۴۰ سال
یہ روایت بے سند ہے۔

۷: مرسل یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ (طبقات ابن سعد ۲/ ۳۰۸ وسندہ صحیح الیہ)
یہ سند مرسل ہے۔

۸: مرسل ابراہیم النخعی رحمہ اللہ (طبقات ابن سعد ۲/ ۳۰۸۔۳۰۹ وغیرہ)
یہ مرسل ہے اور سند میں سفیان ثوری اور اعمش دونوں مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

۹: يَحْيَى بْنُ جَعْدَةَ عَنْ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا.

(دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی ۱۵/ ۱۷۳ مسئلہ ۳۹۳۱)

یہ سند منقطع ہے۔

۱۰: اثر ابراہیم النخعی (تاریخ دمشق ۴۷/ ۴۸۳)
اس کی سند میں اعمش مدلس ہیں اور سند عن سے ہے۔

١١: اثر سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (الفتن للامام الصدوق نعیم بن حماد ۲/۷۰۳ ح ۱۹۸۷)

یہ اثر مرسل حکماً ہے۔

خلاصہ یہ کہ ''یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ومردود ہے اور اس کا متن بھی باطل ہے'' جیسا کہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے ایک شاگرد خبیب احمد (فیصل آبادی) صاحب نے بھی لکھا ہے۔ (دیکھئے مقالات الحدیث ص ۳۳۹، اور ماہنامہ الحدیث حضرو شمارہ: ۴۴)

جو لوگ ضعیف + ضعیف روایات اکٹھی کر کے ضعیف روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں، ان کے لئے یہ روایت بہت بڑی ''پھکی'' ہے اور حق یہی ہے کہ روایات ضعیفہ کو جمع تفریق کر کے حسن لغیرہ وقابلِ حجت قرار دینا غلط ومردود ہے۔

۷) ''لَوْ لَمْ أُبْعَثْ فِيكُمْ لَبُعِثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ''

اگر میں تمھارے درمیان (نبی کی حیثیت سے) مبعوث نہ ہوتا تو عمر بن خطاب مبعوث ہوتے۔ (فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل ۱/۴۲۸ ح ۶۷۶)

اس کی سند میں محمد بن عبید الکوفی مجروح ہے: ''له مناكير'' اس کی منکر روایتیں ہیں۔ (دیکھئے لسان المیزان ۵/۲۷۶، دوسرا نسخہ ۶/۳۳۰)

اور ''رجل'' مجہول ہے۔

دوسری سند: الکامل لابن عدی (۳/۱۰۱۴، دوسرا نسخہ ۴/۸)

اس میں رشدین بن سعد ضعیف عند الجمہور، ابن لہیعہ مدلس اور محمد بن عبداللہ بن سعید الغزی (؟) ہے، نیز یہ روایت مقلوب ہے، جیسا کہ ابن عدی نے صراحت کی ہے اور مقلوب ضعیف کی قسم ہے۔

تیسری سند: عَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ، الکامل (۳/۱۰۷۱، دوسرا نسخہ ۴/۱۷۵)

الموضوعات لابن الجوزی (۱/۳۲۰ ح ۵۹۴) تاریخ دمشق لابن عساکر (۴۴/۱۱۶)

اللآلی المصنوعۃ للسیوطی (۱/۳۰۲)

اس روایت کی سند میں زکریا بن یحیٰی الوقار کذاب اور ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم

الغسانی ضعیف ہے، نیز ابن عدی نے اسے غیر محفوظ اور مقلوب قرار دیا ہے۔

چوتھی سند: الکامل لابن عدی (۴/۱۵۱۱، دوسرا نسخہ ۵/۳۲۴)

اس سند میں تین وجۂ ضعف ہیں:

ابوقتادہ عبداللہ بن واقد الحرانی متروک مدلس تھا۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۴۰۹۰)

مصعب بن سعد ابوخیثمہ المصیصی ضعیف عند الجمہور و مدلس تھا، بلکہ ابن عدی نے فرمایا: "یُحَدِّثُ عَنِ الثِّقَاتِ بِالْمَنَاکِیْرِ وَیُصَحِّفُ".

یعنی وہ ثقہ راویوں سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا اور تصحیف (روایتیں پڑھنے میں غلطی) کرتا تھا، نیز دیکھئے میری کتاب الفتح المبین (ص ۶۳۔۶۴)

عمر بن الحسن بن نصر الحلبی کی توثیق بھی مطلوب ہے۔

پانچویں سند: حدیث ابی بکر وابی ہریرہ رضی اللہ عنہما (مسند الفردوس للدیلمی ۳/۱۴۷ ح ۵۱۶۷، ابن الجوزی فی الموضوعات ۱/۳۲۰ ح ۵۹۵، تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۴/۱۱۴، وقال: "غریب" اللآلی المصنوعہ ۱/۳۰۲)

اس کی سند میں اسحاق بن نجیح الملطی کذاب ہے اور دوسری علتیں بھی ہیں۔

ایک اور سند میں بھی عبداللہ بن واقد الحرانی متروک ہے

دیکھئے اللآلی المصنوعہ (۱/۳۰۲) والفوائد المجموعۃ (للجرح علی کلام السیوطی ص ۳۳۷)

عراقی نے تخریج الاحیاء (۳/۱۶۱) میں فرمایا: "وَهُوَ مُنْکَرٌ".

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔

نیز دیکھئے طبقات الشافعیہ للسبکی (۳/۵۰۹) اور موسوعۃ الاحادیث والآثار الضعیفۃ والموضوعۃ (۸/۳۶۸۔۳۶۹ ح ۲۱۰۷۶، ۲۱۰۷۷)

۸) "اوحی اللّٰہ تعالٰی اِلٰی عیسٰی انتقل من مکان اِلٰی مکان لئلا تعرف فتؤذی . (کنز العمال جلد ۲ ص ۳۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی کی طرف وحی کی کہ اے عیسٰی! تُو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جا۔ تا ایسا نہ ہو کہ تُو پہچانا جائے اور تُجھے تکلیف دی جائے۔"

(قادیانی پاکٹ بک ص ۲۰۳۔۲۰۴)

اس روایت کے بعد صاحب کنز العمال نے لکھا ہے:

"كر:عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَفِيْهِ هَانِيُّ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الأسْكَنْدَرَانِيْ ، قَالَ فِي الْمُغْنِيْ: مَجْهُوْلٌ" اسے ابن عساکر نے (تاریخ دمشق میں) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا اور اس سند میں ہانی بن متوکل الاسکندرانی ہے، اس کے بارے میں (ذہبی نے) المغنی میں فرمایا: مجہول ہے۔ (ج ۳ ص ۱۵۸ ح ۵۹۵۵)

نیز دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۶/ ۱۸۸۔ ۱۸۹) تاریخ بغداد للخطیب (۵۳۳/۴ ت ۱۱۳۴)

عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے صاحبِ کتاب کی اس جرح کو چھپا کر ان لوگوں کی یاد تازہ کر دی، جنھیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا تھا۔

ہانی بن المتوکل کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: "فَكَثُرَ الْمَنَاكِيْرُ فِيْ رِوَايَتِهِ فَلَا يَجُوْزُ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ بِحَالٍ" پس اس کی روایتوں میں منکر روایتوں کی کثرت ہوگئی لہٰذا کسی حال میں بھی اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔ (المجروحین ۹۷/۳)

حافظ ذہبی نے اسے المغنی فی الضعفاء میں ذکر کیا (۲/ ۷۰۲ ت ۶۷۲۵) اور ابن حبان کی جرح کی طرف اشارہ کیا۔

اس روایت کی باقی سند بھی مشکوک ومردود ہے۔

۹) "ما حدثتكم عن الله سُبحنه، فهو حقٌّ و ما قلتُ فيه من قبل نفسي فانما انا بشر اخطئ و اصيب (نبراس شرح الشرح العقائد نسفی ص ۳۹۲) کہ جو بات میں اللہ تعالیٰ کی وحی سے کہوں تو وہ درست ہوتی ہے (یعنی اس میں غلطی کا امکان نہیں) لیکن جو بات میں اس وحی الٰہی کے ترجمہ وتشریح کے طور پر اپنی طرف سے کہوں تو یاد رکھو کہ میں بھی انسان ہوں، میں اپنے خیال میں غلطی بھی کر سکتا ہوں۔" (قادیانی پاکٹ بک ص ۱۸۷)

یہ بالکل بے سند اور بے اصل روایت ہے، ہمارے علم کے مطابق حدیث کی کسی مُسنَد

کتاب میں اس کی کوئی سند مذکور نہیں اور ایسی روایت موضوع (من گھڑت) ہوتی ہے۔

نیز اس روایت کا قادیانی ترجمہ وتشریح بھی باطل ہے۔

۱۰) ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر افضل ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق ص۴) کہ ابوبکرؓ اس اُمّت میں سب سے افضل ہے سوائے اس کے کہ اُمّت میں سے کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر نبی ہو تو حضرت ابوبکرؓ اس سے افضل نہیں لہٰذا امکانِ نبوت فی خیر الامت ثابت ہے۔ (نیز دیکھو جامع الصغیر السیوطی مصری حاشیہ ص۶)'' (قادیانی پاکٹ بک ص۲۷۲)

کنوز الحقائق میں یہ روایت بحوالہ فر (الفردوس للدیلمی) مذکور ہے، لیکن یہ روایت الفردوس للدیلمی (مطبوع) میں ''إِلاَّ أَنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ'' کے اضافے کے ساتھ نہیں ملی بلکہ صرف ''وَأَبُوْ بَكْرٍ أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ'' تک موجود ہے۔ (دیکھئے ج۱ ص۴۳۷ ح۱۷۷۹)

اور دیلمی والی روایت بھی بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ قادیانی کی پیش کردہ یہ روایت بھی بے سند، یعنی موضوع ہے۔

* ایک روایت میں ہے: ''أَبُوْ بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِيْ إِلاَّ أَنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ.''

دیکھئے الکامل لابن عدی (۵/ ۲۷۶ ترجمۃ عکرمۃ بن عمار) اخبار اصبہان لابی نعیم (۲/۱۲۲) تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۰/ ۱۲) دیلمی (۱/۱/ ۷۷ بحوالہ الضعیفۃ للالبانی ۴/ ۱۷۰ ح۱۶۷۶) المتفق والمفترق للخطیب (۲/ ۶۸ ح۱۸۱) الطبرانی (بحوالہ مجمع الزوائد ۹/۴۴ وَقَالَ: فِيْهِ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زِيَادٍ وَهُوَ ضَعِيْفٌ)

یہ روایت اسماعیل بن زیاد کی وجہ سے مردود یا موضوع ہے۔ اسے شیخ البانی اور غماری دونوں نے بھی موضوع قرار دیا ہے۔ (الضعیفہ ۴/۱۷۰ ح۱۶۷۶، المغیر للغماری ص۸)

* ایک روایت میں آیا ہے: ''أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَخَيْرُ الْأَوَّلِيْنَ وَخَيْرُ الْآخِرِيْنَ إِلاَّ أَنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ''

(المؤتلف والمختلف للدارقطنی ۲/ ۸۴۹، الکامل لابن عدی ۲/ ۱۸۰)

یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی جبرون بن واقد الافریقی متہم ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ۱/ ۳۸۷۔۳۸۸ ولسان المیزان ۲/ ۱۲۱ طبع دار الفکر)

※ ایک روایت میں آیا ہے کہ "مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ"

دیکھئے فضائل الصحابۃ لعبد اللہ بن احمد (۱/ ۳۵۲ ح ۵۰۸) مسند عبد بن حمید (ح ۲۱۲)

اس روایت کی سند میں ابو بکر یا ابو سعید البکری نامعلوم راوی ہے، لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔

ایک روایت میں ہے: "مَا بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ" (زوائد مسند الحارث ۲/ ۵۹۵ ح ۹۶۹)

اس میں "رجل" مجہول ہے اور سند بھی منقطع ہے۔

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔

قادیانیوں اور دیگر منکرینِ اسلام کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ضعیف، مردود، موضوع اور بے سند روایات پیش کرتے ہیں اور صحیح و ثابت روایات کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایسے تمام لوگوں کی سازشوں اور اکاذیب و افتراءات سے محفوظ رکھے۔ آمین

❀❀❀

مرزا غلام احمد قادیانی کے تیس (۳۰) جھوٹ

الحمد لله رب العالمين والصلٰوة والسلام علٰى خاتم النبيين ، أما بعد:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور مثیلِ مسیح ہونے کا اعلان کر کے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت واقع ہونے کا دعویٰ کیا تو مولانا محمد حسین بٹالوی نے ایک فتویٰ مرتب کر کے علماء کی خدمت میں پیش کیا۔ اس زمانے کے مشہور اہلِ حدیث اور غیر اہلِ حدیث علماء نے ۱۸۹۲ء میں مرزا غلام احمد کو کافر، دجال اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس فتوے پر مولانا سید نذیر حسین دہلوی، مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری ، مولانا محمد بشیر سہسوانی ، مولانا ابوالحسن سیالکوٹی ، مولانا شمس الحق عظیم آبادی ، مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری، مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا عبدالجبار عمر پوری، مولانا محمد ابراہیم آروی، مولانا احمد حسن دہلوی، مولانا امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالحق غزنوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی وغیرہم جلیل القدر اہلِ حدیث علماء کے دستخط ہیں۔ رحمہم اللہ اجمعین

یہ سب سے پہلا فتویٰ تھا جس میں مرزا اور اس کے پیروکاروں کو کافر اور دینِ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ اس فتوے کی تفصیلات مولانا محمد حسین بٹالوی کے مرتب کردہ ''پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ: مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار دائرۂ اسلام سے خارج ہیں'' اور ''تحریکِ ختمِ نبوت'' (مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور) وغیرہما میں درج ہیں۔ اس فتوے پر سب سے پہلے سید نذیر حسین محدث دہلوی کے دستخط اور مہر ہے۔

رحمہم اللہ اجمعین

مرزا غلام احمد بذاتِ خود لکھتا ہے:

''غرض بانیٔ استفتاء بطالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کے حق اُستادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔''

(دافع الوساوس/ آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۳۱، روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۱)

مرزا لکھتا ہے:

''اور یاد کرو وہ زمانہ جبکہ ایک ایسا شخص تجھ سے مکر کریگا جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائیگا (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کے لئے فتویٰ دے''

(نزول المسیح ص ۱۵۴ دوسرا نسخہ ص ۱۵۲، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۳۰)

مرزا لکھتا ہے:

''اور مولوی محمد حسین جو بارہ برس کے بعد اول المکفرین بنے بانی تکفیر کے وہی تھے اور اس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی تھے۔''

(تحفۂ گولڑویہ ص ۱۲۹، دوسرا نسخہ ص ۵۷، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۵ حاشیہ تذکرہ طبع دوم ص ۹۱ تحت رقم ۱۱۳)

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے بارے میں مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

''پینتیسویں پیشگوئی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنہ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام مکفروں کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہیں۔ اُسکی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے رجوع کریگا اور پھر خدا اُسکی آنکھیں کھولے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ''

(سراج منیر ص ۷۸، روحانی خزائن ج ۱۲ص ۸۰)

معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کے اپنے اعتراف کے مطابق، سب سے پہلے اس کی تکفیر کرنے والے مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی تھے۔ رہا مرزا کا یہ شیطانی الہام کہ بٹالوی صاحب تکفیر سے رجوع کر لیں گے، بالکل جھوٹا اور باطل ثابت ہوا۔ مولانا بٹالوی صاحب اپنی وفات تک دینِ اسلام پر ثابت قدم رہے اور مرزا و ذریتِ مرزا کو کافر و مرتد سمجھتے رہے اور اسی طرف قول و فعل سے دعوت دیتے رہے۔

ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری دیوبندی تقلیدی نے مولانا بٹالوی اور منشی الٰہی بخش کے بارے میں لکھا ہے:

''ان دونوں حضرات نے نہ صرف قبول مرزائیت سے اعراض کیا بلکہ مرزائیت کا بپتسمہ لینے کی بجائے الٹا اخیر وقت تک مرزائیت کے جسم پر چرکے لگاتے اور الہامی صاحب کے سینہ پر مُونگ دَلتے رہے۔ تردیدِ مرزائیت مولانا بٹالوی کا تو دن رات کا مشغلہ تھا لیکن منشی الٰہی بخش بھی قادیان شکنی میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔'' (رئیس قادیان ج ۲ص ۱۴۳)

یعنی دیوبندیوں کے نزدیک مولانا بٹالوی رحمہ اللہ مرزائیت و قادیانیت کے سخت مخالف اور قادیان شکنی میں پیش پیش تھے۔

اس تمہید کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے بے شمار جھوٹوں میں سے تیس (۳۰) جھوٹ باحوالہ پیش خدمت ہیں:

جھوٹ نمبر ۱: مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

''ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو ۱۰۰ برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۲۷، دوسرا نسخہ ص ۲۵۲، روحانی خزائن ج ۳ص ۲۲۷)

تبصرہ: ایسی کوئی حدیث جس میں آیا ہو کہ آج کی تاریخ سے سو (۱۰۰) برس تک تمام بنی

آدم پر قیامت آ جائے گی، حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے لہٰذا مرزا نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ((لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ .)) ''سو سال نہیں آئیں گے اور زمین پر آج کے دن جتنے متنفس موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔'' (صحیح مسلم: ۲۵۳۹ واللفظ لہ، المعجم الصغیر للطبرانی ج ۱ ص ۳۱ دوسرا نسخہ ص ۱۵)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو اس دن تک جتنے انسان (اور جاندار) پیدا ہو چکے تھے ان میں سے کوئی متنفس بھی سو سال کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ دیکھئے مسند احمد (ج ۱ ص ۹۳ ح ۷۱۴ وسندہ حسن) وغیرہ.

یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ سوال تو قیامت کا تھا؟ عرض ہے کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات دوسری احادیث میں بیان فرما دی ہے، لہٰذا آپ نے پوچھنے والوں کو ان کی اپنی وفات کا آخری وقت بتا دیا۔

جھوٹ نمبر ۲: مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

''اور اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر ۲ ص ۲۹، دوسرا نسخہ ص ۲۳، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۱)

تبصرہ: اولیاء کے صیغۂ جمع کو چھوڑیئے، کسی ایک سچے ولی اللہ سے بھی یہ دعویٰ ثابت نہیں ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور پنجاب میں ہوگا۔ نیز دیکھئے مرزا کا جھوٹ نمبر ۶ مع تبصرہ

تنبیہ (۱): قولِ راجح میں نبی اور رسول کے سوا کسی کو بھی کشف یا الہام قطعاً نہیں ہوتا جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں اشارہ ہے:

((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)) ''یقیناً تم سے قبل سابقہ امتوں میں ایسے لوگ

ہوتے تھے، جنھیں الہام ہوتا تھا اور اگر میری اس امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب (ہوتے)۔'' (صحیح بخاری: ۳۴۶۹ کتاب احادیث الانبیاء باب بعد باب حدیث الغار)

اس حدیث میں ''إن کان'' کے لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ امت میں کسی کو بھی کشف والہام نہیں ہوتا۔ رہا صحیح العقیدہ مسلمانوں کے رویائے صالحہ کا مسئلہ تو ان کا وقوع ممکن ہے۔ لوگوں کے بعض اندازوں اور قیاسات کو کشف والہام کا نام دینا غلط اور باطل ہے۔

تنبیہ (۲): آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے آجانے کے بعد اب قیامت تک نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم اور منقطع ہوگیا ہے۔ اب نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ)) ''بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔'' (سنن الترمذی: ۲۲۷۲، وقال: ''صحیح غریب'' وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۳۹۱/۴ ووافقہ الذہبی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ.))

''اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔'' (کتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۳۹۱ وسندہ صحیح، کتاب الشریعۃ للآجری ص ۳۷۶ ح ۸۸۲ وسندہ صحیح، عمرو بن عبداللہ الحضرمی الحمصی ثقۃ وثقہ العجلی المعتدل وابن حبان)

نبی کریم ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے، قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ مِنَ السَّمَاءِ.))

''پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ آسمان سے نازل ہوں گے۔''

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۱۴۲/۴ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر ۳: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس

پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادۃ القرآن علیٰ نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان ص ۴۱، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

تبصرہ: اس قسم کی کوئی حدیث صحیح بخاری میں موجود نہیں ہے۔ یاد رہے کہ نماز پڑھنے اور دوسرے امور میں نبی کو سہو ہو سکتا ہے تا کہ لوگوں کو سہو کا طریقہ معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بشر مخلوق ہیں، معبود نہیں ہیں، لیکن روایت بیان کرنے یا حوالہ دینے میں نبی کو قطعاً سہو نہیں ہوتا اور نہ غلطی لگتی ہے۔ نبی غلط حوالہ دیتا ہی نہیں، لہٰذا مرزائیوں قادیانیوں کا نماز میں سہو کی روایات سے استدلال کرنا مردود ہے۔

تنبیہ: اس مفہوم کی ایک روایت سنن ابن ماجہ (۴۰۸۴) والمستدرک للحاکم (۴/۴۶۳، ۴۶۴ ح ۸۴۳۲، ۴/۵۰۲ ح ۸۵۳۱) اور دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/۵۱۵) میں مروی ہے لیکن اس کی سند سفیان ثوری (مدلس) کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، لہٰذا اس روایت کو صحیح قرار دینا غلط ہے۔

جھوٹ نمبر ۴: مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

"دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کے نزدیک یہی معنے ہیں مگر صاحبِ تفسیر لکھتا ہے کہ "ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔" اور میں کہتا ہوں......"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴۱۰، دوسرا نسخہ ص ۲۳۴، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

تبصرہ: سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کے بارے میں تفسیر ثنائی یا تفسیر مظہری از ثناء اللہ پانی پتی میں اس قسم کی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ روایتِ حدیث میں اعلیٰ درجے کے ثقہ، فہمِ قرآن کے زبردست ماہر اور درایت میں عظیم الشان مرتبہ رکھتے تھے۔

جھوٹ نمبر ۵: مرزا نے لکھا ہے:

''اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہوتو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔'' (مجموعۂ اشتہارات جلد دوم ص۲۱۳ نمبر ۲۸۹)

تبصرہ: ایسی کوئی حدیث کتبِ احادیث میں قطعاً موجود نہیں ہے کہ وبا نازل ہوتو اس شہر کے لوگ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ بلکہ اس کے سراسر برعکس صحیح بخاری (۵۷۲۸) وصحیح مسلم (۲۲۱۸) کی حدیث میں آیا ہے کہ ''اگر تم کسی زمین میں طاعون کے بارے میں سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تمھارے علاقے میں طاعون آجائے تو اپنے علاقے سے باہر نہ نکلو۔''

جھوٹ نمبر ۶: غلام احمد نے لکھا ہے:

''ایسا ہی احادیثِ صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئیگا۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدّد ہوگا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۳۵۹ دوسرا نسخہ ص۱۸۸، روحانی خزائن ج۲۱ ص۳۵۹)

تبصرہ: ان الفاظ یا اس مفہوم کی ایک بھی صحیح حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے مرزا کا جھوٹ نمبر ۲ مع تبصرہ

جھوٹ نمبر ۷: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

" وقد قال رسول الله ﷺ فی آخر وصایاه التی توفی بعدها خذوا بکتاب الله واستمسکوا به و أوصی بکتاب الله وهذا الکتاب الذی هدی الله به رسولکم فخذوا به تهتدوا ، ما عندنا شیٔ الاکتاب الله فخذوا بکتاب الله ، حسبکم القرآن ، ما کان من شرط لیس فی کتاب الله فهو باطل ، قضاء الله أحق ، حسبنا کتاب الله ، انظروا صحیح البخاری و مسلم فان هذه الاحادیث کلها موجودة فیهما ۔" (حمامۃ البشریٰ ص۵۵، روحانی خزائن ج۷ ص۲۵۲، ۲۵۳)

تبصرہ: أَقُوْلُ: لَا تُوجَدُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَلَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ فَالْمِيْرزَا غُلَامُ أَحْمَد قَادِيَانِيٌّ كَذَبَ عَلَيْهِمَا .

مرزا نے درج بالا عربی عبارتیں لکھ کر کہا کہ یہ تمام حدیثیں صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہیں حالانکہ یہ ساری حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں اور نہ کسی صحیح حدیث میں ان کا وجود ملتا ہے۔ پس مرزا نے رسول اللہ ﷺ، صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۸: غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیتِ کریمہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ پوری ہوئی...''

(نزول المسیح ضمیمہ ص۴ دوسرا نسخہ ص۲، روحانی خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

تبصرہ: مرزا کی پیدائش سے لے کر موت (۱۹۰۸ء) تک اُونٹ بیکار نہیں ہوئے اور مرزا کی موت سے لے کر آج (۲۰۰۷ء) تک اونٹ بیکار نہیں ہوئے بلکہ اونٹوں پر سواری اور بار برداری کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آرہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظّمہ میں آئیگی۔ اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائیگا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے یکدفعہ بےکار ہو جائیں گے...''

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۰۸، ۱۰۹ دوسرا نسخہ ص۴۶، روحانی خزائن ج۱۷ ص۱۹۴، ۱۹۵)

مرزا نے مزید کہا: ''اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے۔ جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ جو تیرہ سو برس سے یہ سفر

مبارک کرتے تھے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۶ دوسرا نسخہ ص ۳۴، روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۶)

تبصرہ: یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظّمہ کے درمیان ریل چلے گی، مرزا غلام احمد کا صریح جھوٹ ہے۔ اس کی زندگی اور موت سے لے کر آج (۲۰۰۷ء) تک مدینے اور مکے کے درمیان کوئی ریل نہیں چلی اور نہ کوئی پٹری موجود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: مرزا نے کہا:

''جیسا کہ آنحضرت صلعم روحانی اور ربانی علماء کے لئے یہ خوشخبری فرما گئے ہیں کہ علماء أمتی کا نبیاء بنی اسرائیل''

(ازالۂ اوہام ص ۱۳۰، دوسرا نسخہ ۲۵۸، ۲۵۹، روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۳۰، نیز دیکھئے روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۲۳)

تبصرہ: یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ بالکل بے اصل و بے سند جملہ ہے۔ دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی (۱/۴۸۰ ح ۴۶۶)

جھوٹ نمبر ۱۱: مرزا غلام احمد نے لکھا:

''واضح ہو کہ اس آیت کریمہ سے وہ حدیث مطابق ہے جو پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانه فقدمات میتة الجاهلية جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا''

(شہادۃ القرآن ص ۳۸، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۴)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث اہلِ سنت کی کسی حدیث کی کتاب میں باسند موجود نہیں ہے۔ یہ شیعوں کی بالکل بے اصل روایت ہے۔

دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۱/۳۵۴، ۳۵۵ ح ۳۵۰)

تنبیہ: شیعہ رافضیوں کی کتاب اصول کافی (ج ۱ ص ۳۷۷) میں ایک روایت شیعہ راویوں کی سند کے ساتھ امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ سے مروی ہے جو منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۲، ۱۳: مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔''

(ازالۂ اوہام ص ۲۵۳ دوسرا نسخہ ص ۴۷۳، روحانی خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

تبصرہ: یہ بالکل بے اصل اور جھوٹی بات ہے۔ یاد رہے کہ گلیل فلسطین کا ایک مقام ہے۔
مرزا غلام احمد نے دوسری جگہ لکھا ہے:

''اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلّہ خانیار میں اسکی قبر ہے۔''

(کشتیٔ نوح ص ۷۸ دوسرا نسخہ ص ۶۹، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۷۶)

تبصرہ: یہ بھی بالکل جھوٹی اور بے اصل بات ہے اور مرزا کی پہلی بات کے بھی سراسر خلاف ہے۔
سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں مشہور تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: "وَاللّٰهِ! إِنَّهُ الآن لَحيّ عِنْدَ اللّٰهِ" اللہ کی قسم! بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اب اللہ کے پاس زندہ ہیں۔ (تفسیر ابن جریر طبری ۶/۱۴ ح ۱۰۷۹۸ وسندہ صحیح)
امام حسن بصری نے آیت: ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ﴾ کی تشریح میں فرمایا: "قبل موت عيسى، إِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ إِلَيْهِ عِيْسَى، وَهُوَ بَاعِثُهُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَقَامًا يُؤْمِنُ بِهِ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ." عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے، بے شک اللہ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے پاس اٹھا لیا اور وہ انھیں قیامت سے پہلے ایسے مقام پر مبعوث (نازل) فرمائے گا کہ نیک و بد (سب) اُن پر ایمان لے آئیں گے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ۴/۱۱۱۳ ح ۶۲۵۱ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر ۱۴: مرزا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے: ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے...'' (چشمۂ معرفت دوسرا حصہ ص ۲۹۹ دوسرا نسخہ ص ۲۸۶، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹)

تبصرہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکوں کے پیدا ہونے والی بات بالکل جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۵: مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا:

''ابوجہل اس امت کا فرعون تھا، کیونکہ اس نے بھی نبی کریم کی چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعونِ مصری نے حضرت موسیٰؑ کی پرورش کی تھی۔''

(ملفوظات مرزا ج ۲ ص ۲۰۲، ۱۷/ اپریل ۱۹۰۲ء، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۲۷۲)

تبصرہ: ابوجہل لعین کا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی چند دن یا چند منٹ پرورش کرنا مرزا غلام احمد کا کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۶: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا کہ كَانَ فِی الْهِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُهٗ كَاهِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔''

(چشمۂ معرفت کا آخر ص ۱۰، ۱۱، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

تبصرہ: ایسی کوئی صحیح حدیث روئے زمین پر موجود نہیں ہے، بلکہ اس عبارت میں مرزا نے ہمارے نبی کریم ﷺ پر صریح جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے۔ عبدالرحمٰن خادم قادیانی نے لکھا ہے کہ ''یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے۔'' (پاکٹ بک ص ۵۳۳) عرض ہے کہ اصل کتاب تاریخ ہمدان سے اس روایت کی مکمل سند و متن مع حوالہ و تحقیق پیش کریں ورنہ سن لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ)) ''مجھ پر جھوٹ نہ بولو، کیونکہ بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگا۔'' (صحیح بخاری: ۱۰۶، واللفظ لہ و صحیح مسلم: ۱)

جھوٹ نمبر ۱۷: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''تاریخ کو دیکھو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔''

(پیغامِ صلح ص ۳۸، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۴۶۵)

تبصرہ: یہ دونوں باتیں مرزا کا جھوٹ ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے والد آپ کی پیدائش سے کچھ مہینے پہلے فوت ہو گئے تھے اور آپ کی والدہ آپ کی ولادت کے چھ سال بعد فوت

ہوئیں۔ دیکھئے کتبِ تاریخ وسیر.

جھوٹ نمبر۱۸: مرزانے لکھا ہے:

''اورایک اَور دلیل آپ کے ثبوت نبوت پر یہ ہے کہ تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدانے آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص۵ دوسرا نسخہ ص۶، روحانی خزائن ج۲۰ص ۲۰۷)

تبصرہ: مرزا کا یہ دعویٰ قرآنِ مجید پر صریح جھوٹ اور بہتان ہے۔

جھوٹ نمبر۱۹: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''اورایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدائے تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی۔ کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۱۳)

تبصرہ: مرزا کی پہلی شادی ۱۸۵۳ء سے پہلے اور دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ دیکھئے تاریخ احمدیت (ج۱ص ۶۱، ۲۴۳) اس کے بعد موت تک اس کی کوئی تیسری شادی نہیں ہوئی، لہٰذا اس کی یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

جھوٹ نمبر۲۰: مرزا غلام احمد نے اپنے مرید منظور محمد کے بارے میں لکھا:

''بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا۔ کہ میاں منظور محمدؐ صاحب کے گھر میں، یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دو نام ہوں گے۔

(۱) بشیرالدولہ (۲) عالَم کباب '' (تذکرہ ص۶۱۵ نمبر۱۰۶۷)

اور لکھا:

''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کیلئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمدؐ لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا

اور وہ لڑکا اس زلزلہ کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی، حاشیہ ص ۱۰۰، روحانی خزائن ج ۲۲ص ۱۰۳)

تبصرہ: اس شیطانی الہام اور شیطانی وحی کے بعد نہ تو منظور محمد کا کوئی لڑکا پیدا ہوا اور نہ اس کی بیوی محمدی بیگم نے کوئی لڑکا جنا۔ وہ لڑکا جننے کے بغیر ہی مر گئی اور مرزا اپنی اس پیشگوئی میں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

جھوٹ نمبر ۲۱: مرزا نے لکھا ہے:

''اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو آنکھیں بخشتا۔ اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے۔ جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائیگا وہ اُس کو کافر قرار دینگے اور اُس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائینگے اور اس کی سخت توہین کی جائیگی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائیگا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۷، دوسرا نسخہ ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۱۷ص ۵۳)

تبصرہ: ان الفاظ والی کوئی پیش گوئی نہ قرآنِ مجید میں موجود ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ بعض قادیانیوں نے سورۃ النور کی آیت: ﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [۵۵] پیش کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس آیت میں مرزا کی مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک کا ذکر یا اشارہ تک موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: مرزا غلام احمد نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں لکھا ہے:

''نویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۳ دوسرا نسخہ ص ۳۱، روحانی خزائن ج ۲۰ص ۳۳)

تبصرہ: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کا کوئی ثبوت قرآنِ مجید اور احادیثِ صحیحہ میں موجود نہیں، بلکہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾

''اور انھوں نے اسے (عیسیٰ کو) نہ قتل کیا اور نہ صلیب دی۔'' (النسآء:۱۵۷)

لہٰذا مرزا غلام احمد نے اپنے اس کلام میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر۲۳: مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''نسائی نے ابو ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے: یخرج فی اٰخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین ۔ یلبسون للناس جلود الضان ۔ السنھم احلی من العسل وقلو بھم قلوب الذیاب یقول اللّٰہ عزّوجلّ ابی یغترون ام علي یجترؤن .الخ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجّال نکلے گا۔ وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے۔ انکی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہونگی اور دل بھیڑیوں کے ہونگے۔ خدا کہے گا کہ کیا تم میرے حلم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے لگے۔ جلد ۷ ص ۱۷۴ کنز العمال''

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۲۵، دوسرا نسخہ ص ۳۰۷، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۱)

تبصرہ: 'دجال' کے لفظ کے ساتھ یہ حدیث نہ تو نسائی کی کتاب میں موجود ہے اور نہ کنز العمال میں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں موجود ہے۔ یہ روایت "یَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ " إلخ یعنی مذکورہ روایت میں رجال ہے نہ کہ 'دجال' اور لفظ رجال کے ساتھ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

کنز العمال (ج ۱۴ ص ۲۱۴ ح ۳۸۴۴۳ بحوالہ ترمذی) مشکوٰۃ المصابیح (۵۳۲۳ بحوالہ ترمذی) سنن الترمذی (۲۴۰۴) کتاب الزہد لابن المبارک (ص ۱۷ ح ۵۰) کتاب الزہد لہناد بن السری (ج ۲ ص ۴۳۷ ح ۸۶۰) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر (۱/۱۸۹ ح ۶۱۹، دوسرا نسخہ ۱/۲۳۲) وشرح السنۃ للبغوی (۱۴/۳۹۴ ح ۴۱۹۹)

حدیث میں " رجال " کا لفظ ہے، جبکہ مرزا نے " دجال " کا لفظ لکھا ہے اور اس کا

ترجمہ بھی دجال کیا ہے تا کہ عیسائی پادریوں کے گروہ کو دجال قرار دے۔ بعض قادیانیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ کنز العمال (ج ۷ ص ۸) مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد اور اس کتاب کے (ایک) قلمی نسخے میں ''دجال'' کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ عرض ہے کہ کنز العمال کے مشہور نسخے اور ترمذی ومشکوٰۃ وغیرہما کے متون کی دلیل سے اس سخت، ضعیف ومردود روایت میں ''دجال'' کا لفظ غلط ہے۔

تنبیہ: درج بالا حدیث بلحاظ سند سخت ضعیف ہے۔ اس کا راوی یحییٰ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب متروک ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۷۵۹۹)

جھوٹ نمبر ۲۴، ۲۵: مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''اور ہم اس مضمون کو اِس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالےٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کر دے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر....'' (روحانی خزائن ج ۹ ص ۱۲۴، ۱۲۵)

تبصرہ: مرزا نے عبد اللہ آتھم عیسائی کی ہلاکت کے لئے جو مدت مقرر کی تھی، وہ اس میں ہلاک نہ ہوا اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں (بڑی لڑکی) محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی بلکہ مرزا کی موت کے وقت اور اس کے بعد محمدی بیگم اپنی موت تک سلطان محمد کے نکاح میں رہی لہٰذا مرزا کی یہ دونوں پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔

جھوٹ نمبر ۲۶: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

''ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، روحانی خزائن ج ۱۱ص ۲۸۹)

تبصرہ: یہ سب مرزا کا جھوٹ اور افتراء ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان تمام الزامات سے بری ہیں۔ مرزا کا یہ کہنا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی'' کائنات کا غلیظ ترین جھوٹ اور صریح کفر ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷: مرزا نے لکھا:

''اول تم میں سے مولوی اسمٰعیل علیگڈھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔ سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مرگیا۔ اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔''

(نزول المسیح ص ۳۳ دوسرا نسخہ ص ۳۱، روحانی خزائن ج ۱۸ص ۴۰۹)

تبصرہ: مولانا محمد اسماعیل علیگڑھی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ تو یہ بات کہی اور نہ اپنی کسی کتاب میں لکھی لہٰذا مرزا غلام احمد نے ان پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا غلام احمد اس کی زندگی میں ہی ۴/ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا، مرزا لکھتا ہے:

''تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اُس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اُس کو ہلاک کرے گا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔'' (چشمۂ معرفت ص ۳۲۲، روحانی خزائن ج ۲۳ص ۳۳۷)

تبصرہ: مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں مرگیا اور ڈاکٹر پٹیالوی اس کے مرنے کے

گیارہ سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۱۹ء میں فوت ہوا۔ مرزا کے آخری دور کی یہ پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔

جھوٹ نمبر ۲۹: مرزا قادیانی نے لکھا:

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اِس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پُرانی عادت کی وجہ سے'' (حاشیہ کشتی نوح ص ۷۳ دوسرا نسخہ ص ۶۶، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

تبصرہ: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا شراب پینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے لہٰذا مرزا نے ان پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: مرزا احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کے بارے میں مرزا قادیانی نے لکھا:

''اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں'' (شہادت القرآن ص ۷۹ دوسرا نسخہ ص ۵۵، ۵۶، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

تبصرہ: مرزا کی مقرر کردہ میعاد میں سلطان محمد نہیں مرا بلکہ سلطان محمد کی زندگی میں مرزا مر گیا۔ سلطان محمد نے اپنی بیوی محمدی بیگم کے ساتھ اطمینان سے زندگی گزاری اور مرزا کی موت کے کافی عرصہ بعد اولاد چھوڑ کر فوت ہوا۔ وہ نہ تو مرزا سے ڈرا اور نہ قادیانیت قبول کی۔

قارئین کرام! ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے تیس (۳۰) جھوٹ اس کی اپنی کتابوں سے باحوالہ و باتبصرہ پیش کر دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ مرزا کے اور بھی بے شمار اکاذیب و افتراءات اس کی کتابوں میں موجود ہیں، مثلاً: ابوعبیدہ نظام الدین بی اے سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ نے ''برقِ آسمانی بر فرقِ قادیانی، کذبات مرزا'' حصہ اول میں مرزا کے دوسو (۲۰۰) سے زیادہ جھوٹ جمع کر دیے ہیں۔ مرزا کی جھوٹی پیشگوئیاں اور جھوٹے الہامات بے حد و حساب ہیں۔

مشہور اہلِ حدیث علماء مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری اور مولانا محمد حسین بٹالوی وغیرہم رحمہم اللہ کی تصانیف اور تحریروں میں مرزا غلام احمد کے بہت سے اکاذیب کا ذکر موجود ہے۔ فسانۂ قادیان کے مصنف مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۰ء) کی کتاب ''مرزا قادیانی کے دس جھوٹ'' انتہائی بلند پایہ اور ناقابلِ جواب ہے۔

قادیانی امت والے اپنے خودساختہ رسول کے جھوٹوں کو غلطیاں اور سہو وغیرہ کہہ کر مرزا غلام احمد کو کذاب و دجال ہونے سے نہیں بچا سکتے۔

مرزا اپنے بارے میں لکھتا ہے: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء ص ۱۵، دوسرا نسخہ ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

مرزا نے کہا: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(ملفوظاتِ مرزا ج ۵ ص ۴۴۷ تحت ۳ فروری ۱۹۰۸ء)

مرزا کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ ''ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے۔ اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔'' (دیکھئے تذکرہ ص ۴۰۷ رقم ۵۲۵ و اربعین نمبر ۳)

مرزا نے اپنے بارے میں لکھا:

''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔''

(دافع الوساوس ص ۹۳، روحانی خزائن ج ۵ ص ۹۳)

لہٰذا مرزا غلام قادیانی کے صریح جھوٹوں کو قادیانی فرقے والے خطا یا وہم یا سہو کہہ کر بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔

تنبیہ: راقم الحروف نے اس مضمون میں تمام حوالے مرزا غلام احمد اور اس کے 'امتیوں' کی اپنی کتابوں سے پیش کئے ہیں۔ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی غلطی کے علاوہ ایک حوالہ بھی غلط ثابت ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اندھیرے اور مشعل راہ*

اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ دنیا کی یہ عارضی زندگی ختم ہونے والی ہے اور ایک دن اللہ رب العزت کے دربار میں پیشی ہے، پھر ایک فریق جنت میں اور دوسرا جہنم میں جائے گا۔ جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اقرار، تصدیق بالقلب، اور عمل بالجوارح (زبان، اعضاء، ہاتھ اور پاؤں کے ساتھ) کیا تو ان کے لئے ذوفضل کبیر اور ذو رحمۃ واسعۃ خالق کائنات نے وہ اعلیٰ وارفع جنت پیدا کر رکھی ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا تصور ہی آیا ہے، اس جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرا فریق جو کہ حزب الشیطان کے نام سے موسوم ہے ایسی جہنم میں پھینکا جائے گا جس کی ہولناکی، ہیبت ناکی، اور شدید عذاب کا تصور بھی لرزہ خیز ہے، اس جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا)

فریق اول کی زندگی کا آئین دستور، قانون، نظام حیات، غرض یہ کہ سب کچھ صرف اور صرف قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ ①

جو بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو اس کا انکار صریح گمراہی اور زندقہ ہے، اہل السنۃ (اہل الحدیث) کے متفق علیہ امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

(*) یہ مضمون راقم الحروف کی کتاب ''القول الصحیح فیما تواتر في نزول المسیح'' کا مقدمہ ہے جسے متصل بعد درج کر دیا گیا ہے۔

① اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اجماع: حجت اور اجتہاد جائز نہیں، جب ان کا ثبوت قرآن و حدیث میں ہے تو قرآن و حدیث کے ماننے میں اجماع واجتہاد کا ماننا خود بخود آ گیا۔ نیز دیکھئے حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۷ھ) کی کتاب ''ابراء اہل الحدیث والقرآن'' ص ۳۲

" مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ) فَهُوَ عَلٰى شَفَاهَلَكَةٍ "
جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کردی وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۸۲ وسندہ حسن)

اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ حیاتِ مسیح اور نزول مسیح کا عقیدہ قرآن مجید، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، لہٰذا اس کا انکار صریح گمراہی، زندقہ اور کفر ہے۔
اب ان چند اصولوں کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جن کا تعلق " القول الصحیح فیما تواتر في نزول المسیح " کے ساتھ بھی ہے اور ہر مسلم کی عام زندگی کے ساتھ بھی، اللہ تبارک وتعالیٰ حق بیان کرنے، لکھنے، پڑھنے، سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چند اہم اصول

(۱) قرآن اور حدیثِ صحیح دونوں حجت ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''تمھاری طرف تمھارے رب کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو۔'' (الاعراف: ۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ ''اور تمھیں رسول جو (حکم) دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔'' (الحشر: ۷)

قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی تفسیر، تشریح، تبیین، تخصیص اور تقیید وغیرہ کرتے ہیں، لہٰذا بیک وقت دونوں پر عمل کرنا ہر مسلم کا فرض ہے۔

(۲) لغت میں اجماع: اتفاق کو کہتے ہیں، دیکھئے القاموس المحیط (ص ۹۱۷) یعنی: امتِ مسلمہ کے تمام افراد کا کسی بات پر صراحتاً یا بالسکوت اتفاق کر لینا جب کہ ایک بھی ثقہ شخص کا مخالف ہونا معلوم نہ ہو اجماع کہلاتا ہے اور اجماع شرعی حجت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾
''جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنین کی راہ کو چھوڑ کر دوسروں کے راستے پر چلے (تو) ہم اسے اسی طرف پھیرتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ (اس کے لئے) برا ٹھکانا ہے۔'' (النسآء:۱۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ))

''اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (اجماع) پر ہے۔'' (المستدرک للحاکم ج ا ص ۱۱۶ وسندہ صحیح)

اس کی سند صحیح ہے، اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی مختصراً روایت کیا ہے۔

(سنن الترمذی ۱/۳۹ ح ۲۱۶۶)

اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں۔ (دیکھئے الدر المنثور ج ۲ ص ۲۲۲)

(۳) جس حدیث کو لفظاً یا معناً اتنے لوگ (مثلاً دس ثقہ وصدوق راوی) بیان کریں جن کا کذب یا خطاء پر جمع ہونا عقلاً محال ہو اسے متواتر کہا جاتا ہے۔

نخبۃ الفکر کی شرح میں ہے کہ ''وَالْمَتْوَاتِرُ لَا يُبْحَثُ عَنْ رِجَالِهٖ بَلْ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ مِنْ غَيْرِ بَحْثٍ '' اور متواتر کے راویوں کے بارے میں تحقیق نہیں کی جاتی بلکہ اس پر راویوں کی جانچ پڑتال کے بغیر (بھی) عمل واجب ہے۔ (ص ۱۲ طبع بیروت)

متواتر احادیث پر بہت سی کتابیں ہیں مثلاً: جلال الدین السیوطی کی ''الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة'' وغیرہ

ائمۂ محدثین وفقہاء کی تصریحات سے بھی احادیث کا متواتر یا غیر متواتر ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ نزول مسیح کی احادیث کو متعدد ائمہ نے متواتر کہا ہے (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) متواتر اور خبرِ واحد دونوں حجت ہیں۔

(۴) صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) کی تمام مسند، متصل، مرفوع احادیث کو تلقی بالقبول

حاصل ہے، بلکہ متعدد مستند علماء نے صحیحین کی صحت، تلقی بالقبول یا قطعیت پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے، مثلاً:

① ابواسحاق الاسفرائنی (متوفی ۴۱۸ھ) ② ابن القیسرانی (متوفی ۵۰۷ھ)

③ ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) ④ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)

۵: ابن کثیر (۷۷۴ھ) رحمہم اللہ

تفصیل کے لئے دیکھئے حافظ ثناء اللہ زاہدی صاحب کی کتاب "**أحادیث الصحیحین بین الظن و الیقین**".

شاہ ولی اللہ الدہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" أَمَّـا الصَّحِيْحَان فَقَدِ اتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى أَنَّ جَمِيْعَ مَا فِيْهَا مِنَ الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوْعِ صَحِيْحٌ بِالْقَطْعِ وَأَنَّهُمَا مُتَوَاتِرَان إِلَى مُصَنِّفِيْهِمَا وَأَنَّهٗ كُلّ مَنَ يُهَوِّنُ أَمْرَهُمَا مُبْتَدِعٌ ، مُتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ "

(حجۃ اللہ البالغۃ عربی ص ۱۳۴ ج ۱)

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔" (حجۃ اللہ البالغۃ اردو ص ۲۴۲، مترجم: عبدالحق حقانی)

(۵) امام بخاری کے شاگرد رشید امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: "وَوَضَعَهُ فِيْ كِتَابِهِ الْجَامِعِ" (سنن الترمذی ۱/۱۱ ح ۱۷)

یعنی اس حدیث کو انھوں (امام بخاری) نے اپنی الجامع (الصحیح) میں درج کیا ہے۔

امام نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) جو کہ امام بخاری کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

(تہذیب ج ۹ ص ۴۷، ۴۸)

بلکہ ایک روایت میں شاگرد ہیں۔ (سنن النسائی ۱/۲۹۸ ح ۲۰۹۸، التعلیقات السّلفیہ ج ۱ ص ۲۴۱)

امام نسائی فرماتے ہیں:

"وَ مَعَ هَـذَا فَـمَـا فِيْ هَذِهِ الْكُتُبِ كُلِّهَا أَجْوَدُ مِنْ كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْـمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِّ" اوراس کے باوجودان کتابوں میں امام بخاری کی کتاب سے زیادہ بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔ (تاریخ بغداد ج۲ص۹وسندہ صحیح)

امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی بعض روایات سے اختلاف کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی ہے "الإلـزامـات والتتبـع" معلوم ہوا کہ اسماء الرجال کے اس جلیل القدر امام کے دور میں صحیح بخاری وصحیح مسلم مشہور ومعروف ہو چکی تھیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں، لیکن یہ مختصر مضمون اس کا متحامل نہیں ہے۔ غرضیکہ ان دونوں کتابوں کی تدوین ان کے مصنفین کی زندگی میں مکمل ہو چکی تھی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی گواہی کے مطابق یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، لہٰذا ان کی تدوین اور عدمِ الحاق میں قطعاً شک وشبہ نہیں ہے۔

(٦) کسی حدیث کا صحیحین میں موجود نہ ہونا اس کے ضعیف ہونے کی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ" میں نے ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے اُسے یہاں نقل نہیں کیا، بلکہ میں نے یہاں صرف وہی احادیث درج کی ہیں جن پر اجماع ہے۔

(صحیح مسلم ج۱ص۱۷۴ح۶۳/۴۰۴)

(۷) جس طرح جوہر کے بارے میں جوہری، طب کے بارے میں طبیب، انجن کے بارے میں انجینئر وغیرہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے اسی طرح حدیث کے بارے میں اہل الحدیث (محدثین) کی بات ہی حجت ہے، فن میں فن والے کی بات ہی مانی جاسکتی ہے دوسرے کی نہیں، لہٰذا جسے محدثین صحیح یا غیر صحیح کہہ دیں اس کے خلاف کتنے ہی غیر محدثین لکھیں یا کہیں لیکن صرف محدثین کی بات ہی تسلیم کی جائے گی۔

حافظ الشام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَإِذَا اجْتَمَعَ أَهْلُ الْحَدِيثِ عَلَى تَصْحِيحِ حَدِيثٍ لَمْ يَكُنْ إِلَّا صِدْقًا" جب محدثین کا کسی حدیث کی تصحیح پر اجماع ہو تو وہ یقیناً سچ ہی ہوتی ہے۔ (مجموع فتاویٰ ج ا ص ۹، ۱۰)

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَاتِّفَاقُ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَلَى شَيْءٍ يَكُونُ حُجَّةً."

اور اہل حدیث (محدثین) کا کسی چیز پر اتفاق کر لینا حجت ہوتا ہے۔

(کتاب المراسیل ص ۱۹۲ فقرہ: ۷۰۳)

صحابہ رضی اللہ عنہم جو کہ سب سے پہلے محدثین (اہل الحدیث) ہیں، انھیں مخاطب کر کے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ))

''اس (میت) کی تم نے تعریف کی تو اس پر جنت واجب ہوگئی اور اس (دوسری میت) کی تم نے برائی بیان کی تو اس پر آگ واجب ہوگئی، تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔'' (صحیح البخاری ۱/۱۸۳ ح ۱۳۶۷، واللفظ لہ، صحیح مسلم ۱/۳۰۸ ح ۶۰/۹۴۹)

(۸) حدیث کے صحیح ہونے کے لئے صرف پانچ شرطیں ہیں:

① اتصال سند ② عدالت راوی ③ ضبط راوی

④ عدم شذوذ ⑤ علتِ قادحہ کے ساتھ معلل نہ ہو

ان شروط والی حدیث کے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۷، ۸)

(۹) راویوں کی عدالت اور ضبط کا علم محدثین کی گواہیوں سے ہوتا ہے جس راوی کے ثقہ ہونے یا ضعیف ہونے پر اجماع ہو تو بسر و چشم قبول ہے، اور جس پر اختلاف ہو، اور تطبیق و توفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ جمہور ثقہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے اور ایسے راوی کی روایت کو حسن لذاتہ کہا جاتا ہے جو کہ صحیح کی طرح حجت ہے۔

عبدالوہاب بن علی السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) نے (غالباً اپنے زمانے کے لوگوں کا)
اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ جب جارحین زیادہ ہوں تو جرح مقدم ہوگی۔

"وَهٰذَا كَمَا أَنَّ عَدَدَ الْجَارِحِ إِذَا كَانَ أَكْثَرُ قُدِّمَ الْجَرْحُ إِجْمَاعًا"

اور یہ اس طرح ہے کہ اگر جارحین کی تعداد زیادہ ہو تو بالاجماع جرح مقدم ہوگی۔

(قاعدۃ فی الجرح والتعدیل ص۵۰ طبع بیروت)

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''جب کسی راوی میں توثیق اور تضعیف جمع ہو جائیں تو محدثین کے نزدیک اکثر کے قول کا اعتبار ہے [1] فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب کسی راوی میں جرح وتعدیل جمع ہو جائیں تو جرح مبہم کے مقابلہ میں تعدیل کو ترجیح ہوگی اگرچہ جارحین کا عدد معدلین کے عدد سے زیادہ ہو اور احتیاط بھی قبول ہی کرنے میں ہے.........'' (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۹ طبع قدیم بحث ''واقدی'')

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوۂ احد کے موقع پر جمہور صحابہ کے مشورہ کو تسلیم کرتے ہوئے کفار کی طرف خروج کیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۲۹ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹، نیز دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ''الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریۃ'' ص ۷، ۸ طبع اول)

(۱۰) روایتِ حدیث میں اصل بات راوی کی عدالت اور ضبط ہے، اس کا بدعتی مثلاً مرجئ، شیعی، قدری وغیرہ ہونا چنداں مضر نہیں ہے، اور جس راوی کی عدالت ثابت ہو جائے اس کی روایت مقبول ہے، اگرچہ اس کی بدعت کو اس سے بظاہر تقویت ہی پہنچتی ہو۔

ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی المبتدع الثقہ کا یہ اصول کہ بدعتی کی روایت اگر اس کی بدعت کی تقویت میں ہو تو نا قابل قبول ہے، صحیح نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل ج ۱ ص ۴۲ تا ۵۲)

---

[1] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حدیث کو فقہ کہا ہے (ترمذی: ۲۶۵۶ وقال: ''حدیث حسن'' وابوداود: ۳۶۶۰)
لہٰذا محدثین ہی دراصل فقہاء ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ جس کی بدعت مکفرہ ہو اس کی عدالت ہی ساقط ہے، کیونکہ عدالت کے لئے اسلام شرطِ اولین ہے۔ مگر بدعت غیر مکفرہ کو خواہ مخواہ کفر وشرک قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو عام صحابہ رضی اللہ عنہم پر تقدیم دینا تشیع ہے اور جو انھیں امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما پر (خلافت میں) تقدیم دیتا ہے وہ رافضی ہے۔

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ص ۴۵۹)

لہٰذا تفضیلی شیعہ کو رافضیوں اور اثنا عشریوں کے ساتھ ایک برابر قرار دینا انتہائی ظلم ہے۔ تفصیل کے لئے میزان الاعتدال (ج ۱ ص ۵، ۶) وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن تغلب کے ترجمہ میں کیا خوب لکھا ہے کہ "فَلَنَا صِدْقُهُ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ" ہم اس کی سچی روایات لے لیتے ہیں اور اس کی بدعت اس پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

(میزان الاعتدال ص ۵ ج ۱)

سرفراز صفدر صاحب دیوبندی لکھتے ہیں: "اور اصولِ حدیث کی رو سے ثقہ راوی کا خارجی یا جہمی معتزلی یا مرجئی وغیرہ ہونا اس کی ثقاہت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔"

(احسن الکلام ج ۱ ص ۳۰ طبع دوم)

یاد رہے کہ بہت سے راویوں پر قدری، شیعی وغیرہ کا الزام ہوتا ہے، لیکن تحقیق سے باطل ثابت ہوتا ہے۔ امام مکحول الشامی پر ابن خراش (رافضی) وغیرہ نے قدری ہونے کا الزام لگایا ہے، جبکہ امام اوزاعی فرماتے ہیں: "فَكَشَفْنَا عَنْ ذَلِكَ فَإِذَاهُوَ بَاطِلٌ" پس ہم نے اس الزام کی تحقیق کی تو یہ باطل ثابت ہوا۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۹۱، تاریخ دمشق ۶۳/ ۱۶۴)

تنبیہ: اس قول کی سند میں ابوالحسن محمد بن علی بن احمد بن ابراہیم السیرافی، ابوعبداللہ احمد بن اسحاق بن حران النہاوندی اور ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری تینوں نامعلوم التوثیق یعنی مجہول الحال ہیں، لہٰذا یہ قول امام اوزاعی سے ثابت نہیں ہے۔

ابراہیم بن ابی عبلہ (ثقہ) فرماتے ہیں کہ رجاء بن حیوہ (ثقہ تابعی) نے مکحول سے کہا:

مجھے پتا چلا ہے کہ تم تقدیر کے بارے میں کلام کرتے ہو؟ تو مکحول نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کہتا اور نہ میرا یہ قول ہے۔ الخ (کتاب العلل و معرفۃ الرجال للامام احمد ۳/ ۲۸۰، ۲۸۱ فقرہ: ۵۲۴۷ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ امام مکحول رحمۃ اللہ علیہ قدری نہیں تھے۔ ①

اگر ایک شخص کا یہ خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں تو اسے خواہ مخواہ رافضی اثنا عشری، جعفری، منکر قرآن یا کافر قرار دینا کس عدالت کا فیصلہ ہے؟

عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی پر تشیع کا الزام ہے۔ (کتاب الثقات للعجلی: ۱۰۰۰، التقریب: ۴۰۶۴)

حالانکہ آپ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/ ۱۳۱، ۱۳۲ وسندہ صحیح)

امام عبدالرزاق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وَبِهِ نَأْخُذُ." (مصنف عبدالرزاق: ۵۵۳۴، نیز دیکھئے سنن ابی داود: ۱۱۲۹)

کیا پھر بھی انھیں رافضی ہی سمجھا جائے گا؟ ②

چند فقہی اصطلاحات کا تعارف

۱۔ ہر خاص دلیل ہر عام دلیل پر مقدم ہوتی ہے، بشرطیکہ (دونوں دلیلیں باسند صحیح یا حسن ثابت ہوں) مثلاً: قرآن مجید میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾

"تم پر مردار حرام ہے۔" (المائدہ: ۳)

جبکہ صحیح حدیث میں ہے کہ ((وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ)) "اور سمندر کا مردار حلال ہے۔"

(موطأ امام مالک: ۱/ ۲۲ ح ۴۰، جامع الترمذی ۱/ ۲۱ ح ۶۹ امام ترمذی نے کہا: "هٰذا حديث حسن صحيح")

اسے درج ذیل محدثین نے بھی بلحاظ سند صحیح قرار دیا ہے:

---

① امام عبدالرزاق کی توثیق اور ان پر اعتراضات کے جوابات کے لیے دیکھئے مقالات (۱/ ۴۰۴)

② امام مکحول کی توثیق اور اعتراضات کے جوابات کے لیے دیکھئے مقالات (۴/ ۳۵۱)

① ابن خزیمہ ② ابن حبان ③ بخاری

④ ابن المنذر ⑤ البغوی رحمۃ اللہ علیہم (دیکھئے التلخیص الحبیر ج ا ص ۹، ۱۰)

ابن الحاجب النحوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تَخْصِيْصُ الْعَامِ جَائِزٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ" عام کی تخصیص کرنا اکثر (علماء) کے نزدیک جائز ہے۔

(منتہی الوصول والأمل فی علمی الاصول والجدل ص ۱۱۹)

بلکہ علامہ غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: "لَا نَعْرِفُ خِلَافًا بَيْنَ الْقَائِلِينَ بِالْعُمُومِ فِي جَوَازِ تَخْصِيصِهِ بِالدَّلِيلِ" ہمیں عموم کے دعویداروں کے درمیان اس بات پر اختلاف معلوم نہیں کہ اس کی تخصیص دلیل کے ساتھ جائز ہے۔ (المستصفی من علم الاصول ج ۲ ص ۹۸)

علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) لکھتے ہیں: "إِنَّ التَّخْصِيْصَ لِلْعُمُوْمَاتِ جَائِزٌ ......" کہ عمومات کی تخصیص جائز ہے۔ (ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول ص ۱۴۳)

۲۔ قرآنِ مجید اور احادیث کے عموم کی تخصیص قرآنِ مجید اور احادیث صحیحہ کے ساتھ نہ صرف جائز بلکہ بالکل صحیح اور حق ہے۔

علی بن محمد الآمدی (متوفی ۶۳۱ھ) لکھتے ہیں:

"يَجُوزُ تَخْصِيصُ عُمُومِ الْقُرْآنِ بِالسُّنَّةِ" اور قرآن کے عموم کی تخصیص سنت کے ساتھ جائز ہے۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲ ص ۳۴۷)

بلکہ مزید لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا إِذَا كَانَتِ السُّنَّةُ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ، فَمَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ جَوَازُهُ" اگر عموم قرآن کی تخصیص کرنے والی سنت خبر واحد ہو تو ائمہ اربعہ (مالک، ابوحنیفہ، شافعی، اور احمد رحمہم اللہ) کا مذہب (تحقیق) یہ ہے کہ جائز ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

۳۔ اگر کسی دلیل (مثلاً: الف) میں کسی بات کا ذکر نہیں ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس بات کا وجود ہی نہیں ہے، بشرطیکہ دوسری دلیل (مثلاً: ب) میں اس کا ذکر ہو۔

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

"وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدْمِ ذِكْرِ الشَّيْءِ عَدْمُ وُقُوْعِهِ" کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا واقع نہ ہونا لازم نہیں ہے۔ (الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ج ۱ص ۲۲۵ باب الاستقاء)

۴۔ ثقہ راویوں کی گواہی (روایت) ماننا عین قرآن مجید پر عمل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾

''وہ گواہ جن کی گواہی تمھارے درمیان مقبول ہو۔'' (البقرۃ:۲۸۲)

قاتل کو سزائے موت، چور کا دایاں ہاتھ کلائی سے کاٹنا، شادی شدہ زانی کو سنگسار، اور غیر شادی شدہ کو کوڑے اور جلا وطنی وغیرہ امور بھی گواہوں کی گواہی پر ہی معرضِ عمل میں آتے ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں پر جو کہ ثقہ و عادل اشخاص کی گواہیوں (روایات) پر عمل کرتے ہیں ''روایت پرستی'' کا گھناؤنا الزام لگانا انتہائی غلط اور باطل ہے۔

۵۔ ہر منطوق ہر مفہوم پر اور ہر مفصل وصریح وواضح ہر مبہم پر ہمیشہ مقدم ہوتا ہے۔

امام الائمہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِي عَلَى الْمُبْهَمِ" اور مفسر مبہم پر فیصلہ کن ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری ۱/۲۰۱ ح ۱۴۸۳، نیز دیکھئے فتح الباری ۱۰/۲۸۳)

کذابین کا تذکرہ

ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو سخت جھوٹے، فریب کار، فراڈی، سرکش اور اللہ و رسول کے دشمن ہوتے ہیں، مثلاً: محمد بن سعید المصلوب الشامی، وہب بن وہب القاضی، احمد بن الصلت الحمانی وغیرہم، چودھویں پندرھویں صدی میں بھی بہت سے جھوٹے اور فراڈیے برسرِ عمل رہے ہیں، مثلاً: غلام احمد قادیانی، پرویز، ابوالخیر اسدی، حبیب الرحمٰن کاندھلوی، کوثری، ڈاکٹر مسعود عثمانی وغیرہم۔

انھیں کذابین و محرفین میں ایک نام ''تمنا عمادی'' کا ہے۔ اس وقت اس شخص کی تحریر کردہ ایک کتاب ''انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں'' میرے سامنے ہے، اس کے نزدیک احادیث صحیحہ کا وجود ''منافقینِ عجم'' کی متفقہ سازش کا نتیجہ ہے اور اصل حجت قرآن

پاک (کا وہ مفہوم ہے جو تمنا عمادی نے سمجھا) ہے! تمنا لکھتا ہے کہ ''اس تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی حدیث بھی جو موجودہ کتب احادیث میں ہے چاہے وہ صحاح ستہ ہی نہیں بلکہ ساری کتبِ احادیث کی متفق علیہ ہی کیوں نہ ہو، اس وقت تک صحیح نہیں کہی جا سکتی جب تک درایت قرآنیہ اس کی صحت پر مہرِ تصدیق ثبت نہ کر دے مگر پھر بھی...... '' (انتظار مہدی مسیح ص ۱۸۶)

یہاں درایت قرآنیہ سے مراد تمنا عمادی اور اس کی کمپنی کے لوگوں کی خود ساختہ درایت ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ ''اول تو کوئی ضروری نہیں ہے کہ جن لوگوں کو محدثین ثقہ سمجھ لیں یا لکھ دیں وہ واقعی ثقہ ہوں بھی.... '' (انتظار ص ۱۱۰)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کو تمنا اینڈ کمپنی غیر ثقہ، کذاب اور عجمی سازش والا کہہ دے تو اسے تسلیم کرنا ضروری ہے۔!!

تمنا عمادی نے اس کتاب میں بیشمار مقامات پر کذب بیانی سے کام لیا ہے مثلاً:

۱: عبدالعزیز بن رفیع الاسدی ثقہ بالاجماع ہیں۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۷، ۳۳۸ تقریب التہذیب: ۴۰۹۵ الکاشف للذہبی ج ۲ ص ۱۷۵)

ان کے بارے میں تمنا عمادی لکھتا ہے: ''ابن حبان نے ان کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ....علی بن الجنید نے کہا کہ یہ ضعیف تھے اور ان کی حدیثیں منکر ہیں اور جوز جانی نے کہا کہ یہ مرجئہ عقیدے میں غلو رکھتے ہیں.... دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۹'' الخ

حالانکہ یہ تمام جرحیں عبدالعزیز بن ابی رواد پر ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۸، ۳۳۹، المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۱۳۶، ۱۳۷، احوال الرجال للجوزجانی ص ۱۵۲، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۲۸)

عبدالعزیز بن رفیع تو ان جروح سے سراسر بری ہیں، امام ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۵ ص ۱۲۳)

یہ ہے تمنا عمادی کا اسماء الرجال میں مبلغِ علم، ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ العِلمِ

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

۲: امام لیث بن سعد المصری بالاجماع ثقہ ہیں۔ ان کے بارے میں تمنا لکھتا ہے:

''بہت سخت مدلس تھے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ان کے استاد یحییٰ بن سعید القطان، لیث سے سخت بدظن تھے، اس حد تک کہ ان کی بدظنی دور نہیں کی جا سکی۔ (لسان المیز ان: ج ا ص ۲۱۳ ترجمہ حجاج بن ارطاۃ'' (انتظار مہدی ص ۱۹۳ نیز دیکھئے ص ۱۸۳ بحوالہ میزان الاعتدال ج ا ص ۲۱۳)

لسان المیز ان کا حوالہ تو خیر کاتب کا وہم قرار دیا جا سکتا ہے، بہر حال میزان الاعتدال (۴۵۸/۱) میں حجاج کے ترجمہ میں یہ جرح مذکور ہے، تاہم عرض ہے کہ یحییٰ القطان کی جرح لیث بن سعد پر نہیں بلکہ لیث بن ابی سلیم پر ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (۲۱/۳ ترجمہ لیث بن ابی سلیم، تہذیب التہذیب ۱۷/۸، کتاب الضعفاء للعقیلی ۱۶/۳)

دیکھئے! تمنا نے کس چابکدستی سے لیث بن ابی سلیم پر جرح کو لیث بن سعد پر فٹ کر دیا ہے، شاید وہ اس ''مکراً کباراً'' سے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا لینے میں کچھ کامیاب ہو جائے مگر علیم بذات الصدور کی پکڑ سے بغیر توبہ و اعلان توبہ، قبل از موت کوئی چیز نہیں بچا سکتی!

۳: حشرج بن نباتہ کے بارے میں تمنا لکھتا ہے:

'' یہ تقریباً تمام ائمہ رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث اور لا یحتج به من منکر الحدیث ھیں . . . . " (انتظار ص ۵۷)

حالانکہ تہذیب التہذیب (ج ۲ ص ۳۷۷، ۳۷۸) میں ہے:

"عن أحمد: ثقة . . . . . عن ابن معين: ثقة ليس به بأس . . . . وقال أبو زرعة: واسطي لابأس به مستقيم الحديث . . . وأخرج له الترمذي حديثًا واحدًا . . . . وحسنه . . . . . "

ابوداود اور عباس بن عبدالعظیم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ثقہ، ابن عدی نے کہا: "لابأس به" بلکہ احمد، ابن ابی عاصم، ابن تیمیہ وغیرہم نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ امام نسائی کی تحقیق ان کے بارے میں مختلف ہے، ابوحاتم، ساجی اور ابن حبان نے جرح کی۔ اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ تمنا کتنی کذب بیانی سے کام لے رہا ہے۔

(لعنة الله على الكاذبين)

۴: انتظار مہدی کے ص۱۹۲ پر یہ شخص ابوسریحہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے:
''اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابوالطفیل کے سوا ان سے اور کوئی روایت نہیں کرتا''
اب اٹھائیے سنن ابن ماجہ (ص ۲۲۷ ح ۳۱۴۸ کتاب الاضاحی باب من ضحیٰ بشاۃ عن اہلہ)
"عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ: حَمَلَنِي......"إلخ
سفیان کی متابعت عبدالملک (بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم القاضی) نے کر رکھی ہے۔
(دیکھئے المعجم الکبیر ج۳ ص۱۸۲ ح ۳۰۵۷ء)

اور عبدالملک مذکور ثقہ ہیں۔ (التقریب:۴۱۶۸)
ابوسریحہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مزید شاگردوں کے علم کے لئے طبرانی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔
۵: تمنا لکھتا ہے: ''یہ سفیان بن عیینہ کوفی تھے سنیوں میں سنی اور شیعہ میں شیعہ رہے شیعوں کی کتب رجال میں ان کا ذکر خیر موجود ہے ....'' (انتظار ص۱۹۴)
میں نے اپنی اس کتاب: القول الصحیح میں ثابت کیا ہے کہ رافضیوں کا کسی شخص کو اپنی کتب رجال میں ذکر کرنا کسی شخص کے رافضی یا شیعہ ہونے کی دلیل نہیں ہے، ورنہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بھی شیعہ یا رافضی تسلیم کرنا پڑے گا۔ (**معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللّٰہ**)
لہٰذا اہل سنت کے ثقہ بالاجماع امام سفیان بن عیینہ کو شیعوں کا اپنے رجال میں ذکر کرنا ان کے شیعہ ہونے کی قطعاً دلیل نہیں ہے۔

كُلٌّ يَدَّعِي وَصَلاً لِلَيْلَى وَلَيْلىٰ لَا تُقِرُّلَهُمْ بِذَاكَا
ہر ایک لیلیٰ کے وصل کا دعویدار ہے اور لیلیٰ کو اس سے (صاف) انکار ہے

مامقانی رافضی نے تنقیح المقال میں سفیان مذکور کو ذکر کیا ہے اور (ج ۱ ص ۲٦) پر لکھا ہے: ''ضعیف'' یعنی سفیان بن عیینہ ضعیف تھے۔ معلوم ہوا کہ سفیان کو ضعیف سمجھنے میں تمنا عمادی اپنے پیشرو، مامقانی رافضی کا مقلد ہے۔ حالانکہ تمام علماء مسلمین مثلاً: امام شافعی، امام احمد، امام ابن المدینی، امام ابن معین، امام ابن مہدی رحمہم اللہ وغیرہم امام سفیان بن عیینہ کی تعریف

وتوثیق میں رطب اللسان ہیں۔ (دیکھئے عام کتبِ رجال وسیر اعلام النبلاء ۴۵۴/۸)

ثقاہت کے ساتھ مدلس ہونا علیحدہ مسئلہ ہے، ایسی صورت میں تصریح بالسماع والی روایت حجت اور معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے، الا یہ کہ متابعت یا شواہد موجود ہوں۔

۶: انتظار مہدی (ص ۵۲) میں ہے کہ" چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ابن شہاب زہری متوفی ۱۷ رمضان ۱۳۴ھ نے اپنے وطن ایلہ میں جمع احادیث کا سنگ بنیاد رکھا ...." حالانکہ امام زہری نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی وفات سے پہلے احادیث کو مدون کرلیا تھا، اور تحدیث بھی کرتے تھے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو حکم دیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کی حدیث لکھو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے (دنیا سے) چلے جانے کا ڈر ہے" (سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۶ ح ۴۹۴ وسندہ صحیح)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم علم یعنی احادیث لکھنا ناپسند کرتے تھے حتیٰ کہ ان حکمرانوں (خلیفہ عمر بن عبدالعزیز وغیرہ) نے ہمیں اس پر مجبور کردیا۔

(تقیید العلم للخطیب البغدادی ص ۱۰۷ وسندہ صحیح)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَا أَتَاكَ بِهِ الزُّهْرِيُّ يُسْنِدُهُ فَاشْدُدْ بِهِ يَدَيْكَ"

تیرے پاس جو (روایتیں) زہری باسند لے آئیں انھیں مضبوطی سے پکڑ لو۔

(تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۹۶۰ وسندہ صحیح)

حالانکہ امام زہری آپ کے شاگرد ہیں۔ (تہذیب الکمال للمزی ۲۲۴/۱۷)

۷: ابراہیم بن محمد بن حنفیہ کے بارے میں تمنا لکھتا ہے:

"اور ابراہیم بن محمد بن حنفیہ کی شیعیت کا اعتراف اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے تہذیب التہذیب وغیرہ میں نہیں کیا ہے... مگر شیعوں کی بعض کتبِ رجال میں ان کا ذکر خیر موجود ہے۔ وکفی بہ شھادۃ..." (انتظار ص ۹۴)

حالانکہ سابقہ صفحات پر ہم عرض کر آئے ہیں کہ شیعوں وغیرہ کا کسی شخص کو اپنے نمبر بڑھانے کے لئے اپنی کمپنی اور پارٹی میں ذکر کرنا کسی راوی کے شیعہ وغیرہ ہونے کی دلیل

نہیں، ورنہ سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم، ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہم کو بھی شیعہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ دیدہ باید!

لہٰذا یہ ''کَفٰی بِهٖ شَهَادَة'' نہیں ہے بلکہ ''کَفٰی بِهٖ اِفْتِرَاءً'' ہے۔

۸: تمنا نے اپنی اس کتاب میں بہت سے راویوں کی روایات کو صرف اس بنیاد پر رد کر دیا ہے کہ وہ راوی عراق، کوفہ، بغداد، شام، خراسان وغیرہ میں پیدا ہو گئے تھے یا جا بسے تھے۔

(دیکھئے انتظار مہدی ص ۵۶، ۹۸، ۱۰۶)

بلکہ ص ۱۹۴ پر عبدالاعلیٰ بن حماد الباہلی کے بارے میں لکھتا ہے:

''ان کا خراسانی ہونا، غلام آزاد کردہ ہونا، بصری ہونا خود ان کے مشتبہ ہونے کے لئے کافی ہے''

جبکہ اسلام برابری اور مساوات کا دین ہے، قوم پرستی، علاقہ پرستی کی بنیاد پر انسانوں کو تقسیم کرنا اسلام کے سراسر مخالف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾

''اے لوگو! ہم نے تمھیں (ایک) مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھیں قومیں اور قبائل بنا دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو بیشک تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔'' (الحجرات:۱۳)

نیز فرمایا:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ﴾

''اور اللہ کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے۔'' (الروم:۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوٰى))

''اے لوگو جان لو! بے شک تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور سرخ کو کالے پر اور کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں ہے، فضیلت تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔''

(مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۱ ح ۲۳۸۸۵ وسندہ صحیح)

حافظ ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ" اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۶۶)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مجمع الزوائد (ج ۸ ص ۸۴) اور تفسیر ابن کثیر (ج ۴ ص ۲۳۲) لہٰذا کسی راوی یا راویہ کا کوفی، شامی، خراسانی، نیشاپوری، عراقی، مصری وغیرہ ہونا اس کے ضعیف یا مجروح ہونے کی قطعاً دلیل نہیں اور محض رنگ ونسل یا شہر وعلاقہ کی بنیاد پر کسی کو ضعیف یا مجروح وغیرہ سمجھنا سخت قوم پرستی اور عصبیت ہے۔ (أعاذنا الله منه)

۹: تمنا عمادی نے لکھا ہے: ''یمن میں معمر بن راشد جو، ازدیوں کے آزاد کردہ غلام تھے، متوفی ۱۵۴ھ تو جمع احادیث میں سرگرم رہے، یہ آبان بن عباس مشہور کذاب سے روایت کرتے تھے، مگر آبان کی جگہ ثابت البنانی کا نام ظاہر کرتے تھے (تہذیب التہذیب ص ۱۰۱ ج ۱) مگر محدثین ان کو پھر بھی ثقہ ہی سمجھتے اور لکھتے ہیں۔'' (انتظار مہدی ص ۵۴)

حالانکہ تہذیب کے محولہ بالا صفحہ پر لکھا ہے کہ "وَحَكَى الْخَلِيْلِيْ فِي الْإِرْشَادِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ أَنَّ أَحْمَدَ قَالَ لِيَحْيَ ابْنِ مَعِيْنَ وَهُوَ يَكْتُبُ عَنْ عَبْدِالرَّزَاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَبَانَ نُسْخَةً: تَكْتُبُ هٰذِهِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ أَبَانَ كَذَّابٌ؟ فَقَالَ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! أَكْتُبُهَا وَأَحْفَظُهَا

حَتَـى إِذَا جَـاءَ كَـذَّابٌ يَرْوِيْهَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَقُوْلُ:
كَذَبْتَ إِنَّمَا هُو أَبَانٌ"

خلیلی نے الارشاد میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ احمد نے یحییٰ بن معین سے کہا، جبکہ وہ عبدالرزاق عن معمر عن ابان کی سند سے ایک نسخہ لکھ رہے تھے۔ آپ یہ لکھ رہے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ابان کذاب ہے تو انھوں نے کہا: اے ابو عبداللہ! اللہ آپ پر رحم کرے، میں لکھ رہا ہوں اور یاد کر رہا ہوں تا کہ اگر کوئی کذاب (مثلاً تمنا عمادی) آئے اور یہ (نسخہ) معمر عن ثابت عن انس کی سند سے روایت کرنے لگے تو میں اس کو کہوں گا کہ تو نے جھوٹ کہا یہ تو ابان کا نسخہ ہے۔ (تہذیب ج۱ص۱۰۱)

الارشاد للخلیلی کا جو نسخہ ہمارے پاس موجود ہے اس میں یہ عبارت (ج۱ص۱۷۸، ۱۷۹) میں موجود ہے اور اس کے علاوہ کتاب المجروحین لابن حبان (ج۱ص۳۱، ۳۲) الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع (ج۲ص۱۹۲) میں بھی یہی واقعہ مفصل بالاسانید موجود ہے۔

تنبیہ: اس سارے واقعہ کا ایک راوی احمد بن اسحاق القاضی الدینوری ہے جس کے حالات نہیں ملے۔ واللہ اعلم

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ معمر کے دو استاد ہیں: ① ثابت ثقہ ② ابان کذاب

معمر نے دونوں سے دو صحیفے روایت کر کے اپنے شاگرد عبدالرزاق تک پہنچا دیئے اور انھوں نے ابن معین وغیرہ تک پہنچا دیئے۔ معمر نے ثابت سے جو نسخہ سنا اور روایت کیا ہے اس کا کچھ ذکر تحفۃ الاشراف للمزی (ج۱ص۱۵۰ تا ص۱۵۴) میں موجود ہے اور معمر کے ابان بن ابی عیاش سے نسخہ کا کچھ حصہ الکامل لابن عدی (ج۱ص۳۷۶) میں موجود ہے، معمر نے تو انتہائی دیانتداری کے ساتھ جو سنا تھا آگے پہنچا دیا، لہٰذا وہ تمنا کے الزام سے قطعاً بری ہیں اور ان پر جو تہمت تمنا نے لگائی وہ تہذیب کے محولہ بالا صفحے پر نہیں، بلکہ یہی صفحہ اس کی تردید کر رہا ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بہ کف چراغ دارد!

۱۰: صحیح مسلم (ج ۱ص ۱۳۵ ح ۲۴۲/۱۵۵،نسخہ بیروتیہ کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم ج ۱ص ۸۷نسخہ پاکستانیہ) میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے ایک روایت مروی ہے،جن کے بارے میں تمنا لکھتا ہے: ''تیسرے صاحب ان دونوں کے ساتھی ابوبکر بن شیبہ ہیں جن کا پورا نام عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن شیبہ ہے ....اور حافظ ابو احمد الحاکم نے ضعیف الحدیث قرار دیا ہے.....'' (انتظار ص ۱۹۵)

ابوبکر بن ابی شیبہ کو ابوبکر بن شیبہ بنا کر راوی بدل دینا تمنا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے حالانکہ ابوبکر بن ابی شیبہ مشہور ثقہ بالاجماع، محدث اور مصنف ہیں،اور یہ حدیث ان کی کتاب المصنف میں موجود ہے۔(دیکھئے ج ۱۵ص ۱۴۴) ان کا نام عبداللہ بن محمد ہے،اسی کتاب (انتظار مہدی ص ۹۵) میں تمنا لکھتا ہے:''ابوبکر بن ابی شیبہ آخر عثمان بن ابی شیبہ ہی کے اپنے بھائی تھے....''

چونکہ جھوٹی روایات کی بنیاد پر عثمان مذکور تمنا مذکور کے نزدیک مجروح ہے،لہٰذا عثمان کے بھائیوں کا صرف اس وجہ سے جرح سے بچنا ناممکن ہوگیا کہ وہ ''بے چارے'' تو عثمان کے بھائی تھے۔سبحان اللہ! کیا انصاف ہے !!

۱۱: عثمان بن ابی شیبہ کے بارے میں تمنا عمادی لکھتا ہے:''یہ قرآن مجید میں ملحدانہ تحریف کرتے تھے۔'' (انتظار ص ۸۸)

اور کہتا ہے:''جس کے تنہا ذمہ دار عثمان بن ابی شیبہ قرآن مجید کے ساتھ ٹھٹھا کرنے میں مشاق محرف ہیں'' (انتظار ص ۱۱۶)

تقریباً یہی بات اس نے صفحہ ۹۲، ۱۱۹، ۱۲۵ پر بھی دہرائی ہے اور صفحہ ۸۱، ۸۲ میں اس تہمت کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور چند آیات تہذیب التہذیب وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہیں۔

ان روایات پر تفصیلی تبصرہ آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ حق واضح ہو جائے:

'' ا: سورۃ یوسف...... جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ''

یہ روایت الجامع لاخلاق الراوی والسامع (ج ۱ص ۲۹۹) میں باسند موجود ہے اور

میزان الاعتدال (ج ۳ ص ۳۷ ، ۳۸) تہذیب التہذیب (ج ۷ ص ۱۵۱) وغیرہما میں بالاختصار ابراہیم بن عبداللہ الخصاف سے مروی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ خصاف کون ہے؟ ہے کوئی جو جواب دے....!!

ب : '' اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ''

اسے میزان الاعتدال (ج ۳ ص ۳۷) سیر اعلام النبلاء (ج ۱۱ ص ۱۵۳) میں احمد بن کامل عن الحسن بن الحباب کی سند سے نقل کیا گیا ہے۔ میزان الاعتدال (ج ۱ ص ۱۲۹) میں احمد بن کامل القاضی کے بارے میں ہے کہ "لَيَّنَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ" اسے دارقطنی نے کمزور کہا ہے۔

ج: ''فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ''

یہ قصہ ''الجامع'' للخطیب میں مذکور ہے۔ (ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۰)

اس میں ابوبکر عبداللہ بن یحییٰ الطلحی کی توثیق مطلوب ہے۔

د: ''وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ''

اسے حافظ ابن حجر نے تہذیب (ج ۷ ص ۱۵۱) میں امام دارقطنی سے نقل کیا کہ "وَقَدْ قِيْلَ" یعنی اس اسٹوری (اسطورہ) کی سند ہی نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ عثمان بن ابی شیبہ پر تحریف یا تمسخر بالقرآن والی جملہ روایات موضوع، من گھڑت اور مردود ہیں، لہٰذا وہ اس الزام سے سراسر بری ہیں اسی لئے تو محدثین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے اور ان کی حدیثوں سے اپنے صحیح احادیث کے مجموعہ جات کو مزین کیا ہے۔

۱۲: تمنا عمادی ایک حدیث کے بارے میں لکھتا ہے: ''نہ ہمام کے سوا قتادہ نے کسی سے کہا......'' (انتظار ص ۲۰۱)

حالانکہ مسند احمد (ج ۲ ص ۴۳۷، ح ۹۶۳۰، ۹۶۳۱، ۹۶۳۲) میں اسے سعید بن ابی عروبہ، ہشام اور شیبان نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے۔ باقی کتابوں کو تو فی الحال رہنے دیں، آپ خود فیصلہ کریں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

۱۳: تمنا نے صحیح احادیث کو تو موضوع قرار دیا ہے اور روایت پرستی کے فتوے لگائے ہیں

جبکہ موضوع احادیث کو صحیح باور کرانے کی کوششیں کی ہیں۔ مثلاً صفحہ ۲۲۳ پر " تکثر لکم الأحاديث بعدي فما روي لكم حديث عني فأعرضوه علٰى كتاب الله فما وافقه فاقبلوه وما خالفه فردوه " پیش کی اور لکھا ہے کہ
''ایک صحیح حدیث ہے'' بلکہ اس کی کمپنی کے ایک شخص نے اسی کی کتاب کے مقدمہ (ص ۸) میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں موجود ہے۔ (لعنة الله علٰى الكاذبين)
حالانکہ یہ حدیث موضوع ومن گھڑت ہے کتب ستہ یا کسی معتبر کتاب میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔'' (صحیح بخاری: ۱۰۷)
یہ حدیث متواتر ہے۔

۱۴: فرات القزار کے بارے میں تمنا عمادی لکھتا ہے:
'' ایک مجہول الحال آدمی ہیں...... چونکہ امام مسلم ان کی حدیث روایت کر رہے ہیں اس لئے دو تین کوفیوں نے ان کو صرف ثقہ لکھ دیا ہے اور بس......'' (انتظار ص ۲۱۰، ۲۱۱)
فرات کے بارے میں محدثین کرام کی گواہیاں ملاحظہ فرمائیں:

① یحییٰ بن معین البغدادی: ثقہ ② احمد بن شعیب النسائی: ثقہ
③ ابوحاتم الرازی: صالح الحدیث ④ ابن حبان البستی: (ذکرہ فی الثقات)
⑤ ابن شاہین (ذکرہ فی الثقات)

امام بخاری اور امام مسلم نیشاپوری نے بھی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے جو کہ توثیق ہے۔
(دیکھئے تہذیب التہذیب ۸/۲۳۳)
اوران کے علاوہ سفیان، العجلی اور ابن حجر وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ کیا یہ سب چند کوفی ہیں اور بس!

۱۵: صحیح مسلم (ج ۲ ص ۳۹۱، ۳۹۲ ح ۳۴/۲۸۹۷) کی ایک حدیث میں نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا ذکر ہے: ((وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ.))

"لیکن اللہ اسے عیسیٰ کے ہاتھ سے قتل کرائے گا، اور اس کا خون انکے نیزے پر لوگوں کو دکھائے گا۔" (صحیح مسلم مترجم ج ۳ ص ۸۸۵: عابدالرحمن صدیقی کاندھلوی)

اس حدیث کے ترجمہ میں تمنا عمادی لکھتا ہے: "لیکن اللہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا تو مسلمانوں کو اپنے حربے میں اس کا خون دکھائے گا" (انتظار ص ۲۵۲)

اور مزید لکھتا ہے: "یہ ہے کہ جس کو حدیث رسول کہا جاتا ہے جس کی تہمت رسول اللہ ﷺ پر لگائی جاتی ہے اللہ خود اپنے ہاتھ سے مسیح دجال کو قتل کرے گا اور اپنا خون آلود حربہ مسلمانوں کو دکھائے گا..." (انتظار ص ۲۵۲)

حالانکہ حدیث کا صحیح ترجمہ وہی ہے جو کہ عابدالرحمن کاندھلوی صاحب نے صحیح مسلم کے ترجمہ میں کیا، بلکہ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوۃ (ج ۱۰ ص ۱۴۸ طبع امدادیہ ملتان) میں لکھتے ہیں:

" وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ بِيَدِهِ / أَيْ بِيَدِ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ..... "

اس کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کو عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔

ان کے علاوہ تمنا کی اور بہت سی خیانتیں اور تلبیسات ہیں جن کے جمع اور تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ بہرحال جس دن اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی تو اس دن سب واضح ہو جائے گا اور کوئی مجرم پکڑ سے بچ نہیں سکے گا۔ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ طوالت کے خوف سے انھی سطور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ اب اصل کتاب "القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح" کا بغور مطالعہ کریں اور اپنے تمام بھائیوں کو غلام احمد قادیانی، تمنا عمادی، ابوالخیر اسدی، پرویز، ڈاکٹر مسعود عثمانی، امین احسن اصلاحی وغیرہ کذابین، اہل باطل اور دجالوں سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

تنبیہ: آج کل اصلاحی گروپ کے جاوید احمد غامدی صاحب، منکرین حدیث کی تقلید میں احادیث صحیحہ کے خلاف مسلسل شبہات پھیلا رہے ہیں۔ اہل سنت عوام کے لئے ان سے بھی بچنا ضروری ہے اور علماء کا کام یہ ہے کہ ان اہل باطل فرقوں پر رد کر کے حق کو سربلند کریں۔

نزول مسیح حق ہے

القول الصحيح فيما تواتر في نزول المسيح

آغازِ نبوت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے ''دینِ اسلام'' پراعتراضات کا سلسلہ جاری ہے، معترض خواہ غیر مسلم ہو یا نام نہاد مسلم، قرآن وحدیث کے مختلف پہلوؤں پر اپنی ذہانت کے تیر چلانا موروثی حق تصور کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی منکرین، معترضین، متعصبین اور اعدائے اسلام کا تذکرہ ''اندھیرے اور مشعل راہ'' میں کر چکا ہوں اور یہ مختصر و جامع کتاب ''نزولِ عیسیٰ علیہ السلام حق ہے'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جس میں قرآن، صحیح احادیث، اجماع اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں عیسیٰ بن مریم الناصری علیہما السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے اور منکرین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف کے بعد انور شاہ کشمیری کی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کا علم ہوا تو کتاب حاصل کر کے پڑھی، بہترین کوشش ہے، تاہم کنز العمال وغیرہ سے بلا تحقیق حدیثیں نقل کی گئی ہیں، لہٰذا اس میں صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع روایات بھی موجود ہیں۔

اہل کتاب (یہود) نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، پیغمبروں پر ستم ڈھائے، انھیں قتل کیا، بچھڑے کو پوجا، بے شمار اعمالِ کفریہ کے مرتکب ہوئے (اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ملعون اور مغضوب علیہم ٹھہرے) ان کی یہ حالت بیان کر کے خالق کائنات فرماتا ہے:

﴿وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴾

''اور ان کے کفر اور مریم پر بہتانِ عظیم لگانے کی وجہ سے، اور ان کے اس قول: ''بے شک ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا ہے۔'' کی وجہ سے، اور انھوں نے اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کے لیے اس (مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور بلاشبہ جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، یقیناً اس کے متعلق شک میں ہیں، ان کے پاس کوئی علم نہیں سوائے ظن (گمان) کے اور انھوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ ہمیشہ ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اس (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اس پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔''

(النساء:۱۵۶تا۱۵۹)

قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ

1. یہود نے عیسیٰ بن مریم ناصری علیہما السلام کو قتل نہیں کیا۔
2. اور نہ انھیں سولی پر چڑھایا۔
3. بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھالیا۔
4. اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے (اس زمانے میں موجود) تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے (یعنی وہ ابھی تک زندہ ہیں اور ان پر موت نہیں آئی ہے)

یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور اپنے علم وقدرت سے ہر چیز کو محیط ہے، یہ عقیدہ متعدد قرآنی آیات، احادیث متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ کی کتاب

''التوحید'' حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب ''**العلو للعلی الغفار**'' امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی ''**اثبات صفة العلو**'' وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جدا (بائن) ہے، کسی چیز میں بھی اس نے حلول نہیں کیا، لہٰذا اسے اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ ماننا بے دینی ہے اور حق یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قدیر، علیم اور محیط ہے، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا اپنے پاس لے جانے کا مطلب آسمانوں پر لے جانا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ○ وَ قَالُوْٓا ءَ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ○ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

''اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اچانک آپ کی قوم نے اس پر شور مچا دیا اور انھوں نے کہا: کیا ہمارے اِلٰہ (معبود) اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟ انھوں نے آپ کے سامنے یہ مثال صرف جدل و جدال کے لئے بیان کی ہے، بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔ وہ (عیسیٰ) محض ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنا دیا اور اگر چاہیں تو ضرور تمھارے عوض فرشتے بنا دیں جو زمین میں جانشین ہوں اور وہ (عیسیٰ) بلاشبہ قیامت کی ایک علامت ہیں، لہٰذا اس میں ہرگز شک نہ کرو، اور میرا اتباع کرو یہی صراطِ مستقیم ہے۔ (الزخرف: ۵۷ تا ۶۱)

قرآن مجید کی ان آیات سے معلوم ہوا، کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قیامت کی نشانی: عِلم یا عَلَم (علامت) ہیں، لہٰذا اس میں بالکل شک نہیں کرنا چاہیے۔ مفسر قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مبارکہ: ﴿وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ کے بارے میں فرمایا: ''خُرُوْجُ عِيْسٰى قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' یعنی قیامت

کے دن سے پہلے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا خروج۔

(صحیح ابن حبان: ۶۷۷۸ دوسرا نسخہ ۶۸۱۷، موارد الظمآن: ۱۷۵۸)

نیز دیکھئے مسند احمد (۳۱۸/۱ ح ۲۹۲۰) تفسیر ابن جریر (۵۴/۲۵) مستدرک الحاکم (۲۵۴/۲ ح ۳۰۰۳ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی) مسند مسدد (المطالب العالیۃ: ۳۷۳۰) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۵۴/۱۲ ح ۱۲۷۴۰) الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم (الدر المنثور ج ۶ ص ۲۰)

اس کی سند میں ایک راوی "ابو یحییٰ مصدع" ہیں۔ ابن شاہین نے کہا: ثقہ (کتاب الثقات: ۱۴۰۷) ذہبی نے کہا: صدوق (الکاشف: ۵۵۵۶) اور یہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ (التقریب: ۶۶۸۳) عمار الدہنی نے ان کی تعریف کی (التہذیب ۱۴۳/۱۰) ابن حبان نے تصحیح کے ذریعے سے ان کی توثیق کی، ابن عدی نے ان پر سکوت کیا۔ (الکامل ج ۶/ ۲۴۵۹) ان پر الجوزجانی (احوال الرجال: ۲۴۹)، ابن حبان (المجروحین ۳۹/۳) اور ابن الجوزی نے جرح کی۔ (العلل المتناھیہ ۵۴/۲) العقیلی نے ضعفاء میں ذکر کیا (۲۶۶/۴) حافظ ابن حجر موافقۃ الخُبر الخَبر (۱۷۴/۲) میں مصدع مذکور اور ابورزین کے بارے میں لکھتے ہیں: " وھما ثقتان تابعیان " اس راوی کے بارے میں امام ذہبی کا قول ہی راجح ہے، لہٰذا ان کی حدیث حسن سے کم نہیں ہے، موقوف روایت اس حدیث کا ایک شاہد ہے۔

درج بالا آیت کی تشریح میں مشہور تابعی ابو مالک غزوان الغفاری الکوفی رحمہ اللہ نے فرمایا: "نُزُوْلُ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ" عیسیٰ بن مریم کا نزول۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ۵۴/۲۵ وسندہ صحیح)

تقریباً یہی بات قتادہ مفسر اور اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی نے بتائی ہے۔

(دیکھئے تفسیر ابن جریر ۵۴/۲۵ والسند الاول صحیح والثانی حسن)

قرآن مجید کی ان آیات اور متواتر احادیث کی روشنی میں مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں آپ آسمان سے زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔

تفسیر ''البحر المحیط'' میں ہے: "وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ أَنَّ عِيسَى فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ"

حدیث متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ (ج۲ص۴۹۷)

عاصم بن بہدلہ کتبِ ستہ کے راوی اور جمہور اہل الحدیث کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

حافظ ذہبی نے کہا: "إِمَامٌ صَدُوقٌ". (دیوان الضعفاء:۲۰۴۲)

امام ابن حبان نے کہا: "ثِقَةٌ مُتْقِنٌ". (صحیح ابن حبان:۲۱۱۶)

لہٰذا عاصم کی بیان کردہ حدیث حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۹ھ) نے کہا:

"وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيْسٰى إِلَى السَّمَاءِ"

اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ (الابانۃ عن اصول الدیانۃ ص۴۶)

نیز دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص۲۴۱) اور ظاہر ہے کہ امت خطاء پر اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا، وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ.))

''اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

(المستدرک ۱/۱۱۶ عن ابن عباس واسنادہ صحیح)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزولِ مسیح کی احادیث کئی صحابۂ کرام نے روایت کی ہیں، مثلاً: ابو ہریرہ الدوسی الیمانی، جابر بن عبداللہ الانصاری، النواس بن سمعان، اوس بن اوس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابوسریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری، ام المومنین عائشہ، عبداللہ بن مسعود، مجمع بن جاریہ اور عبداللہ بن مغفل وغیرہم۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

ابوالفیض الادریسی الکتانی نے فرمایا:

"وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْأَحَادِيْثَ الْوَارِدَةَ فِي الْمَهْدِيِّ الْمُنْتَظِرِ مُتَوَاتِرَةٌ وَكَذَا الْوَارِدَةَ فِي الدَّجَّالِ وَفِيْ نُزُوْلِ سَيِّدِنَا عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ علیہ السلام"

اور حاصل یہ ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں احادیث متواتر ہیں، اسی طرح دجال کے خروج اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کے بارے میں بھی احادیث متواتر ہیں۔ (نظم المتناثر ص ۲۴۱)

نزول مسیح کی احادیث کے متواتر ہونے کی تصریح درج ذیل علماء نے بھی کی ہے:

① الامام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری السنی فی جامع البیان فی تفسیر القرآن (۳/۲۰۴)

② ابن کثیر الدمشقی فی تفسیر القرآن العظیم (۱/۵۷۷، ۵۸۲)

اب نزول مسیح کی کچھ صحیح و حسن احادیث لکھی جاتی ہیں تا کہ جو زندہ رہے دلیل دیکھ کر جئے اور جو مرے دلیل دیکھ کر مرے، منکرینِ حدیث اور منکرین اجماع کے شبہات کے مدلل جوابات بھی دیے گئے ہیں تا کہ ان پر حجت تمام ہوجائے۔ (وباللہ التوفیق)

۱۔ **ابو ہریرہ الدوسی الیمانی رضی اللہ عنہ**: آپ مشہور صحابی، ثقہ، حافظ، امام اور محبوب المومنین ہیں۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرما دی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مومن بھی مجھے دیکھتا ہے یا میرا ذکر سنتا ہے دعاءِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ (صحیح مسلم مع النووی: ۱۶/۵۲ ح ۲۴۹۱)

آپ سے آٹھ سو یا زیادہ اشخاص نے حدیثیں بیان کی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۱۲/۲۹۰ یا ص ۲۶۳)

حافظ ذہبی نے فرمایا:

"الإِمَامُ، الفَقِيْهُ، المُجْتَهِدُ، الحَافِظُ، صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ......"

(سیر اعلام النبلاء ۲/۵۷۸)

ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

(دیکھئے التاریخ الصغیر للبخاری ۱/۱۲۸، ۱۲۹، وسندہ صحیح)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول المسیح کی احادیث درج ذیل تابعین کرام نے بیان کی ہیں:

۱: سعید بن المسیب
۲: نافع مولیٰ ابی قتادہ الانصاری
۳: سعید المقبری
۴: عطاء بن میناء مولیٰ ابن ابی ذباب
۵: حنظلہ بن علی الاسلمی
۶: عبدالرحمٰن بن آدم
۷: عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ
۸: ولید بن رباح
۹: محمد بن سیرین
۱۰: زیاد بن سعد
۱۱: کلیب
۱۲: رجل من بنی حنیفہ
۱۳: ابوصالح ذکوان
۱۴: یزید بن الاصم

۱۔ سعید بن المسیب: ابومحمد القرشی المدنی، آپ مدینہ کے زبردست عالم اور فقیہ تھے۔ آپ کی مرویات کتبِ ستہ اور تمام دواوینِ اسلام میں موجود ہیں۔ آپ کی عدالت اور جلالت پر اجماع ہے۔ حافظ ذہبی نے کہا:

"أَحَدُ الْأَعْلَامِ وَ سَيِّدُ التَّابِعِيْنَ ...... ثِقَةٌ حُجَّةٌ فَقِيْهٌ رَفِيْعُ الذِّكْرِ ، رَأْسٌ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ " (الکاشف:۱۹۷۹)

آپ سے یہ حدیث امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری القرشی نے سنی، امام زہری سے لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، صالح (بن کیسان)، ابن ابی ذئب، معمر، یونس، ابن جریج، اوزاعی اور الماجشونی وغیرہم متقارب الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

امام زہری کا تعارف: ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں پیدا ہوئے، آپ اہلِ سنت کے مشہور امام ہیں، حافظ ابونعیم اصبہانی نے "حلیۃ الاولیاء" میں ان کا طویل تذکرہ لکھا ہے۔

(ج ۳ ص ۳۶۰ تا ۳۸۱)

آپ کی احادیث صحیح بخاري ، صحيح مسلم ، سنن أربعه ،

موطأ امام مالك ، جامع المسانيد للخوارزمي المنسوب إلى الإمام أبو حنيفة ، الأم للشافعي ، مسند أحمد ، صحيح ابن خزيمة ، صحيح ابن حبان ، المستدرك على الصحيحين وغیرہ تمام کتبِ حدیث اور دواوین اسلام میں موجود ہیں۔

آپ کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے، حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا:

"الْفَقِيْهُ الْحَافِظُ مُتَّفَقٌ عَلٰى جَلَالَتِهِ وَإِتْقَانِهِ "

آپ فقیہ حافظ ہیں اور آپ کی جلالت اور اتقان (ثقہ کا اعلیٰ درجہ) پر اتفاق ہے۔

(تقریب التہذیب:٦٢٩٦، نیز دیکھئے تدریب الراوی ۸٦/۱)

امام زہری کے بارے میں ماہنامہ الحدیث حضرو:۳۷ سے تحقیقی بحث پیشِ خدمت ہے:

امام زہری کو امام عجلی و حافظ ابن حبان وغیرہما نے صراحتاً ثقہ قرار دیا ہے۔

(دیکھئے تاریخ العجلی:۱۵۰۰ وقال: " مدني تابعي ثقة " الثقات لابن حبان ۳۴۹/۵)

امام بخاری، امام مسلم، امام ابن خزیمہ اور امام ابن الجارود وغیرہم نے تصحیحِ حدیث کے ذریعے سے انھیں ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا ہے۔

امام زہری کے جلیل القدر شاگرد امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن شہاب ایسے دور میں باقی رہے جب دنیا میں ان جیسا کوئی نہیں تھا۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج۸ ص۷۲ وسندہ صحیح)

امام ایوب بن ابی تمیمہ السختیانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۷۳/۸، العلل للامام احمد:۱۰۳/۷، تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی:۹٦۱ وسندہ صحیح)

اہلِ سنت کے جلیل القدر امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہمارے نزدیک زہری کی حدیث ایسے ہے جیسے (براہِ راست) ہاتھ سے کوئی چیز لی جائے۔ (الجرح والتعدیل ۷۲/۴/۱ وسندہ صحیح)

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز الاموی الخلیفہ نے فرمایا:"مَـا أَتَـاكَ بِـهِ الزُّهْرِيُّ يُسْـنِـدُهُ فَـاشْدُدْ بِهِ يَدَيْكَ " تمھارے پاس زہری جو کچھ سند کے ساتھ لے کر آئیں تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی:۹۶۰ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی عمرو بن دینار المکی (متوفی ۱۲۶ھ) نے فرمایا: میں نے زہری سے زیادہ بہترین حدیثیں بیان کرنے والا (تابعین میں سے) کوئی نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۷۳/۸ وسندہ صحیح، کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۱ص ۶۳۴ وسندہ صحیح)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگوں میں زہری سے زیادہ (ان کے زمانے میں) سنت کا عالم دوسرا کوئی نہیں تھا۔ (الجرح والتعدیل ۷۳/۸، ۷۴ وسندہ صحیح)

انھوں نے مزید فرمایا کہ میں نے زہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

(الجرح والتعدیل ۷۴/۸ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے المعرفۃ والتاریخ ۶۲۱/۱، ۶۳۵ و تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۴۵۰)

اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین نے امام زہری کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۳۹۶۴) اور زہری کو ثقہ کہا۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۱۷)

اسماء الرجال اور عللِ حدیث کے ماہر امام علی بن المدینی نے فرمایا: کبار تابعین کے بعد مدینہ میں زہری، یحییٰ بن سعید (الانصاری)، ابوالزناد اور بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔ (الجرح والتعدیل ۷۴/۸ وسندہ حسن) اور کہا: لوگوں کی حدیثیں اور اقوال سب سے زیادہ زہری جانتے تھے۔ (المعرفۃ والتاریخ ۳۵۳/۱ وسندہ صحیح، ۱۴/۱ ۷)

ابو حاتم رازی نے فرمایا: زہری کی بیان کردہ حدیث حجت ہے اور (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ زہری ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۷۴/۸ وھو صحیح)

ابوزرعہ الرازی نے زہری کو عمرو بن دینار سے بڑا حافظ قرار دیا۔ (الجرح والتعدیل ۷۴/۸ وسندہ صحیح)

مشہور تابعی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق امام مکحول الشامی نے فرمایا: میرے علم میں سنتِ گذشتہ کو زہری سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ (العلل لاحمد: ۱۰۲/۱۰۶ وسندہ صحیح)

لہٰذا ثابت ہوا کہ محدثین کے نزدیک بالاجماع امام زہری اعلیٰ درجے کے ثقہ ومتقن ہیں اور

ان کی حدیث صحیح حدیث کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔

تشیع کا الزام اور اس کا جواب: ابوالخیر اسدی اپنی کتاب ''اسلام میں نزول مسیح کا تصور'' میں لکھتا ہے: ''شیعہ کے ائمہ رجال کا اعتراف کہ ابن شہاب زہری، امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار ہوتا تھا، چنانچہ مامقانی شیعہ رجال کے مشہور امام اپنی کتاب تنقیح المقال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں:" قال المامقاني: محمد بن مسلم الزهري المدني عده الشيخ في رجاله من أصحاب الصادق "

محمد بن مسلم الزہری کو شیخ الطائفہ نے اپنے رجال میں امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے...... '' (ص ۴۱، ۴۲، تنقیح المقال فی اسماء الرجال ۳/۱۸۶)

جواب: میں نے مذکورہ سطور میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام زہری اہل سنت کے زبردست ثقہ بالاجماع امام اور سنی ولی ہیں۔ اہل سنت کی تمام کتبِ حدیث میں ان کی احادیث موجود ہیں، سنی علماء نے ان کی تعریف و توثیق کی ہے اور ان کی احادیث کو صحیح بلکہ اصح الاسانید قرار دیا ہے اور کسی ایک سنی محدث نے بھی ان پر تشیع کا الزام نہیں لگایا، لہٰذا یہ الزام مردود ہے۔ دوسرے یہ کہ روافض کا کسی شخص کو اپنے نمبر بڑھانے کے لئے اپنی کتابوں میں ذکر کرنا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ وہ شخص فی الحقیقت رافضی یا شیعہ تھا۔

كُلٌّ يَدَّعِي وَصَلاً لِلَيْلَى　　　وَلَيْلٰى لَا تُقِرُّلَهُمْ بِذَاكَا

ہر کوئی لیلیٰ کے وصل کا دعویدار ہے　　　اور لیلیٰ کو اس سے (صاف) انکار ہے

درج ذیل اشخاص کو روافض اپنی اسماء الرجال کی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ کیا یہ بھی شیعہ یا رافضی تھے؟

① علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ　　(الاصول من الکافی ۱/۴۵۲)
② الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ　　(رجال الطوسی ص ۱۵، الاصول من الکافی ۱/۴۶۳)
③ الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ　　(رجال الطوسی ص ۱۵، الاصول من الکافی ۱/۴۶۳)
④ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ　　(تنقیح المقال للمامقانی ۱/۱۹۹، رجال الطوسی ص ۱۲)

⑤ سعید بن جبیر رحمہ اللہ (تنقیح المقال ۲/۲۵، رجال الحلی ص ۲۹)

⑥ ابوحنیفہ النعمان بن ثابت رحمہ اللہ (تنقیح المقال ۳/۲/۲۷، رجال الطوسی ص ۳۲۵)

⑦ یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف القاضی (تنقیح المقال ۳/۳۲۹)

⑧ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (تنقیح المقال ۲/۶۷رقم:۱۰۳۶۰)

⑨ مالک بن انس رحمہ اللہ (تنقیح المقال ۲/۴۸رقم:۱۰۰۲۲)

⑩ ابراہیم بن یزید النخعی وغیرہم (تنقیح المقال ۱/۴۳ رجال الطوسی ص ۳۵)

میں پوچھتا ہوں کہ کسی مسلمان میں یہ ہمت ہے کہ ان صحابہ، تابعین و من بعدھم کو شیعہ یا رافضی قرار دے کر ان کی مرویات کو مردود کہہ دے؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ رافضیوں کا کسی سُنی کو اپنے رجال میں شمار کرنا اسے رافضی نہیں بنا دیتا۔

یہ بات یاد رہے کہ موجودہ دور میں متعدد ناصبی، مثلاً: فیض عالم صدیقی وغیرہ جب کسی ثقہ راوی کی صحیح حدیث اپنی خواہشات نفسانیہ کے خلاف پاتے ہیں تو جھٹ اسے شیعہ کہہ کر اس کی حدیث سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں سے اہل سنت والجماعت کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ محدثین کی اکثریت کا یہ مسلک ہے کہ اگر بدعتی راوی ثقہ یا صدوق ہے تو اس کی روایت قابل حجت ہوتی ہے۔

مشہور غیر اہلِ حدیث سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور اصول حدیث کے رو سے ثقہ راوی کا خارجی یا جہمی معتزلی یا مرجئ وغیرہ ہونا اس کی ثقاہت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا اور صحیحین میں ایسے راوی بکثرت موجود ہیں......''

(احسن الکلام ۱/۳۰)

لہٰذا منکرینِ حدیث کے ثقہ راویوں پر اندھا دھند حملے خالی کارتوسوں کی طرح رائیگاں جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

تنبیہ: مامقانی رافضی نے ابن ابی الحدید معتزلی رافضی کی شرح نہج البلاغہ سے نقل کیا ہے:

"كَانَ الزُّهْرِيُّ مِنَ الْمُنْحَرِ فِيْنَ عَنْهُ يَعْنِي عَلِيًّا"

زہری امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین میں سے تھے۔(تنقیح المقال ۱۸۷/۳)
اوراسی طرح مامقانی رافضی نے اپنے بعض اکابر سے نقل کیا ہے کہ زہری (اہل بیت کے) دشمن تھے۔ (ایضاً) والعیاذ باللہ
ابوجعفر الطّوسی الرافضی نے کہا:
"مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَدُوٌّ ......" (رجال طوسی:ص۱۰۱)
" من لا یحضره الفقیه " کے محشی نے شرح مشیخۃ الفقیہ کے حاشیہ میں امام زہری کوسیدنا علی رضی اللہ عنہ اوراہل بیت کا منحرف لکھا ہے۔(۸۲/۴)
اب آپ فیصلہ کریں کہ کیا رافضیوں کے کہنے پر امام زہری کو ناصبی قرار دیا جاسکتا ہے؟
مشہور زاہد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے:
"وَعَلَامَةُ الرَّافِضَةِ تَسْمِيَتُهُمْ أَهْلَ الْأَثَرِ نَاصِبَةً وَكُلُّ ذٰلِكَ عَصْبِيَةٌ وَغَيَّاظٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا اِسْمَ لَهُمْ إِلَّا اِسْمٌ وَاحِدٌ وَهُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ "
اور رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل اثر کو ناصبی کہتے ہیں۔ یہ سب تعصب ہے اوران کا اہل سنت کے ساتھ غصہ ہے اوران کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ ہے اصحاب الحدیث۔(الغنیۃ للطالبی طریق الحق ۸۰/۱)

اور میں کہتا ہوں کہ اسی طرح فرقہ ناصبیہ کی یہ علامت ہے کہ وہ اہل سنت کو رافضی یا شیعہ کہتے ہیں۔
تدلیس کی بحث: متعدد علماء نے امام زہری کو مدلس قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے کہا:
"الْحَافِظُ الْحُجَّةُ ، كَانَ يُدَلِّسُ فِي النَّادِرِ "
آپ حافظ حجت تھے، کبھی کبھار تدلیس کرتے تھے۔(میزان الاعتدال ۴۰/۴)
مشہور محدث امام صلاح الدین العلائی (متوفی ۷۶۱ھ) فرماتے ہیں:
"وَالصَّحِيْحُ الَّذِيْ عَلَيْهِ جُمْهُوْرُ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْأُصُوْلِ الِإحْتِجَاجُ بِمَا رَوَاهُ الْمُدَلِّسُ الثِّقَةُ مِمَّا صَرَّحَ فِيْهِ بِالسَّمَاعِ دُوْنَ مَا

رَوَاهُ بِـلَـفْـظِ مُـحْتَمَلٍ لِأَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الْأَئِمَّةِ الْكِبَارِ دَلَّسُوا وَقَدْ اتَّفَقَ النَّـاسُ عَـلَـى الْـإِحْتِـجَـاجِ بِهِـمْ وَلَـمْ يَقْدَحِ التَّدْلِيْـسِ فِيْهِمْ كَقَتَادَةَ وَالأَعْمَشِ وَالسُّفْيَانَيْنِ: الثَّوْرِيّ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَهُشَيْمِ بْنِ بَشِيْرٍ وَخَلْقٍ كَثِيْـرٍ وَأَيْـضًـا فَـإِنَّ التَّدْلِيْسَ لَيْسَ كَذِبًا صَرِيْحًا بَلْ هُوَ ضَرْبٌ مِنَ الْإِيْهَامِ بِلَفْظِ مُحْتَمَلٍ ...... "

اور صحیح وہ ہے جس پر محدثین، فقہاء اور اصولیین ہیں کہ ثقہ مدلس جو روایت سماع کی تصریح کے ساتھ بیان کرے اس سے حجت پکڑی جائے اور جو لفظ محتمل (عن وغیرہ) کے ساتھ بیان کرے، اس سے حجت نہ پکڑی جائے، کیونکہ ائمۂ کبار کی ایک جماعت نے تدلیس کی ہے اور لوگ ان کے ساتھ حجت پکڑنے پر متفق ہیں اور تدلیس نے انھیں نقصان نہیں پہنچایا، مثلاً: قتادہ، اعمش، سفیان الثوری، سفیان بن عیینہ، ہشیم بن بشیر اور بہت سے لوگ اور یہ بات بھی ہے کہ تدلیس صریح جھوٹ نہیں، بلکہ وہ لفظ محتمل (عن وغیرہ) کے ساتھ ایہام کی ایک قسم ہے۔

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۸، ۹۹)

امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی فرماتے ہیں:

"وَمَنْ عَرَفْنَاهُ دَلَّسَ مَرَّةً فَقَدْ أَبَانَ لَنَا عَوْرَتَهُ فِي رِوَايَتِهِ وَلَيْسَتْ تِلْكَ الْعَوْرَةُ بِـالْـكَـذِبِ فَنَرُدُّ بِهَا حَدِيْثَهُ، وَلَا الـنَّصِيحَةُ فِي الصِّدْقِ، فَـنَقْبَلُ مِنْهُ مَا قَبِلْنَا مِنْ أَهْلِ النَّصِيْحَةِ فِي الصِّدْقَ فَقُلْنَا: لَا نَقْبَلُ مِنْ مُدَلِّسٍ حَدِيْثاً حَتَّى يَقُوْلَ فِيْهِ حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ......"

اور جسے ہم جان گئے ہیں کہ اس نے ایک مرتبہ ہی تدلیس کی ہے تو ہم پر اس کا نقص اس کی روایت میں ظاہر ہو گیا اور یہ نقص جھوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی وجہ سے اس کی حدیث کو (مطلقاً) رد کر دیں اور (یہ نقص) نہ سچائی میں خیر خواہی ہے کہ ہم اس کی روایت بھی (مطلقاً) قبول کر لیں جس طرح ہم سچائی میں خیر خواہوں (غیر مدلسین)

کی روایات قبول کرتے ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے حتیٰ کہ حدثنی یا سمعت [میں نے سنا ہے] کہے، یعنی سماع کی تصریح کرے۔ (الرسالۃ ص ۳۷۹)

لہٰذا امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے جن روایات میں سماع کی تصریح کی ہے، ان کے صحیح ہونے میں کیا شبہ ہے؟ بعض لوگ امامِ شعبہ اور چند علماء سے تدلیس کی سخت مذمت اور تکذیب نقل کرتے ہیں، حالانکہ یہ اقوال مرجوحہ ہیں۔ ابوعمرو بن الصلاح الشہر زوری فرماتے ہیں:

"وَهٰذَا مِنْ شُعْبَةَ إِفْرَاطٌ مَحْمُولٌ عَلَى الْمُبَالَغَةِ فِي الزَّجْرِ عَنْهُ وَالتَّنْفِيرِ"

اور یہ قول امام شعبہ سے افراط پر مبنی ہے اور یہ تدلیس سے دھمکانے اور نفرت دلانے کے مبالغہ پر محمول ہے۔ (علوم الحدیث المعروف بمقدمہ ابن الصلاح ص ۹۸)

امام ابن الصلاح کے بیان کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام شعبہ نے خود کئی مدلسین مثلاً: قتادہ، ابواسحاق السبیعی اور اعمش سے روایت بیان کی، بلکہ امام شعبہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے کہا:

"كَفَيْتُكُمْ تَدْلِيسَ ثَلَاثَةٍ: الْأَعْمَشَ وَأَبِي إِسْحَاقَ وَقَتَادَةَ ......"

میں آپ کے لئے تین اشخاص، اعمش، ابواسحاق اور قتادہ کی تدلیس سے بچنے کے لئے کافی ہوں۔ (طبقات المدلسین بتحقیقی ص ۴۳، جزء مسألۃ التسمیۃ ص ۴۷ وسندہ صحیح)

لہٰذا علماء کے نزدیک ان راویوں سے شعبہ کی روایت اگر معنعن بھی ہو تو سماع پر محمول ہوتی ہے۔

(دیکھئے فتح الباری ج ۴ ص ۳۸، ۱۹۴، ج ۱۰ ص ۱۶۶، ج ۱۱ ص ۱۴۶، ۱۹۷، ۲۱۱، ۲۴۱، ۲۶۲، ۵۴۶، ج ۱۲ ص ۲۱۷)

لہٰذا زہری کی تصریح بالسماع سے روایت صحیح ہوتی ہے۔

ارسال کی بحث: بعض مبتدعین، امام یحییٰ بن سعید القطان کا قول کہ زہری کی مرسل روایتیں "بِمَنْزِلَةِ الرِّيحِ" ہیں، نقل کر کے امام زہری کو مطعون کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی راوی کا مرسل احادیث بیان کرنا کوئی جرم نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عدالت پر جرح ہے۔ متعدد ائمہ نے مرسل روایات بیان کی ہیں، مثلاً: ابراہیم نخعی، ایوب

السختیانی، ثابت البنانی، جعفر الصادق، حسن بصری، ربیعہ الرائے، رجاء بن حیوہ، سالم بن عبداللہ بن عمر، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، سفیان ثوری، اعمش، قاضی شریح، شعبہ، طاؤس، الشعبی، عروہ، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ اور قتادہ وغیرہم۔

(دیکھئے کتاب المراسیل لابی داود وغیرہ)

کیا یہ ائمہ مرسل روایات بیان کرنے کی وجہ سے ضعیف و مجروح بن گئے ہیں؟ یہ بات حق ہے کہ مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے، لیکن یہ بات باطل ہے کہ ہر مرسِل (ارسال کرنے والا) ضعیف ہوتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امام زہری کا ارسال سخت خطرناک ارسال تھا تو عرض ہے کہ اس کی وجہ بھی محدثین نے بتا دی ہے:

امام یحییٰ بن سعید القطان نے کہا:

"هَؤُلَاءِ قَوْمٌ حُفَّاظٌ كَانُوا إِذَا سَمِعُوا الشَّيْءَ عَلَقُوهُ"

یہ لوگ (قتادہ و زہری) حفاظ حدیث میں سے تھے۔ جب یہ کوئی چیز سنتے تو اسے یاد کر لیتے تھے۔ (المراسیل لابن ابی حاتم: ص ۳)

مزید فرمایا:

"مُرْسَلُ الزُّهْرِيِّ شَرٌّ مِنْ مُرْسَلِ غَيْرِهِ، لِأَنَّهُ حَافِظٌ، وَكُلُّ مَا قَدِرَ أَنْ يُسَمِّيَ سَمَّى، وَإِنَّمَا يَتْرُكُ مَنْ لاَ يُحِبُّ أَنْ يُسَمِّيَه"

زہری کی مرسل دوسروں کی مرسل سے زیادہ بری ہوتی ہے کیونکہ وہ حافظ ہیں، اور وہ (زہری) جس کا وہ نام لینا چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور صرف اسی شخص کا نام ترک کرتے ہیں جس کا نام لینا پسند نہیں کرتے۔ (سیر اعلام النبلاء ۳۳۸/۵)

معلوم ہوا کہ زہری کی مراسیل غیر ثقات سے ہونے کی وجہ سے زیادہ ضعیف ہیں۔ امام یحییٰ بن سعید القطان نے قتادۃ کی مراسیل کو بھی "بِمَنْزِلَةِ الرِّيحِ" قرار دیا۔

(المراسیل لابن ابی حاتم: ص ۳ وسندہ صحیح)

اور سعید بن المسیب کی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقطع روایت کو "ذَاكَ شِبْهُ الرِّيحِ" کہا ہے۔

یعنی وہ ہوا کی طرح کمزور ہے۔ (ایضاً ص ۴ وسندہ صحیح)

اور کہا: "مُرْسَلَاتُ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ - يَعْنِي إِسْمَاعِيْلَ - لَيْسَ بِشَيْءٍ"

اسماعیل بن ابی خالد کی مرسل روایات کچھ بھی نہیں ہیں۔

(جامع التحصیل ص ۳۸، المراسیل ص ۵ وسندہ صحیح)

امام محمد بن سیرین سے بھی ابو العالیہ اور حسن بصری کی مراسیل پر سخت تنقید مروی ہے۔ اور انھوں نے فرمایا: چار اشخاص (الحسن، ابو العالیہ، حمید بن ہلال اور ایک آدمی [داود بن ابی ھند]) ہر ایک کو سچا سمجھتے تھے اور اس بات کی پروا نہیں رکھتے تھے کہ وہ کس سے سن رہے ہیں۔

(سنن دار قطنی ۱/۱۷۱، ۲/۱۷۱، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد: ۹۸۹ وسندہ صحیح واللفظ لہ)

کیا ان علماء کو بھی ضعیف وغیر ثقہ قرار دیا جائے گا؟ حق یہ ہے کہ جو شخص ثقہ ہے اس کی متصل روایات کو قبول اور مرسل روایات کو مردود سمجھنا چاہئے۔

ادراج کی بحث: بعض اشخاص نے لکھا ہے: ''زہری کی عادت ادراج کی بھی تھی'' ''ادراج'' کہتے ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ ملا دینے کو، یعنی حدیث میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ درج کر دینا'' (نزول مسیح کا تصور ص ۱۲۰)

حالانکہ ائمہ محدثین نے ادراج کو راوی کی عدالت میں کبھی جرح قرار نہیں دیا۔ ادراج کی تعریف میں حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں:

"مَعْرِفة أَقْسَام مِنْهَا مَا أُدْرِجَ فِيْ حَدِيثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ رُوَاتِهِ، بِأَنْ يَذْكُرَ الصَّحَابِيُّ أَوْ مَنْ بَعْدَهُ عَقِيبَ مَا يَرْوِيهِ مِنَ الْحَدِيثِ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ، فَيَرْوِيَهُ مَنْ بَعْدَهُ مَوْصُوْلًا بِالْحَدِيْثِ غَيْرَ فَاصِلٍ بَيْنَهُمَا بِذِكْرِ قَائِلِهِ، فَيَلْتَبِسَ الْأَمْرُ فِيْهِ عَلٰى مَنْ لَا يَعْلَمُ حَقِيقَةَ الْحَالِ، وَيَتَوَهَّمَ أَنَّ الْجَمِيعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اس کی کئی قسمیں ہیں: ان میں سے وہ بھی ہے جو حدیثِ رسول میں بعض راویوں کا کلام درج ہو جائے، وہ اس طرح کہ کوئی صحابی یا جو اس سے نیچے والا راوی اپنی

طرف سے اس حدیث میں کوئی کلام (بطور تفسیر) ذکر کرے جسے وہ روایت کر رہا ہے تو بعد والا راوی اسے حدیث کے ساتھ ملا کر (موصول) روایت کر دے اور قائل کے کلام کو جدا نہ کرے (اس شخص پر) جو حقیقت حال سے بے خبر ہے، معاملہ مشتبہ ہو جائے اور اسے یہ وہم ہو کہ یہ سب کچھ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث میں ہے۔

(مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۲۷)

معلوم ہوا کہ راوی کی غلطی نہیں ہوتی بلکہ وہ حدیث کی شرح و تفسیر میں کچھ کلام عرض کرتا ہے جسے بعد والا راوی اصل بات سے بے خبری کی وجہ سے متنِ حدیث میں درج کر دیتا ہے۔ محدثین کرام پر اللہ تعالیٰ کی ان گنت، بے شمار رحمتیں ہوں کہ جنھوں نے انتہائی باریک بینی اور غیر جانبداری سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ہے اور عدل و انصاف کی میزان ہاتھ میں لے کر اپنی لاجواب تحقیقات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ متصل، یہ منقطع، یہ محفوظ اور یہ شاذ ہے، یہ سالم من الادراج اور یہ مدرج ہے، وغیرہ۔ رحمہم اللہ اجمعین

مدرج کے موضوع پر متعدد علماء نے کتابیں لکھی ہیں، مثلاً خطیب بغدادی کی ''الفصل للوصل فی مدرج النقل'' (اس کے قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ میں نے دیکھی ہے اور اب یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔) حافظ ابن حجر کی ''تقریب المنهج بترتیب المدرج'' اور جلال الدین السیوطی کی ''المدرج إلی المدرج'' (یہ ہماری لائبریری میں موجود ہے)

اب ان علماء کے نام لکھتا ہوں جنھوں نے کسی حدیث کی تشریح میں کوئی کلمہ کہا اور بعد کے راویوں نے متن میں درج کر دیا:

۱: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۲۸، المدرج إلی المدرج ص ۱۱)

۲: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (المدرج إلی المدرج ص ۱۸، ۲۱)

۳: سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ (المدرج ص ۴۶)

کیا انھیں بھی مجروح قرار دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں! اسی طرح اس نام نہاد جرح سے امام

زہری بھی بری ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

" وَالْأَصْلُ عَدَمُ الْإِدْرَاجِ فَلَا يَثْبُتُ إِلَّا بِدَلِيلٍ " اور اصل علوم ادراج کا دعویٰ دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔ (فتح الباری ۷/۳۱۱)

خلاصہ: مختصر یہ کہ امام زہری جلیل القدر سنی عالم، مشہور تابعی، ثقہ حجت تھے، ان کی روایت اعلیٰ درجے کی صحیح ہوتی ہے۔

گولڈ زیہر یہودی اور اس کے مقلدین کی خودساختہ جروح قطعاً مردود ہیں، بلکہ منکرین رسالت کی ان جروح سے امام زہری کی شان اور زیادہ بلند ہو جاتی ہے، اس ولی من اولیاء اللہ پر اللہ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں۔ رحمۃ اللہ علیہ

امام زہری سے نزول مسیح کی یہ حدیث جن شاگردوں نے سنی ان کا ذکر کیا جا چکا ہے، اب ان کی روایات کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

۱: لیث بن سعد: آپ کتب ستہ کے راوی اور "ثقہ، ثبت، فقیہ، امام مشہور" تھے۔

(تقریب التہذیب: ۵۶۸۴)

آپ سے یہ حدیث درج ذیل علماء نے بیان کی ہے:

① یحییٰ بن بکیر (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۴۴)

② ہاشم (مسند احمد ۲/۵۳۸)

③ یزید بن موہب (صحیح ابن حبان: ۶۷۷۹)

④ احمد بن سلمہ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۴۴)

⑤ قتیبہ بن سعید (صحیح بخاری: ۲۲۲۲، صحیح مسلم: ۱۵۵، سنن ترمذی: ۲۲۳۳، الایمان لابن مندہ: ۴۰۷، من طریق النسائی عنہ)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں قتیبہ بن سعید کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا

مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.))

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور عنقریب تم میں ابن مریم حاکم، عادل بن کر نازل ہوں گے پھر وہ صلیب توڑ دیں گے اور مال کو بہا دیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔''

امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا: ''هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ''

⑥ محمد بن رمح (صحیح مسلم: ۱۵۵)

۲: سفیان بن عیینہ: آپ سے درج ذیل علماء نے یہ حدیث انتہائی معمولی اختلاف کے ساتھ بیان کی ہے:

① علی بن عبداللہ المدینی (صحیح بخاری: ۲۳۴۴)

اس کے شروع میں ''لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ'' کے الفاظ زیادہ ہیں۔

② زہیر بن حرب (صحیح مسلم: ۱۵۵)

③ ابوبکر بن ابی شیبہ (المصنف ۱۵/۱۴۴، وعنہ ابن ماجہ: ۴۰۷۸)

④ عبدالاعلیٰ بن حماد (صحیح مسلم: ۱۵۵)

⑤ عمرو الناقد (مسند ابی یعلی الموصلی: ۵۸۷۷)

⑥ احمد بن حنبل (فی مسندہ ۲/۲۴۰)

⑦ ابن ابی عمر (الشریعہ للآجری ص ۳۸۱)

⑧ الحمیدی (المستخرج علیٰ صحیح مسلم لأبی عوانہ ۱/۱۰۵)

(نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۱۰۱)

۳: صالح بن کیسان المدنی: (دیکھئے تحفۃ الاشراف للحافظ المزی ۱۰/۲۶، ۲۷)

آپ کتب ستہ کے راوی ''ثِقَةٌ ثَبْتٌ فَقِيْهٌ'' تھے۔ (تقریب التہذیب: ۲۸۸۴)

امام زہری آپ کے استاد ہیں۔ (تہذیب الکمال ۹/۴۷)

اور ابراہیم بن سعد الزہری ان کے شاگرد ہیں۔ (تہذیب الکمال للحافظ المزی ۹/۴۷)

آپ سے ابراہیم الزہری نے اور ان سے یعقوب بن ابراہیم نے یہ حدیث سنی، یعقوب بن ابراہیم سے اسحاق (صحیح بخاری: ۳۴۴۸) عبد بن حمید، حسن الحلوانی (صحیح مسلم: ۱۵۵/۳۹۰) ابوداود الحرانی (صحیح ابی عوانہ ۱/۱۰۵) اور محمد بن یحییٰ الذہلی (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۱۸۰) نے یہ حدیث بیان کی ہے، بخاری وغیرہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:

"حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ الآية"

یہاں تک کہ (ان کے نزدیک) ایک وقت کا سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر (تصدیق) چاہتے ہو تو پڑھو: "اور کوئی اہلِ کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے"

بعض لوگوں نے پوچھا ہے کہ امام بخاری کے استاذ "اسحاق" کون ہیں؟ تو عرض ہے کہ وہ اسحاق بن راہویہ ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْمُسْتَخْرَجِ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنْ مُسْنَدِ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ وَقَالَ: أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ"

اور ابونعیم (اصبہانی) نے مستخرج (علی صحیح البخاری) میں یہ حدیث مسند اسحاق بن راہویہ سے روایت کی ہے اور کہا: اسے بخاری نے اسحاق سے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری ۶/۳۸۲ ط ۱۳۴۸ھ)

دوسرے یہ کہ عبد بن حمید وغیرہ نے اسحاق کی متابعت کر رکھی ہے، لہٰذا ان پر اعتراض ہر لحاظ سے مردود ہے۔

۴: معمر (مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۰ وعنہ احمد فی مسندہ ۲/۲۷۲)

۵: یونس بن یزید (صحیح مسلم: ۱۵۵، الایمان لابن مندہ: ۴۱۱)

۶: ابن جریج (صحیح ابی عوانہ ۱/۱۰۴)

۷: اوزاعی (ابوعوانہ ۱/۱۰۵، مشکل الآثار للطحاوی ۱/۲۷)

۸: عبدالعزیز بن عبداللہ ابی سلمہ الماجشون

(مسند علی بن الجعد: ۲۸۶۷ وعنہ البغوی فی شرح السنہ ۱۵/۸۰ وَقَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ)

۹: ابن ابی ذئب (مسند ابی داود الطیالسی: ۲۲۹۷، مشکل الآثار ۱/۲۸)

مختصر یہ کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۲) نافع مولیٰ ابی قتادہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ: آپ کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب: ۷۰۷۴)

آپ سے یہ حدیث امام زہری نے بیان کی ہے اور ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ آپ سے یہ حدیث درج ذیل علماء نے سن کر آگے بیان کی ہے:

① یونس (بن یزید الایلی) آپ جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں اور کتب ستہ کے راوی ہیں، آپ کی روایت صحیح بخاری (۳۴۴۹) صحیح مسلم (۱۵۵) کتاب الایمان لابن مندہ (۴۱۴) شرح السنہ للبغوی (۱۵/۸۲) وغیرہ میں ہے۔

② معمر (مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۱ وعنہ احمد ۲/۲۷۲ وابن مندہ فی الایمان: ۴۱۵)

③ عُقیل (کتاب الایمان لابن مندہ: ۴۱۶ وعنہ ابن حجر فی تغلیق التعلیق ۴/۴۰)

④ اوزاعی (الایمان لابن مندہ: ۴۱۳ وعنہ ابن حجر فی تغلیق التعلیق ۴/۴۰، البعث للبیہقی کما فی فتح الباری ۶/۴۸۵، معجم ابن الاعرابی کما فی تغلیق التعلیق، صحیح ابن حبان: ۶۷۶۴، صحیح ابی عوانہ ۱/۱۰۶)

⑤ ابن اخی الزہری (صحیح مسلم: ۱۵۵)

⑥ ابن ابی ذئب (صحیح مسلم: ۲۴۶/۱۵۵، مسند احمد ۲/۳۳۶، صحیح ابی عوانہ ۱/۱۰۶)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یونس بن یزید کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنكُمْ))

''تمھارا اس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم تم میں اتریں گے اور تمھارا

امام تم میں سے (ہی) ہوگا۔"

کتاب الاسماء والصفات للبیہقی میں یونس کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))

"تمھارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا۔" (ص ۵۳۵ وفی نسخۃ اخری ص ۴۲۴)

یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں: "مِنَ السَّمَاءِ " کے اور بھی شواہد ہیں جو آگے آرہے ہیں۔

امام بغوی نے بخاری کی حدیث کے بارے میں شرح السنہ میں فرمایا ہے:

"هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ" اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔

ایک اہم بات....: امام بیہقی مستقل مخرجِ حدیث ہیں، اوران کی بیان کردہ یہ سند صحیح ہے لہٰذا ان کی زیادت مقبول ہے، کیونکہ ثقہ کی زیادت اگر ثقات یا اوثق کے خلاف نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ (دیکھئے الکفایہ فی علم الروایہ ص ۴۲۴-۴۲۹ للخطیب البغدادی)

اور اگر امام بیہقی کہیں کہ "رواہ البخاری" تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں موجود ہے۔ (دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۱ مع شرح العراقی)

(۳) عطاء بن میناء مولیٰ ابن ابی ذباب رحمہ اللہ: آپ کتب ستہ کے راوی ہیں۔

امام العجلی نے کہا: "(مَدَنِيٌّ) تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ" (تاریخ الثقات: ۱۱۳۳)

امام ابن حبان نے آپ کی توثیق کی، بعض علماء نے آپ کو صدوق اور بعض نے "كَانَ مِنْ أَصْلَحِ النَّاسِ" قرار دیا۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ۷/۱۹۳)

لہٰذا آپ ثقہ وصدوق ہیں۔ آپ سے سعید بن ابی سعید المقبری اور ان سے لیث بن سعد اور ابن اسحاق نے یہ روایت بیان کی ہے۔

① لیث بن سعد: (صحیح مسلم: ۱۵۵، صحیح ابن حبان: ۶۷۷۷، الشریعہ للآجری ص ۳۸۰، مشکل الآثار ۱/۲۸)

صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((وَاللّٰهِ، لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ .))

''اللہ کی قسم !ابن مریم ضرور نازل ہوں گے،وہ عدل کرنے والے حاکم ہوں گے، صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کوقتل کردیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیا جائے گا تو پھر کوئی ان سے بار برداری کا کام نہ لے گا اور لوگوں کے دلوں سے عداوت ،بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور مال دینے کے لئے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کرے گا۔''

③ محمد بن اسحاق: (المستدرک للحاکم ۲/۵۹۵)

اس کی سند محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۴) سعید بن ابی المقبری رحمۃ اللہ علیہ: امام ابویعلی الموصلی نے کہا:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي صَخْرٍ، أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ، أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِي فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے !عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) ضرور امام منصف اور حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے۔ پس آپ صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور ایک دوسرے سے ناراض باہم صلح کرلیں گے،اور عداوت ختم ہو جائے گی اور اس پر مال

پیش کریں گے تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) تو میں (بطورِ معجزہ) ضرور اِس کا جواب دوں گا۔''

(مسند ابی یعلیٰ ۱۱/۴۶۲ ح ۶۵۸۴)

اس کی سند حسن ہے اور اس کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

[تنبیہ: بعد میں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن وہب المصری قولِ راجح میں مدلس ہیں، لہٰذا یہ سند حسن نہیں بلکہ ضعیف ہے۔]

(۵) حنظلہ بن علی الاسلمی رحمہ اللہ: آپ صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب: ۱۵۸۴)

آپ سے نزول مسیح کی حدیث امام زہری نے اور ان سے ایک جماعت مثلاً: سفیان بن عیینہ، لیث، معمر، اوزاعی اور یونس وغیرہم نے بیان کی ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۱۲۵۲) مسند احمد (۲/۲۴۰، ۵۴۰، ۲۴۰) تفسیر ابن جریر (۳/۲۰۴) مسند علی بن الجعد (۲۸۸۸) مسند الحمیدی (نسخۂ دیوبندیہ: ۱۰۰۵) الایمان لابن مندہ (۴۱۹) صحیح ابن حبان (۶۷۸۱) مصنف عبدالرزاق (۲۰۸۴۲) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۱۴۴)

مسند حمیدی میں زہری کے سماع کی تصریح موجود ہے۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ کی زہری سے روایت کا متن درج ذیل ہے:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ، حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا)).

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلا شبہ ابن مریم روحاء کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لبیک کہیں گے۔''

مسند احمد (۲/۲۹۰) میں صحیح سند کے ساتھ درج ذیل الفاظ زیادہ ہیں:

"قَالَ: وَتَلَا أَبُو هُرَيْرَةَ: ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾، فَزَعَمَ حَنْظَلَةُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،

قَالَ: يُؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ: عِيسَى، فَلَا أَدْرِي، هَذَا كُلُّهُ حَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ"

فرمایا: پھر ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے آیت پڑھی، اور (نزولِ مسیح کے بعد) تمام اہلِ کتاب (ابن مریم) کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لائیں گے، اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے، پس حنظلہ نے گمان کیا: بے شک ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے (لیکن) مجھے معلوم نہیں کہ یہ سارا متن حدیثِ نبوی ﷺ ہے یا کچھ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا کلام ہے۔

(مسند احمد ۲/۲۹۰، ۲۹۱ ح ۷۸۹۰)

(٦) عبدالرحمٰن بن آدم رحمہ اللہ: آپ صحیح مسلم کے راوی اور صدوق ہیں۔

(تقریب التہذیب: ۳۷۹٦)

آپ سے قتادہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ مسند احمد میں آپ نے عبدالرحمٰن بن آدم سے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں ہے:

مسند احمد (۲/۴۰٦، ۴۳۷) سنن ابی داود (۴۳۲۴) مصنف ابن ابی شیبہ (ط جدیدہ ٦/۴۹۹ ح ۳۷۵۲٦) صحیح ابن حبان (٦۷۷۵، ٦۷۸۲) مسند ابی داود الطیالسی (۲۵۷۵) تفسیر ابن جریر (۳/۲۰۴) مستدرک الحاکم (۲/۵۹۵) وغیرہ .

حاکم اور ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے۔

حدیث کا متن:

((الْأَنْبِيَاءُ (كُلهم) إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ: دِينُهُمْ وَاحِدٌ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطٌ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، فَيَكْسِرُ

الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُعَطِّلُ الْمِلَلَ، حَتَّى تَهْلِكَ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلُ كُلُّهَا غَيْرَ الْإِسْلَامِ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ الْكَذَّابَ، وَتَقَعُ الْأَمَنَةُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى تَرْتَعَ الْإِبِلُ مَعَ الْأُسْدِ جَمِيعًا، وَالنُّمُورُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبَ الصِّبْيَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَيَّاتِ، لَا يَضُرُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَيَمْكُثُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَمْكُثَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَيَدْفِنُونَهُ.))

''(تمام) انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کا دین ایک ہے اور ان کی مائیں (شریعتیں) جدا جدا ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ میں عیسیٰ بن مریم کے نزدیک ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھ لو تو پہچان لینا، وہ ایک درمیانے قد کے سرخ و سفید رنگت والے آدمی ہیں، ان کے بال سیدھے ہیں، گویا ابھی ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے اور وہ دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے (وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے) پس وہ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے اور ملتیں (مذاہبِ عالم) معطل ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا ساری ملتوں (مذہبوں) کو ہلاک (ختم) کر دے گا اور دجالِ اکبر کذاب بھی انھی کے زمانے میں ہلاک ہو جائے گا، زمین میں امن واقع ہو جائے گا حتیٰ کہ اونٹ شیر کے ساتھ، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بکریاں اکٹھا چریں گے، اور بچے یا لڑکے، سانپوں سے کھیلیں گے، لیکن ایک دوسرے کو کچھ نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اللہ جتنا چاہے گا وہ (عیسیٰ بن مریم زندہ) رہیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے پھر مسلمین (مسلمان) ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے اور انھیں دفن کر دیں گے۔''

(مسند احمد ۲/۴۳۷ ح ۹۶۳۰، صحیح ابن حبان: ۶۷۸۲، والزیادۃ منہ)

اس حدیث کی مزید تحقیق میں نے اپنی کتاب ''تخریج کتاب النھایہ فی الفتن والملاحم'' (ص۱۴۱ح ۳۳۳) میں تفصیل کے ساتھ کی ہے، یہ کتاب عربی میں ہے اور ابھی تک طبع نہیں ہوئی، اللھم یسرلنا طبعه .

(۷) **عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رحمہ اللہ:** آپ کتب ستہ کے راوی ہیں، ابن حبان نے آپ کی توثیق کی ہے اور ابن سعد نے کہا: '' كَانَ ثِقَةٌ كَثِيْرُ الحَدِيْثِ '' .

(تہذیب التہذیب ۲۱۹/۶، ۲۲۰)

امام احمد بن حنبل نے حسن سند کے ساتھ ان سے عبدالرحمٰن بن آدم کی حدیث کا ایک قطعہ روایت کیا ہے: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ.))

''میں عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کے ساتھ دنیا و آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں، انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی شریعتیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔''

(۸) **ولید بن رباح رحمہ اللہ:** آپ سنن ابی داود وغیرہ کے راوی ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، ابو حاتم نے کہا: صالح اور بخاری نے کہا: '' حَسَنُ الْحَدِيْثِ '' .

(تہذیب التہذیب ۱۱/ ۱۱۷)

ابن حجر نے کہا: ''صَدُوْقٌ'' . (تقریب التہذیب: ۷۴۲۲)

اور حافظ ذہبی نے کہا: ''صَدُوْقٌ '' . (الکاشف ۲۰۹/۳)

ولید سے کثیر بن زید الاسلمی نے اور کثیر سے ابو احمد الزبیری نے اور ان سے احمد بن حنبل نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کثیر بن زید: مختلف فیہ راوی ہیں، لیکن جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں اور یہ سند حسن لذاتہ ہے۔ حدیث کا متن درج ذیل ہے:

((يُوشِكُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَنْ يَنْزِلَ حَكَمًا قِسْطًا، وَإِمَامًا عَدْلًا، فَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ......))

''قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) حاکم منصف اور امام عادل کی حیثیت سے

نازل ہو جائیں، پس آپ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے...الخ"

(مسند احمد ۲/۳۹۴ ح ۹۱۱۰)

(۹) محمد بن سیرین رحمہ اللہ: آپ کتب ستہ کے مرکزی راوی اور "ثقة ثبت عابد کبير القدر" ہیں۔ (تقریب التہذیب:۵۹۴۷)

آپ روایت بالمعنی کے قائل نہیں تھے۔ یہ موقف آپ کی کمال احتیاط کا ثبوت ہے ورنہ صحیح یہ ہے کہ روایت بالمعنیٰ بھی جائز ہے۔(کما هو المبسوط في كتب الأصول وغيرهما)

آپ سے درج ذیل اشخاص نے یہ حدیث بیان کی ہے:

① سلیمان بن ابی سلیمان (الکامل لابن عدی ۳/۱۱۱۱)

② ابن عون (المعجم الصغیر للطبرانی ۱/۳۴، المعجم الاوسط ۲/۱۸۳ ح ۱۳۳۱)

③ ہشام بن حسان (مسند احمد ۲/۴۱۱ ح ۹۳۱۲)

ہشام کی روایت کا متن:

"عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا.))

نبی ﷺ نے فرمایا: "قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے، عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ امام مہدی اور حاکم عادل ہوں، پس آپ صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی۔" (۲/۴۱۱ ح ۹۳۱۲)

[تنبیہ: ہشام بن حسان مدلس ہیں، لہٰذا یہ روایت ان کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔]

(۱۰) زیاد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ: آپ کو ابن حبان نے کتاب الثقات (ج ۴ ص ۲۵۵) امام بخاری نے (التاریخ الکبیر ۳/۳۵۵) اور ابن ابی حاتم نے (الجرح والتعدیل ۳/۵۳۳) میں ذکر کیا ہے اور جرح یا تعدیل کچھ بھی نقل نہیں کی۔

حافظ ابن کثیر نے ان کی درج ذیل حدیث کے بارے میں کہا:

"تَفَرَّدَ بِهِ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ قَوِيٌّ صَالِحٌ" (النہایہ فی الفتن والملاحم ۱/۱۸۵)

زیاد کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

((يَنْزِلُ ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا عَادِلًا، وَحَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيُرْجِعُ السَّلْمَ، وَيَتَّخِذُ السُّيُوفَ مَنَاجِلَ، وَتَذْهَبُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ، وَتُنْزِلُ السَّمَاءُ رِزْقَهَا، وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ بَرَكَتَهَا، حَتَّى يَلْعَبَ الصَّبِيُّ بِالثُّعْبَانِ، فَلَا يَضُرُّهُ، وَيُرَاعِي الْغَنَمَ الذِّئْبُ، فَلَا يَضُرُّهَا، وَيُرَاعِي الْأَسَدُ الْبَقَرَ، فَلَا يَضُرُّهَا.))

"عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، آپ صلیب توڑ دیں گے، آپ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور سلامتی کا دور دورہ ہو گا، اور تلواروں کی درانتیاں بنا لی جائیں گی، اور ہر خواہش کرنے والے کی خواہش ختم ہو جائے گی، اور آسمان اپنا رزق اتارے گا اور زمین اپنی برکتیں نکال دے گی یہاں تک کہ چھوٹا بچہ اژدھا کے ساتھ کھیلے گا اور سے وہ نقصان نہیں پہنچائے گا بھیڑیں، بھیڑیئے کے ساتھ اکٹھی چریں گی اور وہ انھیں نقصان نہ پہنچائے گا، شیر گائے کے ساتھ چرے گا اور وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

(مسند احمد ۲/۴۸۲، ۴۸۳ واللفظ لہ، التاریخ الکبیر للبخاری ۳/۳۵۷)

[تنبیہ: یہ روایت زیاد بن سعد کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔]

(۱۱) **کلیب بن شہاب رحمہ اللہ:** آپ سنن اربعہ کے راوی اور صدوق ہیں۔

(تقریب التہذیب: ۵۶۶۰)

حافظ ابو بکر البزار نے کہا:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ

الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَسِيحُ الضَّلالَةِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ فِي زَمَنِ اخْتِلافٍ مِنَ النَّاسِ، وَفُرْقَةٍ، فَيَبْلُغُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَبْلُغَ مِنَ الْأَرْضِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، اللّٰهُ أَعْلَمُ مَا مِقْدَارُهَا؟ فَيَلْقَى الْمُؤْمِنُونَ، شِدَّةً شَدِيدَةً، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ مِنَ السَّمَاءِ، فَيَقُومُ النَّاسُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، مِنْ رَكْعَتِهِ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَتَلَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، وَظَهَرَ الْمُؤْمِنُونَ))، فَأَحْلِفُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ الْحَقُّ، وَأَمَّا أَنَّهُ قَرِيبٌ، فَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ.))

نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے اختلاف اور فرقہ کے وقت مشرق سے مسیح ضلالت، کانا دجال نکلے گا، چالیس دنوں میں وہ زمین پر وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں اللہ چاہے گا، اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کی مقدار کیا ہے؟ مومنوں کو بڑی مصیبت پہنچے گی، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے، پس لوگ (نماز کے لئے) کھڑے ہوں گے، آپ جب رکعت سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ (کہنے کے بعد) ''قَتَلَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، وَظَهَرَ الْمُؤْمِنُونَ'' (بطور دعا) کہیں گے، اللہ نے اپنے بندے کی حمد سن لی، اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو قتل کرے، اور مومنوں کو فتح نصیب ہو۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً وہ حق اور قریب ہے، پس ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔''

(کشف الاستار عن زوائد البزار ۱۴۲/۴، ۱۴۳ ح ۳۳۹۶، واللفظ لہ وسندہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۶۷۷۳، باختلاف يسير، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد [۳۴۹/۷]: "رواه البزار ورجاله رجال الصحيح غير على ابن المنذر وهو ثقة")

(۱۲) **رجل من بنی حنیفہ:** یہ رجل نامعلوم ہے اور اس کا شاگرد عمران بن ظبیان ضعیف ہے، لہٰذا اس کے متن کو یہاں درج کرنا میرے نزدیک مناسب نہیں ہے، یہ روایت مسند

الحمیدی (نسخۂ ظاہریہ ح ۱۱۰۴) میں ہے۔ نیز دیکھئے مسند الحمیدی (بتحقیقی ص ۴۶۷ مخطوط)

(۱۳) **ابوصالح ذکوان رحمہ اللہ:** آپ کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(تقریب التہذیب:۱۸۴۱)

امام طبرانی نے کہا:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ(هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَدَقَةَ) قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَوْحُ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((**لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي الْأَرْضِ حَكَمًا عَدْلًا، وَقَاضِيًا مُقْسِطًا، فَيُكْسَرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَالْقِرْدَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ، وَتَكُونُ السَّجْدَةُ كُلُّهَا وَاحِدَةً لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.**))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت (کا دن) نہیں آئے گا جب تک عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) زمین میں حاکم عادل اور قاضی منصف بن کر نازل نہ ہو جائیں۔ پس آپ صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر اور بندر کو قتل کر دیں گے اور تمام سجدے (عبادتیں) صرف ایک اللہ رب العالمین کے لئے ہوں گے۔''

(المعجم الاوسط ۲/۲۰۳، ۲۰۴ ح ۱۳۶۴، وسندہ حسن)

اس کی سند حسن ہے، اس کا ایک قوی شاہد صحیح مسلم (۲۸۹۷) میں سہیل عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے ہے اور اس کا متن آگے آ رہا ہے۔

(۱۴) **یزید بن الاصم رحمہ اللہ:** آپ صحیح مسلم وغیرہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب:۷۶۸۶)

آپ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سن کر بیان کرتے تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تَرَوْنِي شَيْخًا كَبِيرًا قَدْكَادَتْ تَرْقُوتَايَ تَلْتَقِيَانِ مِنَ الْكِبَرِ، وَاللّٰهِ! إِنِّي

لَأَرْجُوْ أَنْ أَدْرِكَ عِيْسَى وَأُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيُصَدِّقَنِي"

آپ مجھے ایسا عمر رسیدہ سمجھتے ہیں، جس کی ہنسلی کی ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے مل رہی ہوں؟ اللہ کی قسم! میری یہ تمنا ہے کہ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کا زمانہ پاؤں اور انھیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناؤں تو وہ میری تصدیق کریں۔

(مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۶ وعنہ ابن مندہ فی کتاب الایمان: ۴۱۷ وسندہ حسن)

اس کی سند حسن ہے۔ امام عبدالرزاق نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

صحیح مسلم میں سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک اہل روم اعماق پر اتر نہ آئیں۔ پس جب وہ شام آئیں گے تو دجال نکلے گا...... پھر وہ (مسلمان) جنگ کے لئے صفوں کو برابر کر رہے ہوں گے۔"

((إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ، فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ)).

"جب نماز کے لئے تکبیر (اقامت) کہی جا چکی ہوگی تو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی امامت (اس نماز کے بعد دوسرے مواقع پر) کریں گے اور اللہ کا دشمن انھیں دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی گھل کر ہلاک ہو جائے گا، مگر اللہ اُسے ان کے ہاتھوں سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔"

(صحیح مسلم: ح ۲۸۹۷، واللفظ لہ، صحیح ابن حبان: ۶۷۷۴، المستدرک: ۴/۴۸۲ وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

(۱۵) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ: کتب ستہ کے راوی اور "ثقہ ثبت عالم" ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۴۰۳۳)

حافظ ابن عدی نے حسن سند کے ساتھ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ نقل کیا ہے کہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَال: ((يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَمْكُثُ فِي النَّاسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً قِيلَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَنَةٌ كَسَنَةٍ فَقَالَ: هٰكَذَا قِيْلَ)).

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، پس لوگوں میں چالیس سال رہیں گے۔'' کہا گیا: اے ابو ہریرہ! (کیا وہ) سال (موجودہ) سال کی طرح (ہوگا؟) فرمایا: اسی طرح کہا گیا ہے۔ (الکامل ۷/۲۶۳۴)

(یہ حدیث امام طبرانی نے " أربعين سنة " تک اپنی کتاب الاوسط [۵۴۶۰ وسندہ حسن] میں بیان کی ہے)

حافظ ہیثمی نے کہا: "رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ".

اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۰۵)

ایک اور روایت میں ہے:

((لَا يَنْزِلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ، وَلٰكِنَّهُ يَنْزِلُ الْخَنْدَقَ، وَعَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةٌ يَحْرُسُونَهَا، فَأَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ النِّسَاءُ وَالْإِمَاءُ، فَيَذْهَبُ فَيَتْبَعُهُ النَّاسُ فَيَرُدُّونَهُ، فَيَرْجِعُ غَضْبَانَ حَتَّى يَنْزِلَ الْخَنْدَقَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ))

''دجال مدینہ میں نہیں اترے گا لیکن خندق تک آئے گا۔ مدینہ کے راستوں پر فرشتے مدینہ کی حفاظت کریں گے، سب سے پہلے اس کا پیچھا عورتیں کریں گی، پس وہ اسے تکلیف دیں گے تو وہ غضبناک ہوجائے گا حتیٰ کہ وہ خندق میں اتر جائے گا۔ پس اس وقت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔'' (الاوسط للطبرانی ۶/۲۱۹ ح ۵۴۶۱)

حافظ ہیثمی نے کہا:

"رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عُقْبَةَ بْنِ مُكْرَمٍ بْنِ عُقْبَةَ الضَّبِّيِّ وَهُوَ ثِقَةٌ".

یہ روایت حسن سند کے ساتھ مختصراً ''لَا یَنْزِلُ الدَّجَّالُ الْمَدِیْنَةَ'' تک الکامل لابن عدی (۲۶۳۴/۷) میں بھی موجود ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول مسیح کی احادیث کی اور سندیں بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے اخبار اصبہان لابی نعیم الاصبہانی (۱۲۲،۱۲۱/۲) وغیرہ، لہٰذا یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یقیناً متواتر ہے۔

(۲) **جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ:** مشہور جلیل القدر صحابی ہیں، حافظ ذہبی نے فرمایا: ''الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ الْفَقِيْهُ مُفْتِي الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِهِ''.

(تذکرۃ الحفاظ ۴۳/۱)

اور آپ کی عدالت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ))

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ قیامت تک حق پر قتال کرے گا، پس عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہو جائیں گے، تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا: آیئے ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ کہیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے کے امیر ہو، اللہ نے اس امت کو یہ بزرگی بخشی ہے۔''

(صحیح مسلم ح ۱۵۶/۲۴۷، ترقیم دارالسلام: ۳۹۵ واللفظ لہ، صحیح ابی عوانہ ۱۰۶/۲، ۱۰۷، صحیح ابن حبان: ۶۷۸۰، مسند احمد ۳۴۵/۳، ۳۸۴ ح ۱۵۱۹۴، ۱۴۷۷۷، التاریخ الکبیر للبخاری ۴۵۱/۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۸۰/۹)

ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس صدوق تھے، مگر تدلیس کرتے تھے۔ (التقریب: ۶۲۹۱)

صحیح مسلم وغیرہ میں انھوں نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، لہٰذا تدلیس کا اعتراض

مردود ہے۔ نیچے کی سند صحیحین کی شرط پر صحیح ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''لوگ (ملک) شام میں دھویں کے پہاڑ کی طرف بھاگیں گے، پس وہ (دجال) ان (مسلمانوں) کا سخت محاصرہ کرے گا اور ان پر سخت کوشش کرے گا۔''

((ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُنَادِي مِنَ السَّحَرِ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ!.... فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ))

''پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پس سحری کے وقت سے آواز دیں گے: اے لوگو!..... جب صبح کی نماز پڑھ لیں گے تو اس (دجال) کی طرف نکلیں گے۔''

(مسند احمد ۳/۳۶۸ ح ۱۵۰۱۷)

حافظ ہیثمی نے کہا: '' رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادَيْنِ رِجَالُ أَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ ''

(مجمع الزوائد ۷/۳۴۴)

(۳) النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ:

حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں: '' صَحَابِيٌّ مَشْهُورٌ سَكَنَ الشَّامَ ''

(التقریب: ۷۲۰۱)

سیدنا نواس رضی اللہ عنہ دجال کے بارے میں طویل حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

((إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ...... وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ......))

''(دجال اسی حالت میں ہوگا) کہ اچانک اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ شہر دمشق کی طرف زرد رنگ کی دو چادریں لپیٹے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں

پر رکھے ہوئے سفید منارہ کے پاس اتریں گے، جب عیسیٰ سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے جس کافر کو ان کے سانس کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا حلال نہ ہوگا، فوراً مر جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پھر وہ دجال کو تلاش کریں گے اور بابِ لِدّ، پر اسے قتل کر دیں گے، پھر وہ ان لوگوں کے پاس آئیں گے...... عیسیٰ اور ان کے ساتھی۔"

(صحیح مسلم: ۲۲۵/۴ - ۲۵۵ ح ۲۹۳۷، وعنہ البغوی فی شرح السنۃ ۵۴/۱۵، مسند احمد ۱۸۱/۴ ح ۱۷۷۷۹، سنن ابي داود: ۴۳۲۱، سنن ابن ماجہ: ۴۰۷۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۴۷، صحیح ابن حبان: ۶۷۷۶، جامع ترمذی: ۲۲۴۰ ولفظه : " فبينماهو كذلك إذ هبط عيسى بن مريم عليهما السلام بشرقي دمشق عند المنارة البيضاء . . ." وقال : " هذا حديث حسن صحيح غريب " المستدرک ۴۹۲/۴ وصححه الحاكم و وافقه الذهبي ، وقال البغوي في شرح السنة : " هٰذا حديث صحيح" فضائل القرآن للنسائی: ۴۹ کما فی تحفۃ الاشراف ۶۰/۹)

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سند بالکل صحیح ہے۔

(۴) اوس بن اوس رضی اللہ عنہ: آپ صحابی ہیں۔

دیکھئے اسد الغابۃ (۱۳۹/۱) اور الاصابۃ (۹۷/۱) وغیرہما

امام طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ))

"عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی ۲۱۷/۱ ح ۵۹۰)

حافظ نور الدین الہیثمی نے کہا: "رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ" (مجمع الزوائد ۲۰۵/۸)

اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(۵) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: آپ انتہائی جلیل القدر صحابی ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا:

''أَحَدُ السَّابِقِيْنَ الْمُكْثِرِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَأَحَدُ الْعِبَادَلَةِ الْفُقَهَاءِ ''

(التقريب :٣٤٩٩)

حافظ ذہبی نے کہا:

"الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ ...... وَقَدْ كَانَ مِنْ أَيَّامِ النَّبِيِّ ﷺ صَوامًا قَوامًا تَالِيًا لِكِتَابِ اللّٰهِ طلَّابَةً لِلْعِلْمِ" (تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۱، ۴۲)

آپ نے نبی ﷺ سے جو احادیث سنی تھیں، ان کا ایک مجموعہ (الصحیفۃ الصادقہ) تیار کیا تھا۔ یہ صحیفہ ان سے ان کے پوتے شعیب اور ان سے عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں، آپ سے تقریباً سات سو (۷۰۰) احادیث مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ۔لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ))

''دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس سال تک رہے گا (راوی کہتے ہیں:) میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا: یا چالیس مہینے یا چالیس سال، پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، گویا وہ عروہ بن مسعود ہیں، وہ دجال کو تلاش کر کے اسے ہلاک کر دیں گے، پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی۔''

(صحیح مسلم ۴/۲۲۵۸، ۲۲۵۹ ح ۲۹۴۰، النسائی فی کتاب التفسیر من السنن الکبریٰ کما فی تحفۃ الاشراف ۶/ ۳۹۱، مسند احمد ۲/۱۶۶ ح ۶۵۵۵، صحیح ابن حبان: ۷۳۰۹، المستدرک ۴/۵۴۳، ۵۴۴، ۵۵۰، وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

(٦) ابوسریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ:

حافظ ابن حجر نے کہا: "صَحَابِيٌّ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ"

آپ صحابی ہیں اور بیعتِ رضوان میں شامل تھے۔ (التقریب:۱۱۵۴)

آپ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ - فَذَكَرَ - الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ .))

''جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں قیامت نہیں آئے گی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا بترتیب ذکر فرمایا: (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابہ (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نازل ہونا (۶) یاجوج وماجوج کا نکلنا (۷) تین جگہ زمین کا دھنس جانا: ایک مشرق میں (۸) ایک مغرب میں (۹) اور ایک جزیرۂ عرب میں (۱۰) اور سب سے آخر میں اس آگ کا ذکر کیا جو یمن سے برآمد ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی۔''

(صحیح مسلم ۴/۲۲۲۵-۲۲۲۶ ح ۲۹۰۱، واللفظ لہ، مسند احمد ۴/۶، ۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۳۰، ۱۶۳ وعنہ ابن ماجہ: ۴۰۴۱، وکذا ابو داود: ۴۳۱۱، سنن ترمذی: ۲۱۸۳، السنن الکبریٰ للنسائی کما فی تحفۃ الاشراف ۳/۲۰، مسند الحمیدی [نسخۂ دیوبندیہ: ۸۲۷] مسند ابی داود الطیالسی: ۱۰۶۷، صحیح ابن حبان: ۶۸۰۴، مشکل الآثار للطحاوی ۱/۴۱۸ وغیرہم، امام ترمذی نے کہا: ''وهٰذا حديث حسن صحيح'')

(۷) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا: آپ دنیا وآخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ حیات، امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور انتہائی جلیل القدر مومنہ صحابیہ فقیہ تھیں، آپ کی روشن سیرت اور مناقب پر ایک ضخیم کتاب بھی ناکافی ہے، آپ بیان کرتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَأَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمُوهُ...... حَتَّى يَأْتِيَ الشَّامِ مَدِينَةٍ بِفِلَسْطِينَ بِبَابِ لُدٍّ، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ مَرَّةً: حَتَّى يَأْتِيَ فِلَسْطِينَ بَابَ لُدٍّ، فَيَنْزِلَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلَهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ عِيسَى عليه السلام فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا، وَحَكَمًا مُقْسِطًا))

''اگر دجال نکلے اور میں زندہ ہوں تو میں تمھارے لئے کافی ہوں ...... حتیٰ کہ وہ شام فلسطین کے ایک شہر لد کے دروازے کے پاس آئے گا، پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، پس وہ اسے قتل کر دیں گے، اس کے بعد وہ زمین میں چالیس سال تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔''

(مسند احمد ۶/۷۵ ح ۲۴۹۷۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۳۴، صحیح ابن حبان: ۶۷۸۳، الدر المنثور ۲/۲۴۲ واللفظ لہ)

اس کی سند حسن ہے۔ (کما حققتہ فی تخریج النھایۃ فی الفتن والملاحم مخطوط ص ۱۲۱ ح ۲۶۶ یسر اللہ لنا طبعہ)

حافظ ہیثمی نے کہا: "رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ وَهُوَ ثِقَةٌ" (مجمع الزوائد ۷/۳۳۸)

(۸) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: آپ مشہور فقیہ اور بدری صحابی ہیں۔

حافظ ذہبی نے کہا:

"الإِمَامُ الرَّبَّانِيُّ ...... صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَادِمُهُ وَأَحَدُ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ وَمِنْ كُبَارِ الْبَدْرِيِّيْنَ وَمِنْ نُبَلَاءِ الْفُقَهَاءِ وَ الْمُقْرِئِيْنَ كَانَ مِمَّنْ يَتَحَرَّى فِي الْأَدَاءِ وَيُشَدِّدُ فِي الرِّوَايَةِ وَيَزْجُرُ تَلَامِذَتَهُ عَنِ التَّهَاوُنِ فِيْ ضَبْطِ الْأَلْفَاظِ "

آپ امام ربانی، صحابیٔ رسول اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، آپ سابقین، اولین اور بڑے بدری صحابہ میں سے تھے، آپ شریف فقہاء اور قاریوں میں سے تھے اور روایتِ حدیث میں سختی برتتے تھے اور اپنے شاگردوں کو الفاظ یاد کرنے میں

لا پرواہی پر سخت جھڑ کتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱۴،۱۳/۱)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو آپ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی اور باہم قیامت کا تذکرہ ہوا، سب نے ابراہیم (علیہ السلام) سے قیامت کے بارے میں سوال کیا، لیکن انھیں کچھ معلوم نہ تھا، پھر موسیٰ (علیہ السلام) سے سوال کیا تو انھیں بھی کوئی علم نہ تھا، تو پھر عیسیٰ (علیہ السلام) سے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:

''قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا ، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ ، قَالَ: فَأَنْزِلُ ، فَأَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلَادِهِمْ...... إلخ ''

''میرے ساتھ قیامت سے قبل (نزول کا) وعدہ کیا گیا ہے، لیکن اس کا وقت اللہ کو ہی معلوم ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا، پس لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹیں گے...... الخ''

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ واللفظ لہ، وقال البوصیری: ''ھذا إسناد صحیح رجالہ ثقات'' مسند احمد ۳۷۵/۱ ح ۳۵۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵۸/۱۵) اور امام حاکم نے کہا: ''ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ'' اور حافظ ذہبی نے کہا: ''صحیح''، ورواہ سعید بن منصور وابن المنذر وابن مردویہ والبیہقی فی البعث والنشور کما فی الدر المنثور ۲۱۵/۵)

یہ سند حسن ہے، اس کے راوی مؤثر بن عفازہ کو ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (۴۶۳/۵) اور امام العجلی نے کہا: ''مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِاللّٰهِ ثِقَةٌ''

(تاریخ الثقات: ۱۶۴۹)

حاکم، ذہبی اور بوصیری نے تصحیح کے ساتھ ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا وہ حسن الحدیث ہیں اور انھیں مجہول کہنا غلط ہے۔

(۹) مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ: آپ صحابی ہیں۔ (التقریب: ۶۴۸۹)

آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ))

''ابن مریم (علیہ السلام) دجال کو لدّ کے دروازے کے پاس قتل کریں گے۔''

(سنن ترمذی: ۲۲۴۴، وعنہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ ۲۹۱/۴، وکذا مسند احمد ۴۲۰/۳ ح ۱۵۵۴۵–۲۲۶/۴ ح ۸۱۵۲، ۳۹۰۱ ح ۱۹۷۰۷، مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۳۵، وعنہ احمد والطبرانی فی الکبیر ۴۴۳/۱۹ ح ۱۰۷۵، وکذا مسند الحمیدی نسخۂ دیوبندیہ: ۸۲۸ وعنہ الطبرانی ۴۴۴/۱۹ ح ۱۰۷۸، وکذا مصنف ابن ابی شیبۃ نسخہ جدیدۃ ۵۰۰/۷ ح ۳۷۵۳۴، صحیح ابن حبان: ۶۷۷۲ واللفظ لہ المعجم الکبیر للطبرانی ۴۴۳/۱۹ ح ۱۰۷۵–۴۴۵ ح ۱۰۸۱، المؤتلف والمختلف للدارقطنی ۴۳۸/۱، ۴۳۹، شرح السنۃ للبغوی ۶۴/۱۵ من طرق عن الزہری عن ابن ثعلبۃ عن ابن جاریہ عن مجمع بہ، امام ترمذی نے کہا: ''ھذا حدیث صحیح'' اور بغوی نے ان کی موافقت کی ہے۔)

یہ سند حسن ہے۔ حاکم نے اس سند کے ساتھ ایک حدیث روایت کی ہے۔ (المستدرک ۱۹۳/۱) اور اسے صحیحین کی شرط پر صحیح کہا اور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ زہری نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے اور اس کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

(۱۰) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: آپ صحابی ہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: "صَحَابِيٌّ، بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" (التقریب: ۳٦۳۸)

آپ بیعتِ رضوان میں شامل تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((...... ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، وَعَلَى مِلَّتِهِ مَاتَ، إِمَامًا مَهْدِيًّا، وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ.))

''پھر عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کی ملت پر امام مہدی اور حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس وہ دجال کو قتل کریں گے۔''

(المعجم الأوسط ۲۹۳/۵ ح ۴۵۷۷)

حافظ ہیثمی نے کہا:

"رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَفِي بَعْضِهِمْ ضَعْفٌ لَا يَضُرُّ" اسے طبرانی نے المعجم الکبیر اور المعجم الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور بعض میں ضعف ہے جو مضر نہیں، انتہی۔

(مجمع الزوائد ۷/۳۳۶)

[تنبیہ: اس روایت کی سند یونس بن عبید اور حسن بصری دونوں کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔]

یاد رہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام امام مہدی ہیں، مگر امتِ مسلمہ کا امام مہدی دوسرا شخص ہے، جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ یہ تو تھیں چند صحیح یا حسن روایات، ان کے علاوہ متعدد صحابہ سے نزولِ مسیح کی روایات آئی ہیں۔ مثلاً:

① واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۴/۴۲۸ وصححہ ووافقہ الذہبی وضعفہ الہیثمی فی المجمع ۷/۳۲۸)

② ابوامامہ رضی اللہ عنہ

(حلیۃ الاولیاء ۶/۱۰۸، سنن ابن ماجہ: ۴۰۷۷، سنن ابی داود: ۴۳۲۲ مختصراً جداً)

③ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ

(مسند احمد ۴/۲۱۷ ح ۱۸۰۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۳۶، ۱۳۷، المستدرک ۴/۴۷۸)

④ ثوبان رضی اللہ عنہ (سنن النسائی ۶/۴۲، مسند احمد ۵/۲۷۸ ح ۲۲۷۵۹، التاریخ الکبیر ۶/۷۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/۱۷۷، الکامل لابن عدی ۲/۵۸۳)

مختصر یہ کہ نزول مسیح کی احادیث متواتر ہیں، لہٰذا ان سے قطعی، حتمی یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

آثار صحابہ ومن بعدھم

متعدد صحابۂ کرام سے رفع اور نزولِ مسیح کا عقیدہ ثابت ہے، مثلاً:

① ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۵، ۱۵۷)

② عمر رضی اللہ عنہ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۳، ۱۴۴، الفتن لنعیم بن حماد: ۱۴۹۷)

③ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۴، الفتن لنعیم: ۱۵۳۸) وغیرہم

اور یہی عقیدہ تابعین ومن بعدھم سے ثابت ہے، مثلاً:

① طاؤس (مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۳)

② محمد بن سیرین (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۹۸)

③ ابراہیم (النخعی) (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۵) وغیرہم، رحمہم اللہ

خلاصہ: اس مضمون میں جو آیات، احادیث اور آثار ذکر کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

۱: عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے، بلکہ انھیں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہے۔

۲: عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہلِ کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے، یعنی ابھی تک ان پر موت نہیں آئی۔

۳: عیسیٰ علیہ السلام کا ''نزول'' قیامت کی نشانی ہے۔

۴: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

۵: آپ کا نزول آسمان سے ہوگا۔

۶: آپ حاکم عادل ہوں گے۔

۷: آپ صلیب کو توڑ دیں گے۔

۸: خنزیر کو ہلاک کریں گے۔

۹: مال کو بہا دیں گے حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

۱۰: جنگ، خراج اور جزیہ کو ختم کریں گے۔

۱۱: آپ کے دور میں عداوت، بغض اور حسد ختم ہو جائیں گے۔

۱۲: جوان اونٹوں کی پروا نہیں کی جائے گی۔

۱۳: آپ حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے، اور روحاء کی گھاٹی سے گزریں گے۔

۱۴: آپ کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ وسفید ہے اور بال سیدھے ہیں۔

۱۵: آپ دمشق کے مشرق کی طرف سفید منارہ پر دو فرشتوں کے پروں پر دو زرد کپڑے پہنے ہوئے اتریں گے۔

۱۶: آپ کے سانس کی خوشبو جس کافر تک پہنچے گی، وہ مر جائے گا، آپ کے سانس کی خوشبو تاحدِ نظر پھیل جائے گی۔

۱۷: جب آپ نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امام (مہدی) ان میں موجود ہوگا۔

۱۸: آپ دجال کو ''لُدّ'' کے مقام پر قتل کریں گے۔

۱۹: آپ کے دور میں اسلام کے علاوہ سارے مذاہب (مثلاً یہودیت، عیسائیت، ہندوازم وغیرہ) ختم ہو جائیں گے۔

۲۰: زمین میں امن قائم ہوگا، اونٹ شیر کے ساتھ، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بکریاں اکٹھا چریں گی، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

۲۱: آپ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔

۲۲: پھر آپ فوت ہو جائیں گے، مسلمان آپ کا جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس، حجرہ مبارکہ میں) دفن کر دیں گے۔

۲۳: آپ کی صورت مبارکہ سیدنا عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مشابہ ہے۔

ان علامات سے معلوم ہوا کہ مسیح عیسیٰ بن مریم ناصری علیہ السلام ابھی تک نازل نہیں ہوئے اور نہ ''دجال اکبر'' کا ظہور ہوا ہے، جب کانا دجال ظاہر ہوگا تو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں کر اسے قتل کریں گے، لہٰذا جو شخص آپ کے نزول سے پہلے تکذیبِ احادیث

،تاویلات اور باطنیت کے زور سے مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے وہ کافر کذاب اور دجال ہے،ایسے شخص کے ہتھکنڈوں اور چالوں سے بچنا ہر مسلم پر فرض ہے۔

ایک کذاب کا تذکرہ: ماضی قریب میں ہندوستان (پنجاب) میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی گزرا ہے،اس شخص نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہوئے مجدد، مسیح موعود، نبی تابع اور نبی مستقل کا دعویٰ کیا اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دیا،علمائے مسلمین مثلاً: مولانا محمد حسین بٹالوی ، مولانا سید نذیر حسین الدہلوی ، الشیخ عبدالجبار غزنوی، الامام ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مقلدین (چاہے نبی سمجھیں یا مجدد، مصلح وغیرہ) کو بالاتفاق کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا، بٹالوی صاحب وہ شخصیت ہیں جنھوں نے سب سے پہلے مرزا پر فتویٰ کفر لگایا تھا۔مرزا قادیانی نے صرف آپ کو ہی ''اول المکفرین '' کالقب دیا(دیکھئے تحفۂ گولڑویہ از مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۲۱ ط قادیان ۱۹۱۴ء بحوالہ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ) بٹالوی صاحب کا فتویٰ ''دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور'' نے زیور طبع سے آراستہ کرکے شائع کردیا ہے۔

چونکہ اس مختصر مضمون میں متنبّی کذاب مرزا احمد قادیانی اور اسکی (قادیانی لاہوری) پارٹی کی کفریات و خیانتیں جمع کرنے کا موقع نہیں ، جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ امام امرتسری، امام عبداللہ معمار امرتسری کی محمدیہ پاکٹ بک اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی لاجواب کتاب''القادیانیۃ''اور دیگر کتابوں کی طرف رجوع کرے،اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے کہ مرزا قادیانی اور اسکی (لاہوری یا قادیانی) پارٹی کے کافر، مرتد اور خارج از دائرہ اسلام ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔اپنے اس مختصر مضمون کی مناسبت سے آپ کے سامنے اس جھوٹے نبی اور خود ساختہ مسیح موعود کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد لکھتا ہے:"والقسم یدل علٰی أن الخبر محمول علٰی الظاهر ،

لا تأويل فيه ولا استثناء وإلا فأي فائدة كانت في ذكر القسم

فتدبر كالمفتشين المحققين "

اور قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خبر (پیش گوئی) ظاہر پر محمول ہے، اس میں نہ تو تاویل ہے اور نہ استثناء، ورنہ پھر قسم کے ذکر کرنے میں کیا فائدہ ہے، پس غور کر تفتیش و تحقیق کرنے والوں کی طرح۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۱۵ نسخہ قدیمہ)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ الامام المعصوم، الصادق المصدوق محمد رسول اللہ، خاتم النبیین ﷺ نے قسم کھا کر (والذی نفسی بیدہ / ونحوہ) یہ پیشین گوئی فرمائی کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے باعترافِ مرزا - اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے، اس میں نہ تاویل کی جائے گی اور نہ استثناء، لہٰذا فرقۂ قادیانیہ کا نزولِ مسیح کی صحیح و متواتر احادیث کی باطنی تاویلات کرنا خود ان کے "خودساختہ نبی" کی تحقیق کے مطابق بھی باطل اور کذب بیانی ہے، لہٰذا ان کے پاس اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

ایک عجیب اعتراض: بعض لوگوں نے نزولِ مسیح کی متواتر احادیث میں انتہائی معمولی اختلاف کی وجہ سے اسے روایت بالمعنیٰ قرار دے کر رد کرنے کی کوشش کی ہے، مثلاً:

((وَالَّذِی نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا))

① وَالَّذِی نَفْسِي بِيَدِهِ اور وَاللّٰهِ

② حَكَمًا عَدْلًا اور حَكَمًا مُقْسِطًا

③ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ اور لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ وغیرہ

جواب نمبر ا: جمہور کے نزدیک اگر راوی عالم، فقیہ، عارف بالالفاظ ہو (مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ) تو اس کی روایت بالمعنیٰ بھی جائز (اور صحیح) ہے۔

(دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح ح ۲۲۶ الاحکام للآمدی ۲/۱۱۵ وغیرہما)

جواب نمبر ۲: نبی ﷺ نے کبھی وَالَّذِی نَفْسِي بِيَدِهِ! اور کبھی وَاللّٰهِ! (وغیرہ) فرمایا، لہٰذا راوی نے دونوں (یا اکثر) طرح سنا اور یاد رکھا اور کبھی ایک طرح اور کبھی دوسری طرح بیان کر دیا، آخر اس میں اعتراض ہی کیا ہے؟

جواب نمبر ۳: نزولِ مسیح کی روایات اس پر متفق ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے،

دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے وغیرہ، تو کیا روایات کے "خورد بینی" اختلاف کی وجہ سے اس متفق علیہ متن کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جائے گا۔ مثلاً:

ایک قابل اعتماد ذریعے سے خبر ملی: "عراقی مجاہدین کا امریکی فوج پر حملہ ...... دس فوجی ہلاک"

دوسرا قابل اعتماد ذریعہ: "بغداد میں قابض فوج اور مجاہدین میں جھڑپ ...... دس امریکی مارے گئے"

تیسرا قابل اعتماد ذریعہ: "حریت پسندوں اور غاصب امریکی فوج میں شدید مقابلہ ...... دس فوجی نیست و نابود اور متعدد زخمی"

کیا یہ تین خبریں سن کر کوئی ہوش مند اعلان کر دے گا کہ چونکہ روایات میں اختلاف ہے، لہٰذا نہ کوئی جھڑپ ہوئی اور نہ کوئی مارا گیا؟ ظاہر ہے ایسا اعلان کرنے والے "ہر ہوش مند" کی جگہ پاگل خانہ ہی ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر۴: قرآن مجید میں ہے:

﴿فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ (البقرہ: ۶۰)

﴿فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ (الاعراف: ۱۶۰)

اس کی اور بھی مثالیں ہیں، بہر حال ثابت ہوا کہ اگر مفہوم ایک ہو تو الفاظ کا اختلاف جائز ہے۔

جواب نمبر۵: ان احادیث کی صحت پر امت کا اجماع ہے اور امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، لہٰذا بعض روایات میں الفاظ کا انتہائی معمولی اختلاف چنداں مضر نہیں ہے۔

جواب نمبر۶: فقہاء و محدثین میں یہ اصل متفق علیہ ہے کہ عدم ذکر، نفی ذکر پر مستلزم نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: "وَلَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ الذِّكْرِ الشَّيْء عَدَم وُقُوعِهِ"

کسی چیز کے عدم ذکر سے اس چیز کا عدمِ وقوع لازم نہیں آتا۔ (الدرایہ ۱/۲۲۵)

مزید تحقیق کے لئے کتبِ اصول کا مطالعہ کریں۔

ابو الخیر اسدی کا تعارف: راقم الحروف نے ابو الخیر" مذکور کی کتاب "اسلام میں نزول

مسیح کا تصور'' شروع سے آخر تک پڑھی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ شخص جاہل، کذاب ،افاک اور مغالطہ باز ہے، یہ شخص پکا منکرِ حدیث ہے یہ اپنی کتاب (ص ۸) میں لکھتا ہے:

''امام دارقطنی اور محدث ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ صحیحین کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے، اس سے وہ احادیث مستثنیٰ ہیں جن پر بعض قابلِ اعتماد محدثین کی طرف سے گرفت ہو چکی ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بخاری میں نزول مسیح کی وہ روایتیں جو ابن شہاب زہری سے مروی ہیں ان پر چونکہ بعض ائمہ حدیث قدح کر چکے ہیں اس لئے ایسی مقدوح حدیثوں پر کسی اہم عقیدے کی بنیاد استوار نہیں ہو سکتی''

تو عرض ہے کہ محدث ابن الصلاح وغیرہ چند احادیث کے استثناء کے ساتھ صحیحین کو (امت کا بالاجماع) تلقی بالقبول کا درجہ دیتے ہیں لہٰذا صحیحین کی تمام روایات جن پر کسی قابل اعتماد محدث کی طرف سے گرفت نہیں کی گئی وہ صحیح اور قطعی ہیں، صرف وہ احادیث مستثنیٰ ہیں، جن پر کسی قابل اعتماد محدث کی طرف سے گرفت ہو چکی ہے (اگر چہ ہماری تحقیق کے مطابق ان میں بھی حق بخاری و مسلم و من معہما کے ساتھ ہی ہے) رہا اسدی صاحب کا قول کہ ''ہم بھی یہی کہتے ہیں......نہیں ہو سکتی''

تو ہم واضح الفاظ میں پوچھتے ہیں کہ صحیحین کی وہ روایتیں جو ابن شہاب زہری سے مروی ہیں، ان پر کس امام اور قابل اعتماد محدث نے گرفت وقدح کی ہے؟ پورا پورا اور صحیح صحیح حوالہ چاہئے ورنہ پھر اسدی صاحب کے کذاب ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اسدی صاحب کے قول: ''ان پر چونکہ بعض ائمہ حدیث قدح کر چکے ہیں اس لئے ایسی مقدوح حدیثوں پر......'' میں ''ان'' سے مراد ''احادیث'' ہیں، جیسا کہ سیاق وسباق سے ظاہر ہے، اور مقدوح ''قدح'' کے الفاظ بھی اس پر واضح دلالت کر رہے ہیں۔

اگر وہ صحیحین کی ان احادیث پر کسی ایک امام یا محدث کی قدح و گرفت ثابت نہ کر سکے، تو اسے علی الاعلان توبہ کرنی چاہئے، ورنہ یاد رکھنا چاہئے کہ

﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾ ''بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔''

اسی کتاب (کے ص۹۴ تا ۹۷) میں یہی شخص ''زہری سے ہمارے اختلاف کی تیس وجوہات'' کا عنوان باندھ کر کذب وفریب کا طومار پھیلا دیتا ہے، مثلاً:

''۱۳: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف غیر واقع اقوال منسوب کرنے میں نہایت بے باک اور آخرت کی باز پرس سے بے پرواہ معلوم ہوتے ہیں''

''۲۲: بعض صحابہؓ سے انھیں خدا واسطے کا بیر ہے''

'' ۳۰: رائی کا پربت بنانا ان کا فن تھا جو درحقیقت کذب ہی کی ایک قسم خفی ہے'' وغیرہ

حالانکہ امام زہری پر یہ اور اس جیسے دوسرے الزامات کسی ایک بھی امامِ حدیث یا محدث سے بالکل ثابت نہیں ہیں، اسدی صاحب اور اسکی پارٹی کو چیلنج ہے کہ ان اقوال میں سے صرف ایک ہی کسی قابلِ اعتماد محدث (مثلاً: مالک، شافعی، احمد، بخاری، مسلم، ابوداود، ابن حبان اور ابن خزیمہ وغیرہم) سے ثابت کردیں!

گزشتہ صفحات میں یہ ثابت کردیا گیا ہے کہ امام زہری، نزولِ مسیح کی احادیث میں منفرد نہیں ہے بلکہ ایسی بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں جن کا کوئی راوی امام زہری نہیں اور وہ نزولِ مسیح پر صاف دلالت کرتی ہیں۔

آخر میں صحیح بخاری کی کتاب ''فضائل الصحابہ'' سے امام زہری کی بعض مرویات کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

۱: فضل ابی بکر (رضی اللہ عنہ)	۳۔احادیث
۲: مناقب عمر (رضی اللہ عنہ)	۵۔احادیث
۳: مناقب عثمان (رضی اللہ عنہ)	۱۔حدیث
۴: مناقب علی (رضی اللہ عنہ)	×
۵: فضل عائشہ (رضی اللہ عنہا)	۱۔حدیث
۶: ذکر ہند بنت عتبہ (رضی اللہ عنہا)	۱۔حدیث

قارئین: فیصلہ کریں کہ کیا ایک شیعہ راوی، ابوبکر و عمر و عائشہ و ہند رضی اللہ عنہم کے مناقب میں تو

احادیث روایت کرتا ہے، مگر علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک بھی نہیں! لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ امام زہری شیعہ نہیں تھے بلکہ اہل سنت کے انتہائی جلیل القدر امام تھے۔ اسدی کے کذب و افتراء کی بنیاد پر پندرھویں صدی میں انھیں شیعہ کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے اور اگر وہ توبہ کے بغیر مر گیا تو ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾

''عنقریب وہ لوگ جان لیں گے جنھوں نے ظلم کیا کہ انھیں کس کروٹ لٹایا جاتا ہے۔''

❀❀❀

ظہورِ امام مہدی: ایک نا قابلِ تردید حقیقت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد:

صحیح اور حسن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے، مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے دور میں اللہ تعالیٰ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ اس خلیفہ کا لقب امام مہدی ہے اور انھی کے دور میں (بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے) سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں بعض صحیح و حسن احادیث با حوالہ و تصحیح درج ذیل ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنكُمْ؟))

''تمھارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمھارے درمیان نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا؟'' (صحیح بخاری:۳۴۴۹، صحیح مسلم:۱۵۵، ترقیم دارالسلام:۳۹۲)

اس حدیث میں امام سے مراد (ایک قول میں) امام مہدی آخر الزمان ہیں۔

دیکھئے ''اکمال اکمال المعلم''، لمحمد بن خلیفہ الوشتانی الاُبی (شرح اُبی علیٰ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۰، کتاب الایمان حدیث:۲۴۴)

حافظ ابن حبان نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نزولِ عیسیٰ بن مریم تک اُمت میں امامت (خلافت وحکومت) رہے گی۔

دیکھئے الاحسان (۱۵/۲۱۳ ح ۶۸۰۲، دوسرا نسخہ:۶۷۶۴)

تنبیہ: بعض روایات میں '' فـأمّـكـم '' کا لفظ آیا ہے، جس کی تشریح میں امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) نے فرمایا: ''فَـأَمَّـكُـمْ بِكِتَـابِ رَبِّـكُـمْ تَبَـارَكَ وَتَـعَـالَى ، وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صلى الله عليه وسلم '' پھر وہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تمھاری

امامت (حکومت) کریں گے: تمھارے رب عزوجل کی کتاب اور تمھارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت کے ساتھ۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۲۴۶، ترقیم دار السلام: ۳۹۴)

۲ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ، قَالَ: ((فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صلى الله عليه وسلم، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ)).

''میری امت کا ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ حق پر قتال کرتے ہوئے غالب رہے گا، پھر عیسیٰ بن مریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نازل ہوں گے تو اُن (مسلمانوں) کا امیر کہے گا: آئیں! ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ فرمائیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے پر امراء ہو، اللہ نے اس اُمت کو فضیلت بخشی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۵۶، دار السلام: ۳۹۵)

حدیثِ مذکور میں امیر سے مراد مہدی ہیں۔

دیکھئے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح لملا علی القاری (۹/۳۴۱ ح ۵۵۰۷)

۳ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا.))

''میری اُمت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو (لوگوں میں) گنے بغیر مال اُڑائے گا، یعنی تقسیم کرے گا۔'' (صحیح مسلم: ۲۹۱۳، دار السلام: ۷۳۱۵، شرح السنہ للبغوی ۱۵/۸۶، ۸۷ ح ۴۲۸۱ باب المهدي وقال: "هذا حديث صحيح" إلخ)

اس حدیث میں خلیفہ سے مراد امام مہدی ہیں۔

۴ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَسْقِيهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَيُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا، وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَتَعْظُمُ الْأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا يَعْنِي حِجَجًا.)) ''میری اُمت کے آخر میں مہدی آئیں گے جس کے لئے اللہ بارشیں

نازل فرمائے گا اور زمین اپنی نباتات اُگل دے گی، عدل وانصاف سے مال تقسیم کرے گا، مویشی زیادہ ہو جائیں گے اور اُمت کا غلبہ ہوگا، وہ (اپنے ظہور کے بعد) سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔'' (المستدرک ۵۵۷/۴، ۵۵۸ ح ۸۶۷۳، وسندہ صحیح)

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

نیز دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۱۳، دارالسلام: ۷۳۱۵)

⑤ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ.))

''مہدی ہمارے اہلِ بیت میں سے ہے، اللہ اُسے ایک رات میں درست کر دے گا۔''

(مسند احمد ۸۴/۱ ح ۶۴۵ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۵)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے۔ یاسین العجلی الکوفی اور ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے اور اُن پر جرح مردود ہے، نیز دیکھئے سنن ابی داود (۴۲۸۳ وسندہ حسن) اور یہی مضمون فقرہ: ۸

⑥ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ.)) ''مہدی میرے اہل بیت میں سے: فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔'' (سنن ابی داود: ۴۲۸۴ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۶)

⑦ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا - أَوْ لَا تَنْقَضِي الدُّنْيَا - حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِءُ اسْمُهُ اسْمِي.)) ''دنیا اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک عربوں کا بادشاہ (حاکم) میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نہ بن جائے جس کا نام میرے نام جیسا (یعنی محمد) ہو گا۔'' (مسند احمد ۳۷۷/۱ ح ۳۵۷۳، ص ۴۳۰ ح ۴۰۹۸ وسندہ حسن، سنن ابی داود: ۴۲۸۲، سنن الترمذی: ۲۲۳۰ وقال: ''حسن صحیح''، وصححہ الذہبی فی تلخیص المستدرک ۴۴۲/۴)

اس حدیث کے راوی قاری عاصم بن ابی النجود الکوفی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک موثق

ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے، لہٰذا اُن پر جرح مردود ہے اور باقی سند صحیح لذاتہ ہے۔

فائدہ: فطر بن خلیفہ (صدوق حسن الحدیث وثقہ الجمہور) وغیرہ کی روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ((وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي .)) "اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔" (مصنف ابن ابی شیبہ: نسخہ محمد عوامہ التقلیدی ۲۱/۲۹۲ ح ۳۸۸۰۲ وسندہ حسن، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۶۳ ح ۱۰۲۱۳)

نیز دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۷۸۵، دوسرا نسخہ: ۶۸۲۴، موارد الظمآن: ۱۸۷۸)

یعنی امام مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ، لَبَعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا)) "اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہلِ بیت میں سے ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے (اس طرح) بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔"

(سنن ابی داود: ۴۲۸۳ وسندہ حسن فطر بن خلیفہ حسن الحدیث وباقی السند صحیح)

⑨ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ .)) "تعجب ہے کہ میری اُمت میں سے بعض لوگ قریش کے ایک آدمی پر حملہ کرنے کے لئے بیت اللہ کا رُخ کریں گے جس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہوگی، پھر جب وہ بیداء (مقام) پر پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔" (صحیح مسلم: ۲۸۸۴، دارالسلام: ۷۲۴۴)

⑩ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ((يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ .))

"ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا، پھر اس پر ایک لشکر حملہ کرے گا، جب وہ بیداء

زمین (مقام) پر پہنچیں گے تو انھیں دھنسا دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم: ۲۸۸۲، دارالسلام: ۷۲۴۰)

ان احادیثِ مرفوعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے امام مہدی کا ظہور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہ ایسا سچ ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔

بہت سے علمائے کرام نے ظہورِ مہدی والی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے، مثلاً:

۱: حافظ ابوالحسین محمد بن الحسین الآبری السجزی

(فتح الباری ۶/ ۴۹۳، ۴۹۴ ح ۳۴۴۹، المنار المنیف لابن القیم ص ۱۴۱۔۱۴۲)

۲: محمد بن جعفر بن ادریس الکتانی (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۲۳۶ ح ۲۸۹)

تفصیل کے لئے دیکھئے ڈاکٹر عبدالعلیم بن عبدالعظیم البستوی کی کتاب "**المهدي المنتظر في ضوء الأحاديث والآثار الصحيحة**" (ص ۴۰۔۴۳)

اب امام مہدی کے بارے میں بعض آثار پیشِ خدمت ہیں:

۱: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنہ ہوگا اس میں لوگ اس طرح تپیں گے جس طرح سونا بھٹی میں تپتا ہے، لہٰذا اہلِ شام کو بُرا نہ کہو، کیونکہ اُن میں ابدال ہیں اور شامی ظالموں کو بُرا کہو... پھر لوگ قتال کریں گے اور انھیں شکست ہوگی، پھر ہاشمی ظاہر ہوگا تو اللہ تعالیٰ انھیں دوبارہ باہم شیر وشکر بنا دے گا اور اپنی نعمتوں کی فراوانی فرما دے گا، پھر لوگ اسی حالت پر ہوں گے کہ دجال کا خروج ہوگا۔" (المستدرک للحاکم ۴/ ۵۵۳ ح ۸۶۵۸ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

۲: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم: اہلِ بیت میں سے ایک نوجوان لڑکا ظاہر ہوگا، اُس پر فتنے آئیں گے، لیکن وہ فتنوں سے بچا رہے گا، وہ اس اُمت کا معاملہ سیدھا کر دے گا۔" الخ (السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلہا والساعۃ وأشراطہا للدانی ج ۵ ص ۱۰۴۳ ح ۵۵۹ وسندہ حسن، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۱۹۶ ح ۳۷۶۲۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "مِنَّا ثَلَاثَةٌ ، مِنَّا السَّفَّاحُ وَمِنَّا الْمَنْصُورُ وَمِنَّا الْمَهْدِيُّ" ہم میں سے تین ہیں: خون بہانے والا، جس کی مدد کی جائے گی اور مہدی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۱۹۷ ح ۳۷۶۳۱ وسندہ حسن)

۳: ایک صحابی سے روایت ہے کہ اس وقت تک مہدی ظاہر نہیں ہوں گے جب تک نفسِ زکیہ قتل نہ ہو جائے...الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۹۹ ح ۳۷۶۴۲ وسندہ حسن)

۴: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کے بارے میں فرمایا:

" فإنهم أسعد الناس بالمهدي " کوفہ والے مہدی کے ساتھ خوش بخت ہوں گے۔

(الفتن للدانی ۵/۱۰۵۸، ۱۰۵۹ ح ۵۷۸ وسندہ حسن)

ان احادیث اور آثار کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے محمد بن عبداللہ الفاطمی الہاشمی نام کے ایک خلیفہ ہوں گے جنھیں امام مہدی کہتے ہیں، اُن کے زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور رُوئے زمین پر دینِ اسلام کا غلبہ ہوگا۔

متعدد علمائے کرام نے ظہورِ امام مہدی کی احادیث کو صحیح و ثابت قرار دیا ہے، مثلاً: امام ترمذی، حافظ ابن حبان، حاکم، عقیلی اور ذہبی وغیرہم۔ دیکھئے مولانا محمد منیر قمر نواب الدین حفظہ اللہ کی کتاب: ''ظہورِ امام مہدی ایک اٹل حقیقت''

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ)) ''اور عیسیٰ بن مریم کے علاوہ مہدی نہیں۔'' (سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۹)

یہ روایت چار وجہ سے ضعیف یعنی مردود ہے:

۱: حسن بصری رحمہ اللہ مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

۲: محمد بن خالد الجندی مجہول راوی ہے اور اُس کی توثیق امام ابن معین سے ثابت نہیں۔

۳: ابان بن صالح نے حسن بصری سے یہ حدیث نہیں سنی۔

۴: محدثینِ کرام میں سے کسی نے بھی اس روایت کو صحیح نہیں کہا، بلکہ بیہقی، حاکم اور ذہبی وغیرہم نے اسے ''منکر'' یعنی ضعیف و مردود قرار دیا ہے۔

دیکھئے میری کتاب: تخریج النہایۃ فی الفتن والملاحم (مخطوط ص ۷۱، ۷۲ ح ۱۰۷)

❀❀❀

دجال اکبر کا خروج

الحمدللّٰه رب العالمین والصّلٰوة والسّلام علٰی رسوله الأمین ، أما بعد:

قیامت سے پہلے رُوئے زمین پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ بنی آدم میں سے ایک مرد: دجال اکبر کا خروج ہوگا، جیسا کہ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبَعِثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ.)) ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجالوں کا خروج نہ ہو جائے، ان میں سے ہر دجال یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔'' (صحیفہ ہمام بن منبہ: ۴۴، صحیح بخاری: ۳۶۰۹)

اس صحیح اور مشہور حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت سے پہلے تیس دجال کذاب نکلیں گے، جن میں سے ہر دجال اپنے آپ کو رسول اللہ کہے گا اور یہ پیشین گوئی (غیب کی خبر) بالکل سچ اور حقیقت ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے ان دجالوں میں مسیلمہ کذاب اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہما بہت مشہور ہیں۔ لعنهم اللّٰه

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.)) ''اور میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور (سُن لو!) میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (سنن ابی داود: ۴۲۵۲ وسندہ صحیح، وأصلہ فی صحیح مسلم: ۲۸۸۹، ابوقلابہ بریٔ من التدلیس)

ان تمام دجالوں کے آخر میں دجال اکبر (بڑا دجال) نکلے گا، جس کے فتنے سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔ دجال اکبر کے بارے میں بعض صحیح احادیث مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

١) سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مِنْ قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ.)) ''دجال اُس بستی سے نکلے گا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔'' (مسند ابی بکر الصدیق للامام ابی بکر احمد بن علی بن سعید القاضی: ۵۹، وسندہ صحیح، البحر الزخار للبزار ۱/۱۲۲،۱۱۳ ح ۴۷، مسند ابی یعلیٰ: ۳۴ وابواسامہ حماد بن اسامہ صرح بالسماع عندہ وھو بریٔ من التدلیس، وللحدیث طرق اخریٰ عند الترمذی: ۲۲۳۷ وابن ماجہ: ۴۰۷۲ واحمد ۱/۴، ۷ وغیرہم)

٢) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر ابن صیاد کو دجال قرار دیتے تھے۔
(دیکھئے صحیح بخاری: ۷۳۵۵، صحیح مسلم: ۲۹۲۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.)) ''اگر یہ (دجال اکبر) ہوا تو تم اُس پر مسلط نہیں ہو سکتے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل میں تمھارے لئے کوئی خیر نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۳۵۴، صحیح مسلم: ۲۹۳۱)

٣) سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''بے شک اُس (دجال) کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہے اور اُس کا پانی آگ ہے۔'' (صحیح بخاری: ۷۱۳۰، صحیح مسلم: ۲۹۳۴)
یہ روایت صحیح مسلم میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

٤) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: ''بے شک وہ (دجال) کانا ہے اور اللہ کانا نہیں ہے۔''
(صحیح بخاری: ۷۱۲۷، صحیح مسلم: ۱۶۹ بعد ۲۹۳۱)

٥) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگو سُن لو! بے شک وہ (دجال) کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں ہے۔ اس (دجال) کی دونوں آنکھوں (ایک کانی اور دوسری جس سے دیکھے گا) کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۷۱۳۱، صحیح مسلم: ۲۹۳۳)

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ مکے اور مدینے میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔
دیکھئے صحیح بخاری (۱۸۸۱) وصحیح مسلم (۲۹۴۳) عن انس رضی اللہ عنہ

٦) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں لمبی حدیث سُنائی اور فرمایا: ''دجال آئے گا لیکن مدینے میں داخل نہیں ہو سکے گا۔'' الخ (صحیح بخاری: ۷۱۳۲، صحیح مسلم: ۲۹۳۸)

۷) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''مدینے کے راستوں پر فرشتے ہوں گے، مدینے میں نہ طاعون داخل ہو سکے گا اور نہ دجال داخل ہو سکے گا۔'' (صحیح بخاری: ۷۱۳۳، ۱۸۸۰، صحیح مسلم: ۱۳۷۹)

۸) سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، جس طرح کی حدیث سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی۔ دیکھئے فقرہ: ۳

۹) سیدنا نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ کانا دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور جو شخص اُسے پائے تو اس کے سامنے سورۃ الکہف کی پہلی آیات پڑھے۔ الخ (صحیح مسلم: ۲۹۳۷)

۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت پر دجال نکلے گا پھر وہ چالیس (دن، مہینے یا سال) رہے گا، پھر عیسیٰ بن مریم کو اللہ بھیجے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔'' الخ (صحیح مسلم: ۲۹۴۰)

۱۱ تا ۲۷) دجال اکبر کے بارے میں درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کیں:

٭ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (مسند الطیالسی: ۵۴۴، مسند احمد ۱۲۳/۵، ۱۲۴، وسندہ صحیح)

۱۲: سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۲۲۱/۵، ۲۲۲ وسندہ حسن، مسند الطیالسی: ۱۱۰۶)

۱۳: سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

(مسند احمد ۱۶/۵، صحیح ابن حبان: ۲۸۴۵ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۳۲۹/۱۔۳۳۱ ووافقہ الذہبی واخطأ من ضعفہ)

۱۴: سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۹۴۲، نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ: ۲۹)

۱۵: سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۳۳۳/۳ وسندہ صحیح علیٰ شرط مسلم)

۱۶: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۱/۳۷۴ وسندہ حسن وصححہ ابن کثیر فی تفسیرہ ۳/۱۷)

۱۷: سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۹۴۶)

۱۸: سیدنا محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۴/۳۳۸، ۵/۳۲ وسندہ حسن، مسند الطیالسی: ۱۲۹۵، ۱۲۹۶)

۱۹: سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ (ابوداود: ۴۳۲۰ وھو حدیث حسن)

۲۰: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (ابوداود: ۴۳۱۹ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم ۴/۵۳۱)

۲۱: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۹۳۹)

۲۲: سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۸۰۹)

۲۳: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری: ۷۱۲۵)

۲۴: سیدنا مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ

(سنن الترمذی: ۲۲۴۴ وقال: ''ھذا حدیث صحیح'' وسندہ حسن، نیز دیکھئے میری کتاب علمی مقالات ج۱ ص۱۲۲)

۲۵: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ۴/۳۸۴،۲ والذہبی والبوصیری واخطأ من ضعفہ)

۲۶: سیدنا ابوسریحہ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم: ۲۹۰۱)

۲۷: رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد ۵/۳۷۲، ۳۷۹، ۴۱۰ وسندہ صحیح)

۲۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اگر دجال نکلے اور میں زندہ ہوں تو میں تمھارے لئے کافی ہوں... حتیٰ کہ وہ شام فلسطین کے ایک شہر لُد کے دروازے کے پاس آئے گا، پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، چنانچہ وہ اسے قتل کر دیں گے، اس کے بعد وہ زمین میں چالیس سال تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔'' (مسند احمد ۶/۷۵ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان: ۶۷۸۳، علمی مقالات ج۱ ص۱۲۰)

۲۹) سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے دجال کے بارے میں طویل حدیث بیان کی، جس میں سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۴۲)

۳۰) سیدہ اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

مجلس میں بیٹھ کر لوگوں کو دجال کے بارے میں بتایا، آپ نے فرمایا:

''جو شخص میری مجلس میں حاضر ہے اور میری بات سُن رہا ہے تو دوسرے لوگوں تک پہنچا دے، جان لو! اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور دجال کانا ہے، اس کی ایک آنکھ نہیں ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی ماتھے پر) کافر لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن پڑھے گا، چاہے وہ پڑھا ہوا تھا یا ان پڑھ تھا۔'' (مسند احمد ۶/۴۵۶ ح ۲۷۵۸۰ وسندہ حسن)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں، مثلاً: حدیث عبداللہ بن حوالہ الازدی رضی اللہ عنہ

(دیکھئے مسند احمد ۵/۲۸۸ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ۳/۱۰۱، ووافقہ الذہبی)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث (سنن ابی داود: ۴۲۹۴ وسندہ حسن)

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی حدیث (صحیح مسلم: ۲۹۴۵)

ان احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہوا کہ قیامت سے پہلے دجال کا خروج بالکل صحیح اور ثابت شدہ حقیقت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں دجال کے فتنے سے بچائے۔ آمین

علمائے کرام نے خروج دجال کے بارے میں مذکورہ احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر من الحدیث المتواتر (ص ۲۴۰ ح ۲۹۰)

اب سلف صالحین کے بعض آثار پیشِ خدمت ہیں:

۱: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: لوگو! دجال کے خروج کے وقت تمھارے تین گروہ بن جائیں گے: ایک اس کی پیروی کرے گا، دوسرا اپنے باپ دادا کی زمین پر (یعنی دُور) چلا جائے گا اور تیسرا دجال سے قتال کرے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۹۱ ح ۳۷۶۲۶ وسنده صحيح وفي الأثر لفظة منكرة لم أذكرها ولعلها متلقاة من أهل الكتاب)

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مسلمان پر دجال کو تسلط دیا جائے گا تو وہ اسے قتل کرے گا اور پھر وہ زندہ کرے گا۔ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۵۶، ۱۵۷ ح ۳۷۵۱۱ وسندہ صحیح)

۳: سیدنا حذیفہ (بن الیمان) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دجال کا فتنہ چالیس راتیں رہے گا۔
دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۱۴۳ ح ۳۷۴۷۹ وسندہ صحیح)

٤: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خروجِ دجال کے بعد لوگ چالیس سال رہیں گے۔الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۴۲ ح ۳۷۴۷۶ وسندہ حسن)

٥: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کانے دجال کے بارے میں کسی شک میں نہ رہنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۵۲ ح ۳۷۵۰۳ ملخصاً وسندہ حسن)

٦: امام ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دجال کی پیروی کرنے والے اکثر لوگ یہودی اور زانیہ عورتوں کی اولاد ہوں گے۔ (کتاب العلل للامام احمد ۳/۶۳ ح ۴۱۸۱ وسندہ صحیح، حدیث سفیان الثوری فی روایۃ یحییٰ القطان محمول علی السماع ولو عنعن)

۷: ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال ایک گندے پلید گڑھے پر نکلے گا۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۶۱، ۱۶۲ ح ۳۷۵۲۵ وسندہ حسن)

۸: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أَوَّلُ مِصْرَ مِنْ أَمْصَارِ الْعَرَبِ يَدْخُلُهُ الدَّجَّالُ الْبَصْرَةُ" عرب کے علاقے میں دجال سب سے پہلے بصرے میں داخل ہوگا۔ (السنن الواردۃ فی الفتن للدانی ۵/۱۱۴۴، ۱۱۴۵ ح ۶۲۴ وسندہ صحیح)

۹: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ" دجال کی پیروی اصبہان کے ستر ہزار یہودی کریں گے، جن پر کالی یا سبز چادریں ہوں گی۔ (السنن الواردۃ فی الفتن ۵/۱۱۵۷ ح ۶۳۰ وسندہ حسن)

تنبیہ: اس طرح کی روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۴۴، ترقیم دارالسلام: ۷۳۹۲)

۱۰: ابومجلز (لاحق بن حمید) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب دجال نکلے گا تو لوگوں کے تین فرقے ہوں گے۔الخ (السنن الواردۃ ۵/۱۱۷۸ ح ۶۵۳ وسندہ حسن، نیز دیکھئے آثار فقرہ نمبر: ۱)

ان مذکورہ احادیث وآثار کی وجہ سے تمام علمائے اسلام اور اہلِ حق کا یہی عقیدہ رہا ہے

کہ قیامت سے پہلے دجال نامی ایک کانے شخص کا ظہور (خروج) ہوگا، جس کے ماتھے پر ک ف ر (کافر) لکھا ہوا ہوگا، جسے ہر مومن پڑھے گا اور سیدنا عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام، جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے) آسمان سے نازل ہو کر اس دجال کو قتل کریں گے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے حافظ ابن کثیر کی کتاب: النہایہ فی الفتن والملاحم (بتحقیقی)

مرزا غلام احمد قادیانی (متنبّی کذاب) اور بعض ملحدین نے دجال کے وجود کا انکار کیا ہے یا باطنی تحریفات کرتے ہوئے اس سے انگریز اور صلیبی اقوام مراد لی ہیں۔ صحیح احادیث اور آثارِ سلف صالحین کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ سب ملحدانہ نظریات و تحریفات ہیں جن کے غلط اور باطل ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے۔

دجال کے بارے میں ابن منظور الافریقی اللغوی نے لکھا ہے:

"هُوَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ، وإنما دَجْلُه سِحْره وكَذِبُه" وہ مسیح کذاب ہے، اس کا دجل تو اُس کا جادو اور جھوٹ ہے۔ (لسان العرب ج ۱۱ ص ۲۳۶)

شبیر احمد ازہر میرٹھی نامی ایک منکرِ حدیث نے اپنی کتاب "احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ" میں احادیثِ دجال پر اپنے خود ساختہ اصولوں اور تحریف و تکذیب کی وجہ سے جو باطل و مردود جرح کی ہے، اس کی دس مثالیں مع ردپیشِ خدمت ہیں:

۱: اسماعیل بن ابی خالد، قیس بن وہب اور ابو التیاح یزید بن حمید وغیرہم کے استاذ ابو الوداک جبر بن نوف الہمدانی البکالی الکوفی رحمہ اللہ کے بارے میں اسماء الرجال کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ثقة [یعنی سچا عادل اور صحیح الحدیث راوی] دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۵۳۳/۲ وسندہ صحیح) اور تاریخ عثمان بن سعید الدارمی (۲۲۱)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں (تابعین میں) ذکر کیا ہے۔ (ج ۴ ص ۱۱۶)

حافظ ابو حفص عمر بن شاہین نے انھیں ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ (تاریخ اسماء الثقات: ۱۷۷)

حافظ ذہبی نے کہا: ثقہ (الکاشف ۱/۱۲۴ ت ۷۶۱)

درج ذیل اماموں نے ابو الوداک کی حدیث کو صحیح یا حسن کہا ہے:

حسین بن مسعود البغوی (شرح السنۃ ۱۵/۶۰ ح ۴۲۶۲ وقال: ھذا حدیث صحیح)

ترمذی (السنن: ۱۲۶۳، وقال: حدیث حسن)

حاکم (المستدرک ۴/۴۷ ح ۸۱۲۹ وقال: ''صحیح الاسناد'' ووافقہ الذہبی)

ابن الجارود (روی حدیثہ فی المنتقیٰ: ۹۰۰)

ابوعوانہ (روی حدیثہ فی مسندہ المستخرج (۲/۳۲۷ ح ۳۵۱۶)

حافظ المنذری نے ابوالوداک کی بیان کردہ حدیث کو ''وھذا إسناد حسن'' کہا۔

(مختصر سنن ابی داود ج ۴ ص ۱۲۰ ح ۲۷۱۰)

بوصیری نے ابوالوداک کی حدیث کے بارے میں کہا: "ھذا إسناد صحیح"

(اتحاف الخیرۃ: ۴۹۳۹)

ابن دقیق العید نے ابوالوداک کی روایت کو صحیح کہا۔ (التلخیص الحبیر ۴/۱۵۷ ح ۲۰۰۹)

ان بارہ علماء کے مقابلے میں حافظ ابن حجر نے امام نسائی کی الجرح والتعدیل (؟) سے نقل کیا: ''لیس بالقوي'' (تہذیب التہذیب ۲/۶۰، دوسرا نسخہ ص ۵۳)

یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

۱: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

۲: حافظ ابن حجر کے استاذ حافظ ابن الملقن نے امام نسائی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ابوالوداک کے بارے میں فرمایا: صالح (البدر المنیر ج ۹ ص ۳۹۱)

معلوم ہوا کہ امام نسائی کی جرح (اگر ثابت ہو تو) اُن کی توثیق و تعریف سے متعارض ہو کر بھی ساقط ہے۔ یاد رہے کہ تحریر تقریب التہذیب (۱/۲۰۹ ت ۸۹۴) میں (امام نسائی کی طرف منسوب) اس جرح کے ثبوت میں شک ظاہر کیا گیا ہے۔

حافظ ابن الملقن نے راوی مذکور کے بارے میں کہا: " وَلَا أَعْلَمُ فِيْهِ جَرْحًا " .

مجھے اس میں کوئی جرح معلوم نہیں ہے۔ (ایضاً ج ۹ ص ۳۹۱)

حافظ ابن حجر نے (بذاتِ خود) کہا: " فَلَمْ أَرَمَنْ ضَعْفَهُ " میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا

جس نے اسے ضعیف قرار دیا ہو۔ (التلخیص الحبیر ج۴ص۱۵۷ح۲۰۰۹)

دوسری طرف حافظ ابن حجر نے ابوالوداک جبر بن نوف کے بارے میں کہا: "صَدُوْقٌ یَهِمُ" وہ سچا تھا، اُسے وہم ہوتا تھا۔ (تقریب التہذیب:۸۹۴)

یہ کلام تین وجہ سے مردود ہے:

۱: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

۲: ایسا "صَدُوْقٌ یَهِمُ" راوی جس کی جمہور توثیق کریں، حسن الحدیث ہوتا ہے، لہٰذا اس کی جس روایت میں کلام نہ کیا گیا ہو، وہ حسن لذاتہ ہوتی ہے۔

۳: تحریر تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر کے کلام کو رد کر کے " بل : ثقة " لکھا ہوا ہے۔ (ج۱ص۲۰۹)

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوالوداک جبر بن نوف ثقہ وصدوق راوی تھے۔ اُن کے بارے میں بشیر احمد از ہر میرٹھی (منکر حدیث) نے لکھا ہے: ''شروع سے آخر تک یہ گپ شپ ابوالوداک کی ہانکی ہوئی ہے۔'' (احادیث دجال کا تحقیقی جائزہ ص۱۳)

میرٹھی نے مزید کہا: ''شاید ابوالوداک کوئی چانڈو پینے والا شخص تھا۔'' (ایضاً ص۱۴)

مختصر یہ کہ جمہور کی توثیق کے مقابلے میں میرٹھی کی بلا دلیل و بلاثبوت جرح باطل و مردود ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ جرح کرتے وقت میرٹھی نے ''چانڈو'' پی رکھی ہو۔ واللہ اعلم

۲: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ عن ابی سعید الخدری والی ایک حدیث کے بارے میں میرٹھی نے کہا: ''لیکن کسی روایت کی اسناد میں یہ نہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے براہ راست حضرت ابوسعید خدری سے اس کو سنا تھا۔'' (احادیث دجال کا تحقیقی جائزہ ص۱۶)

یہ میرٹھی جرح دو وجہ سے باطل ہے:

اول: عبیداللہ بن عبداللہ کا مدلس ہونا ثابت نہیں ہے، لہٰذا اُن کی اپنے استاذ سے روایت سماع پر محمول ہے۔

دوم: عبیداللہ بن عبداللہ نے یہ حدیث (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے سُنی تھی۔

دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۷۶۳، دوسرا نسخہ: ۶۸۰۱)

۳: قیس بن وہب الہمدانی الکوفی کے بارے میں ازہر میرٹھی نے لکھا:

''یہ راوی بھی چنداں لائق اعتماد نہیں ہے۔'' (احادیث دجال...ص۱۳)

قیس بن وہب کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: " شيخ ثقة " .

وہ سچے اور قابلِ اعتماد: عادل ضابط شیخ ہیں۔ (کتاب العلل ۲/۵۰۹ ح ۳۳۵۷)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ثقة (الجرح والتعدیل ۷/۱۰۴، وسندہ صحیح)

امام عجلی نے کہا: کوفی ثقہ (تاریخ العجلی ۲/۲۲۲ ت ۱۵۳۷)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں (تابعین میں) ذکر کیا۔ (۵/۳۱۴)

یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: ثقہ (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳/۲۷۵)

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر، دونوں نے کہا: ثقہ

(الکاشف ۲/۳۵۰ ت ۴۶۹۰، تقریب التہذیب مع التحریر ۳/۱۹۰ ت ۵۵۹۶)

حافظ ابن شاہین نے کہا: کوفی ثقہ (تاریخ اسماء الثقات: ۱۱۵۹)

امام مسلم وغیرہ نے قیس بن وہب کی حدیث کی تصحیح کے ذریعے سے اُن کی توثیق کی اور کسی نے بھی اُن پر کوئی جرح نہیں کی مگر میرٹھی کے نزدیک وہ ''چنداں قابل اعتماد'' نہیں تھے۔!

سوال یہ ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل اور اجماعِ محدثین کے مقابلے میں میرٹھی کی کیا حیثیت ہے؟

٤: عبداللہ بن سالم الاشعری الوحاظی راوی کو ابن حبان، دارقطنی اور بخاری نے ثقہ وصدوق قرار دیا۔ ذہبی اور ابن حجر نے اس راوی کا صدوق (سچا) ہونا تسلیم کر کے اُس کی ناصبیت کی طرف اشارہ کیا۔ ابن خزیمہ، حاکم، بیہقی اور ابن القیم نے عبداللہ بن سالم کی حدیث کو صحیح قرار دے کر اُن کی توثیق کی ہے۔

دیکھئے میری کتاب: القول المتین فی الجہر بالتامین (ص ۲۷، ۲۸)

جمہور کی اس توثیق کے مقابلے میں ابوعبید الآجری عن ابی داود کی سند سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سالم نے کہا: علی نے ابوبکر وعمر کے قتل پر اعانت کی ہے الخ

یہ جرح تین وجہ سے مردود ہے:

اول: عبداللہ بن سالم ۱۷۹ھ کو فوت ہوئے اور امام ابوداود ۲۰۲ھ کو پیدا ہوئے لہٰذا اُن کا یہ قول منقطع و بے سند ہونے کی وجہ سے نا قابلِ سماعت ہے۔

دوم: آجری بذاتِ خود مجہول الحال ہے۔

سوم: یہ جرح جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

اس غیر ثابت جرح کو بنیاد بنا کر از ہر میرٹھی نے کہا: ''یہ حدیث غریب و موضوع ہے صرف عبداللہ بن سالم و حاظی نے اس کی روایت کی ہے۔ سند اور متن دونوں اس کے تصنیف کئے ہوئے ہیں۔ یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انحراف کی بیماری میں مبتلا تھا۔ کھلم کھلا کہتا تھا کہ حضرت عمر و عثمان کو قتل کرانے میں علیؓ کا ہاتھ تھا۔'' (احادیث دجال...ص ۳۲)

یاد رہے کہ عبداللہ بن سالم کا ناصبی ہونا ثابت نہیں ہے۔

۵: زیاد بن رباح القیسی المدنی البصری کے بارے میں امام عجلی نے فرمایا:

" بصري تابعي ثقة " (تاریخ العجلی: ۵۰۰)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (۲۵۴/۴)

حافظ ذہبی اور ابن حجر دونوں نے کہا: ثقة ۔ (الکاشف ۱/۲۵۹ ت ۱۷۰۳، تقریب التہذیب: ۲۰۷۴)

امام مسلم وغیرہ نے اُن کی حدیث کو صحیح قرار دے کر اُن کی توثیق کی اور کسی نے بھی جرح نہیں کی مگر از ہر میرٹھی نے کہا: ''پس یہ کوئی معروف شخص نہ تھا۔ ابوھریرہ سے اس کی ملاقات بھی مشتبہ ہے۔'' (احادیث دجال...ص ۳۷)

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ زیاد بن رباح سے نقل کیا کہ "سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: " إلخ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے فرمایا: الخ

(مسند احمد ۲/۴۸۸ ح ۱۰۳۴۴، وسندہ صحیح وقال المحققون: إسنادہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیاد بن رباح کی ملاقات مشکوک نہیں بلکہ ثابت ہے۔

٦: لیث بن سعد عن سعید بن ابی سعید المقبری عن عطاء بن میناء عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند

سے ایک روایت کے بارے میں میرٹھی نے کہا: ''یہ حدیث ابوھریرہ سے عطاء بن میناء مدنی نے جو عبیدالرحمٰن بن ابی ذباب کا آزاد کیا ہوا غلام تھا اور اس سے سعید مقبری نے اور اس سے لیث بن سعد نے روایت کی ہے مگر نہ لیث نے یہ ذکر کیا کہ میں نے یہ حدیث سعید سے سنی تھی نہ سعید نے بتایا کہ میں نے عطاء سے سنی نہ عطاء نے یہ کہا کہ میں نے ابوھریرہ سے سنی تھی۔ سب نے لفظ عن استعمال کیا ہے۔'' (احادیث دجال...ص ۴۷، ۴۸)

عرض ہے کہ مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ "حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ" الخ (۴۹۴/۲ ح ۱۰۴۰۴)

معلوم ہوا کہ امام لیث نے یہ حدیث سعید المقبری سے سنی تھی۔

عطاء بن میناء کا مدلس ہونا ثابت نہیں اور حدیث جہاد میں انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح کی ہے۔ (دیکھئے مسند احمد ۴۹۴/۲ ح ۱۰۴۰۷، وسندہ صحیح، سنن النسائی ۱۷/۶ ح ۳۱۲۵)

۷: ایک حدیث کے بارے میں از ہر میرٹھی نے کہا: ''اس حدیث کی اسناد میں دو راوی ضعیف و غیر ثقہ ہیں ایک کثیر بن زید مدنی جو بنی اسلم کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا دوسرا اس کا شیخ ولید بن رباح مدنی جو عبدالرحمٰن بن ابی ذباب دوسی کا آزاد کردہ تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ موالی (غلمٹے) جھوٹ بولنے میں عموماً زیادہ بے باک تھے۔'' (احادیث دجال...ص ۴۹)

ولید بن رباح کو حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ ابو حاتم نے صالح اور بخاری نے حسن الحدیث کہا۔ حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی دونوں نے انھیں صدوق (سچا) کہا۔ دیکھئے میری کتاب علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۰۹)

کسی نے بھی اُن پر جرح نہیں کی،

لہٰذا میرٹھی کا انھیں بغیر کسی دلیل کے ضعیف کہنا مردود ہے۔

تنبیہ اول: کثیر بن زید المدنی پر بھی میرٹھی کی جرح مردود ہے۔

تنبیہ دوم: میرٹھی نے قرآن، حدیث اور دلائل شرعیہ سے کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ موالی

(غلام یا آزاد کردہ غلام) جھوٹ بولنے میں عموماً زیادہ بے باک تھے۔

صحابۂ کرام میں سے موالی، مثلاً سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

۸: امام ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ: حدثنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث بیان کی، جس کے بارے میں میرٹھی نے لکھا ہے: ''سند کے لحاظ سے یہ بھی منقطع ہے کیونکہ اوزاعی کا اسحاق سے سماع ثابت نہیں۔''

(احادیث دجال ...ص ۵۳)

عرض ہے کہ صحیح بخاری میں اسی حدیث کی سند میں لکھا ہوا ہے:

" حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنِي أَنَسُ . . . " ہمیں ابو عمرو (الاوزاعی) نے حدیث بیان کی: ہمیں اسحاق (بن عبداللہ بن ابی طلحہ) نے حدیث بیان کی: مجھے انس نے حدیث بیان کی۔ (ح ۱۸۸۱، باب: لا یدخل الدجال المدینۃ)

ثابت ہوا کہ یہ حدیث امام اوزاعی نے امام اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے سنی تھی لہٰذا میرٹھی نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ اوزاعی کا اسحاق سے سماع ثابت نہیں۔

۹: حضرمی بن لاحق التیمی السعدی الیمانی کو حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۲۴۹/۶)

حاکم اور ذہبی دونوں نے اُن کی حدیث کی تصحیح کی۔ (المستدرک والتلخیص ۵۶۳/۱)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: " لَيْسَ بِهِ بَأْسَ " اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔

(الجرح والتعدیل ۳۰۲/۳ وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن معین نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: " إِذَا قُلْتُ : لَيْسَ بِهِ بَأْسَ فَهُوَ ثِقَةٌ . . . " جب میں (کسی کے بارے میں) کہوں: لَيْسَ بِهِ بَأْسْ تو وہ (میرے نزدیک) ثقہ ہے.... (التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ ص ۵۹۲ فقرہ: ۱۴۲۳، وسندہ صحیح)

ابن شاہین نے حضرمی مذکور کو کتاب الثقات میں ذکر کیا اور امام ابن معین سے اُن کے بارے میں ثقہ کا صریح لفظ نقل کیا۔ (تاریخ اسماء الثقات: ۳۰۸)

حافظ ابن حجر نے کہا: لَا بَأْسَ بِهِ ۔ (تقریب التہذیب:۱۳۹۶)

ان پر کسی قسم کی جرح نہیں ہے، لیکن از ہر میرٹھی نے کہا: ''حضرمی بن لاحق کذاب خبیث نے کہا کہ ابو صالح ذکوان نے اسے بتایا... یہ حدیث حضرمی بن لاحق کی گھڑی ہوئی ہے جو ایک قصہ گو شخص تھا۔ جیسا کہ تہذیب التہذیب وغیرہ میں ہے۔'' (احادیث دجال...ص ۵۶، ۵۷)

تہذیب التہذیب میں حضرمی بن لاحق کی توثیق مروی ہے۔ (دیکھئے ج ۲ ص ۳۹۴۔۳۹۵، دوسرا نسخہ ص ۳۴۰) اور جرح نہیں ہے، جبکہ سلیمان التیمی کے استاذ ایک دوسرے حضرمی کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ وہ قاص تھا اور وہ حضرمی بن لاحق نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۳۹۵)

حضرمی بن لاحق کے بارے میں تو تہذیب میں عکرمہ بن عمار سے روایت ہے کہ وہ فقیہ تھا، میں ۱۰۰ ہجری میں اس کے ساتھ مکہ گیا تھا۔ (ایضاً ص ۳۹۵)

یاد رہے کہ یہاں قاص سے مراد واعظ اور خطیب ہے، کیونکہ لغت میں واعظ اور خطیب کو بھی قاص کہتے ہیں۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۱۳۲۰)

یہاں قاص سے جھوٹا قصہ گو مراد لینا غلط ہے اور یہ واعظ وخطیب (یا میرٹھی: قصہ گو) دوسرا شخص تھا، حضرمی بن لاحق نہیں تھا، لہٰذا میرٹھی کی جرح مردود ہے۔

۱۰: ابو مالک سعد بن طارق الاشجعی الکوفی رحمہ اللہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام عجلی نے کہا: ثقہ۔ ابو حاتم الرازی نے کہا: صالح الحدیث، ان کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ نسائی نے کہا: لَيْسَ بِهِ بَأْسَ ۔ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار نے انھیں ثقہ کہا۔ ابن خلفون نے ابن نمیر وغیرہ سے (بغیر کسی سند کے) نقل کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ عقیلی نے (بغیر کسی سند کے) کہا کہ یحییٰ بن سعید نے اس سے روایت چھوڑ دی تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا: اس میں مجھے کوئی اختلاف معلوم نہیں کہ وہ ثقہ عالم ہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (۳/۴۷۳ دوسرا نسخہ ص ۴۱۰ ملخصاً)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابو مالک کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے، صرف یحییٰ بن سعید

نے اُن سے (بقول عقیلی) روایت کرنی چھوڑ دی تھی۔

از ہر میرٹھی نے لکھا ہے: ''اس کے راوی سعد بن طارق ابو مالک اشجعی کے متعلق تہذیب التہذیب میں ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اسے متروک الحدیث قرار دیا تھا۔''

(احادیث دجال....ص۶۰)

آپ نے دیکھ لیا کہ یحییٰ بن سعید القطان نے سعد بن طارق کو متروک الحدیث نہیں قرار دیا، صرف (بقول عقیلی) روایت ترک کردی۔ یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور کی توثیق کے بعد ایک دو علماء یا اقلیت کی جرح مردود ہوتی ہے۔

دوم: ابو مالک سے روایت کا ترک کرنا بھی باسند صحیح یحییٰ بن سعید القطان سے ثابت نہیں ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ اسماء الرجال کی کتابوں کو غلط استعمال کر کے منکرینِ حدیث کس طرح صحیح حدیث کو ضعیف اور موضوع ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ از ہر میرٹھی کی طرح تمنا عمادی بھی اسی میدان کا فرد اور قلندر تھا۔

راقم الحروف کی ایک تحریر بطورِ قندِ مکرر دوبارہ پیشِ خدمت ہے:

''بعض لوگوں نے میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب اور تہذیب الکمال وغیرہ کتبِ اسماء الرجال میں سے صحیحین کے بعض مرکزی راویوں پر بعض جرحیں نقل کر کے ان کی روایات رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ حرکت حبیب الرحمٰن کاندھلوی، تمنا عمادی، شبیر احمد از ہر میرٹھی اور محمد ہادی تورڈھیروی وغیرہ منکرینِ حدیث نے کی ہے۔ صحیحین کی اصولی روایتوں پر اسماء الرجال کی کتابوں میں یہ جرحیں دیکھ کر ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ تمام جروح درج ذیل دو باتوں پر مشتمل ہیں:

① بعض جرحیں اصل جارحین سے ثابت ہی نہیں ہیں، مثلاً صحیحین کے بنیادی راوی ابن جریج کے بارے میں بعض الناس نے تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۱/۱۷۰، ۱۷۱ ت۱۶۴) وغیرہ کے ذریعے سے لکھا ہے کہ ابن جریج نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ دیکھئے

حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی کی کتاب ''نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح''

(مقدمہ ص ۱۸ اب ترقیمی)

تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہوا ہے: "وَقَالَ جَرِيرٌ: كَانَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَرَى الْمُتْعَةَ تَزَوَّجَ بِسِتِّيْنَ امْرَأَةً . . . قَالَ ابْنُ عَبْدِالْحَكَمِ : سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ: اسْتَمْتَعَ ابْنُ جُرَيْجٍ بِتِسْعِيْنَ امْرَأَةً حَتَّى إِنَّهُ كَانَ يَحْتَقِنُ فِي اللَّيْلَةِ بِأَوْقِيَّةِ شِيرَجٍ طَلَبًا لِلْجِمَاعِ " (۱/۱۷۰، ۱۷۱)

جرح کے یہ دونوں اقوال بے سند ہونے کی وجہ سے باطل ہیں۔ جریر اور ابن عبدالحکم کی وفات کے صدیوں بعد حافظ ذہبی پیدا ہوئے، لہٰذا انھیں کس ذریعے سے یہ اقوال ملے؟ یہ ذریعہ نامعلوم ہے۔ اسی طرح مؤمل بن اسماعیل پر امام بخاری کی طرف منسوب جرح (منکر الحدیث) امام بخاری رحمہ اللہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔

۲ بعض جرحیں اصل جارحین سے ثابت ہوتی ہیں، لیکن جمہور کی توثیق یا تعدیلِ صریح کے مقابلے میں مرجوح یا غیر صریح ہونے کی وجہ سے مردود ہوتی ہیں، مثلاً امام زہری، عبدالرزاق بن ہمام، بقیہ بن الولید، عبدالحمید بن جعفر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہم پر تمام جرحیں جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

تنبیہ: امام زہری کا ذکر بطورِ فرض کیا گیا ہے ورنہ وہ تو بالا جماع ثقہ ہیں۔ والحمد للہ

جب کسی راوی پر جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہو تو جارحین مع جرح اور معدلین مع تعدیل جمع کر کے دیکھیں، پھر اس حالت میں جس طرف جمہور ہیں وہی حق اور صواب ہے۔ تمنا عمادی، کاندھلوی اور شبیر احمد میرٹھی وغیرہ تمام لوگوں کی صحیحین کے بنیادی و اصولی راویوں پر جرحیں جمہور اور اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود و باطل ہیں۔

* بعض لوگ تدلیس یا اختلاط کی وجہ سے بھی جرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ثقہ مدلس راوی کی روایت تصریح سماع یا معتبر متابعت وصحیح شاہد کے بعد صحیح و حجت ہوتی ہے اور مختلط کی اختلاط سے پہلے والی روایت بھی بالکل صحیح ہوتی ہے۔

تنبیہ: صحیحین میں تمام مدلسین کی روایات تصریح سماع، معتبر متابعات اور صحیح شواہد پر مبنی ہیں۔ تفصیلی حوالوں کے لئے دیکھئے اصول حدیث کی کتابیں اور شرح صحیح مسلم للنووی (۱۸/۱ درسی نسخہ) وغیرہ۔

محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی نے کہا: ''مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اِلّا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث ص ۷۷ وتدریب الراوی ص ۱۴۴)'' (خزائن السنن ۱/۱)

بعض جاہل لوگ ادراج اور مدرج کی جرح کر کے بعض ثقہ راویوں کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس جرح کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے، صرف مدرج کو غیر مدرج سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور بس!'' (صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ ص ۲۰۔۲۲ بتعدیل یسیر)

محمد ہادی نامی ایک منکرِ حدیث نے ''قرآن کی روشنی میں تجزیہ دجال کے کارنامے'' نامی پمفلٹ لکھا ہے، جس میں احادیثِ صحیحہ متواترہ کو پرویز کی طرح قرآن سے ٹکرا کر رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے اعتراضات کے مختصر اور جامع جوابات درج ذیل ہیں:

۱: دجال کا مُردے کو زندہ کرنا.... درج بالا آیت میں تمام مخلوق میں سے کسی مردے کو زندہ کرنے کی نفی کی گئی ہے اسلئے دجال کے اس کام پر یقین رکھنا کفر ہے....''

(دجال کے کارنامے ص ۳)

دجال کے بارے میں ابن منظور لغوی کا قول گزر چکا ہے کہ اُس کا دجل اُس کا سحر (جادو) اور جھوٹ ہے۔ (دیکھئے لسان العرب ج ۱۱ ص ۲۳۶)

لہٰذا یہ مارنا اور زندہ کرنا دجال کا جادو ہوگا، جس طرح مداری لوگ جادو اور نظر بندی کے ذریعے سے ایک آدمی کو قتل کر کے زندہ کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے بعض تماشے میں نے خود دیکھے ہیں۔ حضرو شہر میں ایک گنجا مداری آتا تھا، پھر وہ ایک شخص پر چادر ڈال کر اس کا سر دھڑ سے جدا کر دیتا تھا بعد میں اس سر کو دھڑ سے ملا کر چادر سے زندہ شخص کو باہر نکال دیتا تھا۔

اگر اس میں حقیقی مارنا جلانا بھی مراد لیا جائے تو ایسا کام لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوگا، اور جب اللہ اُس سے اذن لے لے گا تو پھر دجال جس شخص کو قتل کرنا چاہے گا، نہیں کر سکے گا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

صحیحین کی متفق علیہ (صحیح بخاری: ۱۸۸۲، ۷۱۳۲، صحیح مسلم: ۲۹۳۸) روایت (جس میں دجال کا ایک شخص کو قتل کرنا اور پھر زندہ کرنا مذکور ہے) کی سند پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد ہادی نے کہا: ''درج بالا روایت قرآن مجید کے خلاف ہے اور اصول احادیث میں یہ اصول اظہر من الشّمس ہے کہ اگر ایسی روایت جس کی اسناد بالکل صحیح ہو لیکن روایت کا متن خلاف قرآن ہو تو وہ روایت باوجود صحیح السند ہونے کے موضوع روایت ہوگی (المنار المنیف)''

(دجال کے کارنامے ص۴)

دجال والی روایت قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے کیونکہ قرآن میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ دجال (جادو کی وجہ سے یا اللہ کی اجازت سے) مُردوں کو زندہ نہیں کرے گا۔

خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا غلط ہے۔

دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد: ۶۰ ص۲۲۔۳۸)

اصولِ حدیث یا المنار المنیف میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اگر بالکل صحیح روایت کا متن خلاف قرآن ہو تو وہ روایت باوجود صحیح السند ہونے کے موضوع ہوگی۔

حافظ ابن القیم نے بعض موضوع روایات کی پہچان یہ بتائی ہے کہ

۱: اس میں ایسے الفاظ ہوں جن کا صدور نبی کریم ﷺ سے ناممکن ہے۔

۲: حِس (حواس خمسہ) کے خلاف ہو۔

۳: صریح سنت کے خلاف ہو۔

۴: فی نفسہ باطل ہو۔

۵: تاریخ کے خلاف ہو۔

۶: جس کے باطل ہونے پر صحیح دلائل ہوں۔

۷: صریح قرآن کے خلاف ہو۔ وغیرہ (دیکھئے المنار المنیف ص ۴۳ تا ۸۰)

اس باب میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے ایک موضوع و بے اصل روایت (دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں میں ہیں) ذکر کر کے صریح قرآن و احادیثِ صحیحہ سے اس کا رد کیا۔

یاد رہے کہ قرآن میں صریحاً دجال کا نام نہیں ہے، لہٰذا احادیثِ دجال کو قرآن کے خلاف قرار دینا حافظ ابن القیم کے نزدیک بھی غلط ہے۔ حافظ ابن القیم تو خروجِ دجال والی احادیث پر ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ انھوں نے دجال کی حدیث مذکور (جس میں قتل کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا ذکر ہے) سے اپنی مشہور کتاب: الطرق الحکمیہ فی السیاستہ الشرعیہ میں استدلال کیا۔ دیکھئے صفحہ ۲۹۴ (فصل: فی مواضع القرعۃ)

انھوں نے اصحاب الحدیث اور اہل سنت سے نقل کیا کہ وہ دجال کے ذکر والی احادیث کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھئے حادی الارواح (ص ۴۲)

انھوں نے دجال کی اس حدیث کو ثابت کہا، جس میں آیا ہے کہ دجال کے پاس جنت اور آگ (جہنم) ہوگی۔ دیکھئے احکام اہل الذمہ (ج ۲ ص ۶۵۶/ ۲)

حافظ ابن القیم نے فرمایا: "وَنُقِرُّ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ كَمَا جَاءَتْ بِهِ الرِّوَايَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ" ہم خروجِ دجال کا اقرار کرتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) سے روایت آئی ہے۔ (اجتماع الجیوش الاسلامیہ ج ا ص ۱۸۷، ائمہ الکلام من اہل الاثبات المخالفین، بحوالہ المکتبۃ الشاملہ)

المنار المنیف میں بھی انھوں نے دجال کا ذکر اثباتاً کیا ہے۔

دیکھئے ص ۱۱۴ (فقرہ: ۲۳۱) وغیرہ

منکرینِ حدیث کا یہی طریقۂ واردات ہے کہ وہ جھوٹ بولتے، عبارتوں میں تحریف کرتے اور کتاب اللہ کو خود ساختہ معانی کا جامہ پہناتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ تو دجال کے بارے میں واردشدہ احادیثِ صحیحہ کا اقرار کرتے تھے مگر محمد ہادی نے جھوٹ بولتے ہوئے انھیں اُس صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے جو احادیثِ صحیحہ صریحہ کو اپنے مفہوم

القرآن اور مطالب القرآن وغیرہ سے ٹکرا کر رد کر دیتے ہیں۔ واللہ من ورائھم محیط

محمد ہادی نے صحیحین کی حدیث کوضعیف قرار دے کر ابراہیم بن سعد پر جرح کر دی اور امام ابن شہاب زہری کے بارے میں لکھا: "جو باوجود ثقہ ہونے کے مدلس ہے..."

(دجال کے کارنامے ص۴،۵)

ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ کو امام احمد بن حنبل، امام ابن معین، امام عجلی اور جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا، لہٰذا اُن پر بعض کی جرح مردود ہے۔

روایتِ مذکورہ میں شعیب بن ابی حمزہ اور عقیل بن خالد دونوں نے ابراہیم بن سعد کے استاذ صالح بن کیسان کی متابعت کر دی ہے، لہٰذا ابراہیم مذکور پر اعتراض سرے سے مردود ہے۔

امام ابن شہاب الزہری نے اخبرنی عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ کہہ کر سماع کی تصریح کر دی ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۸۸۲) لہٰذا تدلیس کا اعتراض باطل ہے۔

۲: دجال کا بارش برسانا اور غلہ اُگانا (دجال کے کارنامے ص۵)

یہ سب جادو کی قسم سے ہے، جیسا کہ نمبر ا کے جواب میں گزر چکا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت کے دو راویوں ولید بن مسلم اور عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر پر محمد ہادی (منکر حدیث) نے جرح کی ہے جو جمہور کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

۳: کیا دجال کے پاس خزانے ہیں؟ (دجال کے کارنامے ص۷)

روایتِ مذکورہ کسی آیت کے خلاف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں آیا کہ دجال کے پاس خزانے نہیں ہوں گے۔ جیورج بش، ٹونی بلیئر اور طواغیت الارض کے پاس دنیاوی دولت کے خزانے ہی خزانے ہیں، جن کی وجہ سے بہت سے حکمران ان سے بھیک مانگنے کے لئے دُم ہلاتے ہوئے حالتِ سجدہ میں سر دھرے رہتے ہیں۔

۴: دجال کا عالم الغیب کا دعویٰ اور غیب کی خبریں دینا۔ (دجال کے کارنامے ص۸۔۱۱)

کذاب اور دجال کا عالم الغیب ہونے کا دعویٰ، اس کی دلیل ہے کہ وہ کذاب اور

دجال ہے۔ رہی غیب کی بعض خبریں تو بعض شیاطین کا الملاء الاعلیٰ کی بعض خبریں سُن لینا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ دیکھئے سورۃ الصّٰفّٰت (آیت نمبر ۸تا۱۰)

۵: دجال زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا؟ (دجال کے کارنامے ص۱۱)

زمین پر دجال کے ظہور پذیر ہونے کے بعد ایک دن کا سال کے برابر ہونا کسی آیت کے خلاف نہیں ہے مگر محمد ہادی نے اس کا انکار کرنے کے لئے عبیداللہ بن معاذ پر جرح کر دی ہے۔ یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: عبیداللہ بن معاذ کو ابو حاتم الرازی، ابن حبان اور جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے لہٰذا اُن پر امام ابن معین رحمہ اللہ کی جرح مرجوح اور غلط ہے۔

دوم: عبیداللہ بن معاذ اس روایت میں منفرد نہیں، بلکہ یہی روایت محمد بن جعفر نے بھی بیان کی ہے اور انھوں نے کئی دفعہ یہ حدیث امام شعبہ سے سُنی تھی۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۴۰)

۶: دجال کے ہمراہ جنت اور دوزخ ہوگی۔ (دجال کے کارنامے ص۱۳)

روایتِ مذکورہ سے حافظ ابن القیم (المنار المنیف کے مصنف) نے بھی استدلال کیا ہے، جیسا کہ سابقہ صفحات پر گزر چکا ہے۔ محمد ہادی نے ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر پر بذریعۂ آجری امام ابوداود کی جرح نقل کر دی جو کہ تین وجہ سے مردود ہے:

اول: آجری بذاتِ خود مجہول الحال ہے۔ کما تقدم ص۴۱۹

دوم: یہ جرح جمہور کے خلاف ہے، کیونکہ امام عجلی، نسائی، یعقوب بن شیبہ اور جمہور محدثین نے ابو معاویہ کی توثیق کی ہے۔

سوم: روایتِ مذکورہ میں ابو معاویہ کا تفرد نہیں، بلکہ یہی روایت دوسری سند (ربعی بن حراش عن حذیفہ رضی اللہ عنہ) سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۳۴)

۷: دجال کہاں رہائش پذیر ہے؟ (دجال کے کارنامے ص۱۴)

شک کے بعد یقین والی روایت ناسخ اور سابقہ روایت منسوخ ہے، لہٰذا اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حسین بن ذکوان پر اعتراض دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور محدثین نے اُن کی توثیق کی ہے۔

دوم: حسین بن ذکوان اس روایت میں منفرد نہیں، بلکہ اسے سیار ابو الحکم اور غیلان بن جریر وغیرہما نے بھی امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۲۹۴۲)

۸: ''عیسیٰ علیہ السلام ہی مسیح ہیں اور دجال مسیح نہیں ہیں'' (دجال کے کارنامے ص۱۵)

اگر کمپوزنگ یا کتابت کی غلطی نہیں تو معلوم نہیں کہ محمد ہادی نے دجال کے لئے صیغۂ احترام کیوں استعمال کیا ہے؟ نیز عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں اور دجال مسیح ضلالت ہوگا۔

قرآن میں مسیح ہدایت کا ذکر ہے اور یہود جس کے منتظر ہیں وہ مسیح ضلالت ہوگا جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

ان اعتراضات کے بعد محمد ہادی نے ''دجال کے متعلق متضاد روایات'' کا باب باندھ کر اپنے خیال میں تضادات پیش کئے ہیں، ان تضادات کا جائزہ درج ذیل ہے:

۱: دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا....دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔

(دجال کے کارنامے ص۱۵، ۱۶)

دجال کی دونوں آنکھوں میں نقص ہوگا: ایک مطموسہ (مٹی ہوئی) اور دوسری ممسوحہ (نہ آنکھ نظر آئے اور نہ ابرو) دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی (ج۱ص۹۶)

لہٰذا کسی کو دائیں آنکھ کانی نظر آئے گی اور کسی کو بائیں آنکھ کانی نظر آئے گی۔ بہت سے ایسے بدنصیب بھی ہوں گے جو دجال میں خدا یا رسول کی صفات سمجھ کر اُس کی پیروی کریں گے اور انھیں اس کا کفر یا کانا پن نظر ہی نہیں آئے گا۔

زمین پر چھ کا ہندسہ انگریزی میں لکھ کر دونوں مخالف طرفوں پر آدمی کھڑے کر دیں تو ایک گروہ کو 6 کا ہندسہ نظر آئے گا اور دوسرے گروہ کو 9 کا ہندسہ۔

اپنے اپنے ایمان وعقائد کے مطابق دجال کا نظارہ ہوگا۔

۲: عیسیٰ علیہ السلام کا امامت کرانا....عیسیٰ علیہ السلام کا امامت نہ کرانا۔

(دجال کے کارنامے ص ۱۷، ۱۸)

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پہلی مرتبہ آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو آپ امامت نہیں کروائیں گے بلکہ اُمتی بن کر امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اُمتی کی حیثیت سے نازل ہوئے ہیں اور بعد میں آپ امامت کروائیں گے اور امام مہدی و مسلمین آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے، اس میں تضاد کی کیا بات ہے؟

۳: دجال کا مکہ میں داخل نہ ہونا.... دجال کا مکہ (بیت اللہ) میں داخل ہو کر طواف کرنا''

(دجال کے کارنامے ص ۱۹)

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ مکہ اور مدینہ میں دجال (اپنے خروج کے بعد) داخل نہیں ہو سکے گا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور جس حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ دجال بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دجال اپنی فوجوں کے ساتھ سرزمین مکہ و مدینہ کو گھیر لے گا، لیکن یاد رہے کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

خواب کی ہر بات ظاہر پر محمول نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات تعبیر کی جاتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب میں دیکھا تھا کہ گائیں ذبح ہو رہی ہیں اور پھر اس کی تعبیر یہ نکلی کہ بہت سے صحابۂ کرام اُحد میں شہید ہوئے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۷۰۳۵)

معلوم ہوا کہ عالم بیداری اور خواب والی احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

۴: دجال کا مدینہ میں ہونا۔ (دجال کے کارنامے ص ۲۰)

دجال کے بارے میں بعض صحابۂ کرام کا قسمیں کھانا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے، وحی کے نزول سے پہلے تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر ابن صیاد ہی دجال اکبر ہوا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ دجال دنیا میں اپنے خروج کے بعد مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اگر ابن صیاد دجال اکبر نہ ہوا تو منسوخ آثار سے استدلال غلط ہے۔

۵: ''ایمان کا قابلِ قبول نہ ہونا.... ایمان کا قابل قبول ہونا'' (دجال کے کارنامے ص ۲۱)

بعض لوگوں کا ایمان قابلِ قبول ہوگا، جو خلوص دل سے سچا ایمان لائیں گے اور بعض لوگوں کا ایمان قابلِ قبول (مقبول) نہیں ہوگا کیونکہ یہ اوپر سے لا الٰہ (کہنے والے) اور اندر سے کالی بلا (یعنی منافق) ہوں گے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اشراط الساعۃ کے ظہور کے وقت ایمان لانا قابلِ قبول ہو اور تمام اشراط کے واقع ہونے کے بعد قابلِ قبول نہ ہو۔

دو مختلف حالتوں کی وجہ سے تضاد کشید کرنا غلط ہے۔

قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے والے کفار کی دو حالتیں قرآن مجید میں مذکور ہیں:

اول: اندھے بہرے ہوں گے۔ (دیکھئے سورۂ بنی اسرائیل: ۹۷)

دوم: دیکھیں گے اور سنیں گے۔ (دیکھئے سورۃ السجدہ: ۱۲)

اگر کوئی ان آیات کی وجہ سے قرآن میں تضاد کا دعویٰ کردے تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ دو صحیح دلیلوں میں جمع و توفیق اور تطبیق دینی چاہئے یا ایک دوسرے سے ٹکرا کر تضاد و تعارض ثابت کیا جائے؟

ان خود ساختہ تضادات کے رد کے بعد محمد ہادی (سابق: ڈاکٹر مسعود عثمانی پارٹی) کے چند شبہات کا ازالہ پیش خدمت ہے:

۱: ''کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاد و جزیہ جو قرآن کا حکم ہے منسوخ کر دے؟'' (دجال کے کارنامے ص۲۳)

عرض ہے کہ قرآنی حکم کے مطابق کفار سے جہاد کیا جاتا ہے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جزیہ بھی کفار سے ہی وصول کرنا چاہیے، لیکن جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے بعد زمین پر کوئی کافر باقی نہیں رہے گا، سب مر جائیں گے یا مسلمان ہو جائیں گے تو پھر کس کے خلاف جہاد کیا جائے گا اور کس سے جزیہ لیا جائے گا؟

جہاد اور جزیہ کا ایک خاص وقت عارضی طور پر موقوف ہو جانا، جب پوری زمین پر ایک کافر بھی باقی نہ رہے، کس آیت کریمہ کے خلاف ہے؟

منکرینِ حدیث کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ اعتراض کس طرح کریں؟

۲: سابقہ نبی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اُمتی کی حیثیت سے نازل ہونا کسی آیت کریمہ کے خلاف نہیں ہے مگر محمد ہادی نامی منکرِ حدیث اسے خلاف سمجھتا ہے۔

سبحان اللہ!

یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل ہوگی وہ یہ کہ مسلمانوں کو وہاں لے جاؤ، جہاد کرو، تمھارا جنت میں یہ مرتبہ ہے۔ وغیرہ، رہا مسئلہ دین کا تو دینِ اسلام مکمل ہے، دین کے بارے میں کوئی نئی وحی نازل نہیں ہوگی۔ صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے:

"فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ"

پھر وہ تمھارے رب تبارک و تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت سے تمھاری امامت کرائیں گے۔ (ح ۱۵۵، کتاب الایمان: ۲۴۶)

۳: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جسے یہ بتائیں گے کہ تمھارا جنت میں یہ یا اتنا مرتبہ ہے تو یہ اللہ کی وحی سے بتائیں گے۔

۴: ''عیسیٰ علیہ السلام کے بال سیدھے تھے...عیسیٰ علیہ السلام کے بال گھونگریالے تھے''

(دجال کے کارنامے ص ۳۰، ۳۱)

یہ دو حالتیں ہیں: جب نازل ہوں گے بال سیدھے (اور کنگھی کئے ہوئے) ہوں گے، جیسے کہ (ابھی) غسل فرمایا ہے اور بعد میں دوسرے موقع پر بال گھونگریالے ہوں گے۔

اس قسم کے اعتراضات کے جوابات علمائے اسلام بہت عرصہ پہلے دے چکے ہیں۔

مثلاً: دیکھئے محمدیہ پاکٹ بک (ص ۵۹۴۔۵۹۵)

❀❀❀

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امام ابن شہاب الزہری

متواتر اَحادیث سے ثابت ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قیامت سے پہلے (آسمان سے) نازل ہوں گے اور دجالِ اکبر کو قتل کریں گے۔ ابوالحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۹ھ) نے فرمایا:

"وَأَجْمَعَتِ الأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيْسٰى إِلَى السَّمَاءِ"

اور اُمت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا ہے۔ (الابانہ عن اصول الدیانہ ص ۳۴)

مشہور مفسر ابن عطیہ (الغرناطی) نے کہا: حدیث متواتر کے اس مضمون پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ (تفسیر البحر المحیط لابی حیان الاندلسی ج ۲ ص ۴۷۳)

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی...اور علمی مقالات (ج ۱ ص ۸۷)

ان احادیث متواترہ کو بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے، جن میں سے ایک امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ بھی تھے۔ امام زہری اولیائے اہلِ سنت میں سے تھے اور آپ کے ثقہ وصادق ہونے پر اتفاق (اجماع) ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ابن شہاب ایسے دور میں باقی رہے، جب دنیا میں اُن جیسا کوئی نہیں تھا۔

(الجرح والتعدیل ۸/۷۲ وسندہ صحیح)

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز الاموی الخلیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تمھارے پاس زہری جو کچھ سند کے ساتھ لے کر آئیں تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۹۶۰ وسندہ صحیح)

تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۸۹ تا ۱۰۰)

بعض لوگ امام زہری کا نام لے کر نزولِ مسیح کی احادیث صحیحہ ومتواترہ کا انکار کر دیتے

ہیں، لہٰذا امام ابن شہاب الزہری کی ثقاہت، عدالت، امانت اور امامت پر اتفاق کے باوجود وہ احادیث پیشِ خدمت ہیں جنھیں امام زہری کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے تا کہ منکرینِ حدیث پر حجت تمام کر دی جائے اور اُن کا کوئی عذر و بہانہ باقی نہ رہے۔

۱) امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((وَاللّٰهِ، لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ......))** إلخ

ہمیں قتیبہ بن سعید (الثقفی) نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں لیث (بن سعد المصری) نے حدیث بیان کی، وہ سعید بن ابی سعید (المقبری) سے، وہ عطاء بن میناء سے، وہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ابن مریم تمھارے درمیان عادل حاکم کی حیثیت سے ضرور نازل ہوں گے، پھر وہ صلیب کو یقیناً توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے...'' الخ (صحیح مسلم: ۲۴۳/ ۱۵۵، دارالسلام: ۳۹۱)

اس سند کے راویوں کا مختصر اور مفید تعارف درج ذیل ہے:

۱: قتیبہ بن سعید الثقفی: ثِقَةٌ ثَبْتٌ (تقریب التہذیب: ۵۵۲۲)

۲: لیث بن سعید: ثِقَةٌ ثَبْتٌ فَقِيهٌ إِمَامٌ مَشْهُورٌ (تقریب التہذیب: ۵۶۸۴)

۳: سعید بن ابی سعید المقبری: ثِقَةٌ إلخ (تقریب التہذیب: ۲۳۲۱)

لیث بن سعد کی سعید بن ابی سعید سے روایات سعید کے اختلاط و تغیر سے پہلے کی ہیں۔

۴: عطاء بن میناء المدنی: صَدُوقٌ . (تقریب التہذیب: ۴۶۰۲)

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول والی روایات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل تابعین نے بھی بیان کی ہیں:

۱: یزید بن الاصم رحمہ اللہ (مصنف عبدالرزاق: ۲۰۸۴۶، کتاب الایمان لابن مندہ: ۴۱۷ وسندہ حسن)

۲: کلیب بن شہاب رحمہ اللہ (کشف الاستار ۱۴۲/۴۔۱۴۳ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح)

اس حدیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی صراحت ہے۔

۳: ولید بن رباح رحمہ اللہ (مسند احمد ۲/۳۹۴ ح ۹۱۲۱ وسندہ حسن)

۴: ابوصالح ذکوان (صحیح مسلم: ۲۸۹۷، دارالسلام: ۷۲۷۸)

۵: عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (الاوسط للطبرانی: ۵۴۶۰ وسندہ حسن)

نزولِ مسیح والی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متواتر ہے۔

* قادیانیوں پر بطورِ الزام حجت عرض ہے کہ مرزا غلام قادیانی (متنبّی کذاب) نے لکھا ہے: "والقسم یدل علٰی أن الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل فیه ولا استثناء" [اور قسم اس پر دلالت کرتی ہے کہ خبر (پیشین گوئی) ظاہر پر محمول ہے، نہ اس میں تاویل ہے اور نہ اس میں استثناء] (حمامۃ البشریٰ ص ۵۱، روحانی خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

نزولِ مسیح والی حدیث چونکہ قسم کے ساتھ مشروط ہے، لہٰذا اس (قادیانی) اصول سے بھی ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی عیسیٰ بن مریم کو پائے تو انھیں ابو ہریرہ کی طرف سے سلام کہے، وہ سرخ اور روشن چہرے والے نوجوان ہیں۔ الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/۱۵۴، ۱۵۷ ح ۳۷۵۱۱ وسندہ صحیح)

۲) امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ.))

(سیدنا) جابر بن عبداللہ (الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت تک

غالب رہیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ نازل ہوں گے تو اس گروہ کا امیر (امام مہدی) انھیں کہے گا: آئیں! ہمیں نماز پڑھائیں، تو وہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) فرمائیں گے: نہیں، تم ایک دوسرے کے امراء ہو، اللہ نے اس اُمت کو تکریم (عزت) بخشی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۵۶، ترقیم دارالسلام: ۳۹۵)

۳) سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ عليه السلام، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ...)) إلخ

''لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں اللہ (تعالیٰ) مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا تو وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس، زرد رنگ کی دو چادریں پہنے، دو فرشتوں کے پروں پر اپنی دونوں ہتھیلیاں رکھے ہوئے نازل ہوں گے....'' الخ

(صحیح مسلم: ۲۹۳۷، دارالسلام: ۷۳۷۳)

اس روایت کو سیدنا نواس رضی اللہ عنہ سے جبیر بن نفیر الحضرمی، جبیر بن نفیر سے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر، عبدالرحمٰن بن جبیر سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، عبدالرحمٰن بن یزید سے ولید بن مسلم، ولید سے ابوخیثمہ زہیر بن حرب اور محمد بن مہران الرازی نے بیان کیا ہے۔

اس حدیث کو ولید بن مسلم کے علاوہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (صحیح مسلم: ۲۹۳۷) اور یحییٰ بن حمزہ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۷۶) نے بھی عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے بیان کیا ہے اور المستدرک للحاکم (۴۹۲/۴۔۴۹۴ ح ۸۵۰۸) میں اس کی دوسری صحیح سند بھی ہے۔

۴) سیدنا ابوسریحہ حذیفہ بن اَسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں دیکھ لو۔ پھر آپ نے دجال، دابہ، مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا، عیسیٰ بن مریم ﷺ کا نزول، یاجوج و ماجوج

(کا خروج) اور .... کا ذکر کیا۔'' الخ (صحیح مسلم: ۲۹۰۱، دارالسلام: ۷۲۸۵)

حدیث مذکور کو حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے، عامر بن واثلہ سے فرات القزاز اور فرات القزاز سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے سماع کی تصریح مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۸۲۹، نسخہ دیوبندیہ: ۸۲۷) میں موجود ہے۔ والحمدللہ

۵) امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو...... قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ/ لَا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا/ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ**...)) إلخ

(سیدنا) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت پر دجال نکلے گا تو چالیس رہے گا/ (راوی نے کہا:) مجھے پتا نہیں کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال/ (آپ نے فرمایا:) پھر عیسیٰ بن مریم کو اللہ بھیجے گا، گویا وہ عروہ بن مسعود (الثقفی رضی اللہ عنہ) سے مشابہ ہیں، پھر وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اسے (دجال کو) تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے....'' الخ (صحیح مسلم: ۲۹۴۰، دارالسلام: ۷۳۸۱)

٦) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَضْرَمِيُّ بْنُ لَاحِقٍ، أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ...... فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((...... **حَتَّى يَأْتِيَ فِلَسْطِينَ بَابَ لُدٍّ، فَيَنْزِلَ عِيسَى عليه السلام فَيَقْتُلَهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ عِيسَى عليه السلام فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا، وَحَكَمًا مُقْسِطًا.**))

(سیدہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''...حتیٰ کہ وہ (دجال) فلسطین میں لُد (ایک علاقے) کے دروازے پر آئے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اُسے قتل کر دیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام زمین میں عادل امام اور عادل حاکم کی حیثیت سے چالیس سال رہیں گے۔'' (مسند احمد ۶/۷۵ ح ۲۴۴۶۷ وسندہ حسن)

۷) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

" حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسَى، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَأَنْزِلُ، فَأَقْتُلُهُ......" إلخ

(سیدنا) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی، پھر انھوں نے قیامت کے بارے میں گفتگو کی تو انھوں نے (سیدنا) ابراہیم (علیہ السلام) سے ابتدا کر کے سوال کیا، لیکن اُن کے پاس اس (قیامت) کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا، پھر انھوں نے (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا تو اُن کے پاس بھی قیامت کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا، پھر جب بات (سیدنا) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا: قیامت کے آجانے کے علاوہ میرے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، رہا قیامت کا آجانا تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ پھر انھوں (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر میں نازل ہو کر اسے (دجال کو) قتل کروں گا....الخ

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱ وسندہ صحیح وصححہ البوصیری والحاکم ۲/ ۳۸۴ ووافقہ الذہبی)

اس روایت کے راوی موثر بن عفازہ ثقہ تھے، انھیں امام عجلی، حافظ ابن حبان اور حاکم وغیرہم نے ثقہ قرار دیا ہے، لہٰذا شیخ البانی رحمہ اللہ کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔

۸) امام طبرانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ الْقَاضِي، ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، (ح) وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((**يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ.**))

(سیدنا) اوس بن اوس (الثقفی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔''

(المعجم الکبیر ج ۱ ص ۲۱۷ ح ۵۹۰ وسندہ صحیح، وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۸/ ۲۰۵: ورجالہ ثقات)

۹) امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ حَدَّثَنَا الزَّبِيدِيُّ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى ابْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((**عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِيسَى بْنِ مريم عليه الصلاة والسلام**)).

(سیدنا) ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے دو گروہوں کو اللہ نے آگ (کے عذاب) سے بچا لیا ہے: ایک گروہ جو ہند کے خلاف جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوگا۔}}

(التاریخ الکبیر للبخاری ۶/ ۷۲، ۷۳ وسندہ حسن لذاتہ، المجتبیٰ للنسائی ۶/ ۴۲، ۴۳ ح ۳۱۷۷ بسند آخر)

نیز دیکھئے الحدیث (عدد ۴۳ ص ۵۵)

۱۰) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ ''اور بے شک وہ (عیسیٰ

علیہ السلام) قیامت کا علم ہے۔'' (الزخرف:٦١)

اس آیت کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " هُوَ خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليه السلام قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ " اس سے مراد قیامت کے دن سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا خروج ہے۔ (مسند احمد ۱/۳۱۷، ۳۱۸ ح ۲۹۱۸ وسندہ حسن)

اس روایت کی سند درج ذیل ہے:

" حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى مَوْلَى ابْنِ عُقَيْلٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ......"

تنبیہ: یہ روایت مرفوع حکماً ہے اور صحیح ابن حبان (الاحسان: ٦٧٧٨/ ٦٨١٧) میں صراحت کے ساتھ مرفوعاً ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ کی تفسیر میں ''موت عیسیٰ'' فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام پر موت نہیں آئی۔

دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (ج ۵۰ ص ۳۵۹ وسندہ حسن)

۱۱) تابعی صغیر ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" إِنَّ الْمَسِيحَ خَارِجٌ فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ . "

بے شک مسیح (علیہ السلام) نکلیں گے، پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵/ ۱۴۵ ح ۳۷۴۸۷ وسندہ حسن)

۱۲) تابعی ابو مالک غزوان الغفاری الکوفی رحمہ اللہ نے سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ٦١ (دیکھئے یہی مضمون، فقرہ:۱۰) کی تشریح میں فرمایا: " نُزُولُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ " عیسیٰ بن مریم کا نزول (تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۵ ص ۵۴ وسندہ صحیح)

یعنی قیامت کے علم میں سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔

۱۳) مشہور ثقہ تابعی امام قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

(سیدنا) عیسیٰ بن مریم کا نزول قیامت کا علم ہے۔ (تفسیر طبری ج ۲۵ ص ۵۴ وسندہ صحیح)

نیز امام قتادہ نے ﴿قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی تشریح میں " قَبْلَ مَوْتِ عِیْسٰی " فرمایا ہے۔
دیکھئے الحدیث (عدد ۴۳ ص ۵۶)

۱۴) مشہور ثقہ تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ نے بھی سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کو قیامت کا علم (یعنی نشانی) قرار دیا ہے۔
دیکھئے تفسیر ابن جریر الطبری (ج ۲۵ ص ۵۴ وسندہ صحیح)

امام حسن بصری نے مزید فرمایا: اللہ کی قسم! وہ (عیسیٰ) اب اللہ کے پاس زندہ ہیں لیکن جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

(تفسیر طبری ج ۶ ص ۱۴، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۹ ص ۳۸۰ ح ۱۰۷۹۸)

نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۴۲ ص ۶۱)

۱۵) سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجرۂ نبویہ میں) دفن ہوں گے۔ (سنن الترمذی ۳۶۱۷ وقال: ''حسن غریب'' وسندہ حسن)

۱۶) اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی (تابعی صدوق) رحمہ اللہ نے قیامت سے پہلے (سیدنا) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے خروج کو قیامت کی نشانی قرار دیا۔

(دیکھئے تفسیر ابن جریر طبری ج ۲۵ ص ۵۴ وسندہ حسن)

یہ وہ احادیث وآثار پیش کئے گئے ہیں جن کی سندوں میں امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کا نام ونشان نہیں ہے، حالانکہ اس بارے میں امام زہری رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایتیں بھی صحیح ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ والحمد للہ

خلاصۂ تحقیق یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے پہلے دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور یہ احادیث اپنے مفہوم کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر صحیح ہیں۔ جو شخص آسمان سے نزولِ مسیح کا منکر ہے وہ صرف امام بن شہاب الزہری کا مخالف نہیں، بلکہ قرآن، احادیث صحیحہ، آثارِ صحابہ اور تمام آثارِ سلف صالحین کا سو فیصد مخالف اور منکرِ حدیث ہے۔

قادیانیوں اور فرقۂ مسعودیہ میں بیس (۲۰) مشترکہ عقائد

الحمد لله ربّ العالمين والصّلٰوة والسّلام علٰى رسوله الأمين و رضي الله عن أصحاب آخر النبيين و رحمة الله علٰى من تبعهم بإحسان إلٰى يوم الدين ، أما بعد:

فرقۂ مسعودیہ (کراچی کی جماعت المسلمین رجسٹرڈ) اور ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے قادیانیوں کے درمیان بہت سی باتیں مشترک ہیں، جن میں سے بیس (۲۰) مثالیں اس مضمون میں پیشِ خدمت ہیں:

۱) قادیانی ــــ اجماعِ اُمت کے منکر ہیں۔
مسعودی بھی اجماعِ اُمت کے منکر ہیں۔

تنبیہ: اجماعِ اُمت سے مراد کسی ایک دور مثلاً خیر القرون کے مسلم صحیح العقیدہ علماء (اور صحیح العقیدہ عوام) کا اجماع ہے، قیامت تک پوری اُمت اجابت کی شرط والا اجماع مراد نہیں جس کا فی الحال وقوع محال ہے۔

مشہور محدث حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید الجرمی (راوی) کے بارے میں فرمایا: "أَجْمَعُوْا عَلٰى أَنَّهُ مِنْ ثِقَاتِ الْعُلَمَاءِ"

اس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ راویوں میں سے ہیں۔

(کتاب الاستغناء فی معرفۃ المشہورین من حملۃ العلم بالکنیٰ ج۲ ص۸۹۵۔۸۹۶ ت۱۰۶۳)

یہ ظاہر ہے کہ یہ اجماع حافظ ابن عبدالبر سے پہلے والی صدیوں میں واقع ہوا تھا، لہٰذا بعض منکرینِ اجماع کا وقوعِ اجماع کے لئے قیامت تک کی شرط لگانا باطل ہے۔

۲) قادیانی ــــ سلف صالحین کے متفقہ فہم کے منکر ہیں۔
مسعودی بھی سلف صالحین کے متفقہ فہم کے منکر ہیں۔

۳) قادیانی ــــ غیر قادیانیوں کو مسلمین نہیں سمجھتے اور ان کی تکفیر کرتے ہیں۔
مسعودی بھی غیر مسعودیوں کو مسلمین نہیں سمجھتے اور ان کی تکفیر کرتے ہیں۔

٤) قادیانیوں کے نزدیک اُن کے خلیفہ کی بیعت شرطِ ایمان ہے۔
مسعودیوں کے نزدیک اُن کے امیر کی بیعت شرطِ ایمان ہے۔

٥) قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔
مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

٦) قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کی نمازِ جنازہ (صلوٰۃ الجنازۃ) نہیں پڑھنی چاہیے، خواہ مرنے والا نابالغ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔
مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کی نمازِ جنازہ (صلوٰۃ الجنازۃ) نہیں پڑھنی چاہیے، خواہ مرنے والا نابالغ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

۷) قادیانی ــــ قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔
مسعودی بھی قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں۔

۸) قادیانیوں کے نزدیک ان کے سلسلے سے خارج ہونے والا شخص مرتد ہے۔
مسعودیوں کے نزدیک ان کے سلسلے سے خارج ہونے والا شخص مرتد ہے۔

۹) قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی کی اقتدا میں حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔
مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودی کی اقتدا میں حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۰) قادیانیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء سے ثابت ہے۔
مسعودیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کی وہی تشریح معتبر ہے جو مسعود احمد اور اس کے خلیفہ (یا خلفاء) سے ثابت ہے۔

۱۱) قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانیوں کے ساتھ رشتے ناطے (نکاح) جائز نہیں اِلا یہ کہ اُن کی بیٹیوں کو اہلِ کتاب کے حکم میں لے کر مشرّف بہ قادیانیت کرلیا جائے۔

مسعودیوں کے نزدیک غیر مسعودیوں کے ساتھ رشتے ناطے (نکاح) جائز نہیں، اِلا یہ کہ اُن کی بیٹیوں کو اہلِ کتاب کے حکم میں لے کر مشرّف بہ مسعودیت کرلیا جائے۔

۱۲) اہلِ حدیث اہلِ سنت سے قادیانیوں کو سخت چڑ اور بغض ہے۔

اہلِ حدیث اہلِ سنت سے مسعودیوں کو سخت چڑ اور بغض ہے۔

۱۳) مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھے۔

مسعود احمد نے کہا: ''اللہ تعالےٰ کو یہ تو گوارا ہے کہ کوئی گھر میں بیٹھ کر بت کی پوجا کرے یا آگ کی یا کسی اور چیز کی لیکن یہ گوارا نہیں کہ ملک اور معاشرے میں اس کا قانون نافذ نہ ہو۔'' (جماعت المسلمین کی دعوات اور تحریک اسلام کی آئینہ دار ہیں ص ۲۶۸)

عبارتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ پر صریحاً بہتان باندھا گیا ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ﴾ ''اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر (ناشکری) پسند نہیں کرتا۔'' (الزمر:۷)

۱٤) رسول اللہ ﷺ پر قادیانیوں نے بہتان تراشے ہیں۔

مسعودیوں نے بھی رسول اللہ ﷺ پر بہتان تراشے ہیں مثلاً ''تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ إِمَامَهُمْ'' سے فرقہ مسعودیہ اور اس کا کاغذی بے اختیار امیر مُراد لینا رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہے۔

۱۵) مرزا قادیانی نے صحابۂ کرام (مثلاً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کی توہین کی ہے۔

مسعودیوں نے بھی صحابۂ کرام کی توہین کی ہے، مثلاً فرقۂ مسعودیہ کے امام دوم محمد اشتیاق نے کہا: ''حضرت ابو موسیٰ اور حضرت حذیفہ اس مسئلہ میں حضرت ابنِ مسعود کی تقلید کر رہے ہیں۔'' (نماز کے سلسلہ میں یوسف لدھیانوی صاحب کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۰)

یاد رہے کہ مسعودیوں کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ دیکھئے التحقیق فی جواب التقلید (ص ۵)

۱٦) قادیانیوں کے نزدیک تمام صدقات اور زکوۃ اُن کی پارٹی اور خود ساختہ خلیفہ کو ہی دینی چاہیے۔

مسعودیوں کے نزدیک تمام صدقات اور زکوٰۃ اُن کی پارٹی اور خود ساختہ امیر کو ہی دینی چاہیے۔

۱۷) قادیانیوں کے نزدیک محدثین کرام کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ اُن کی توہین کرتے ہیں۔

مسعودیوں کے نزدیک محدثین کرام کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ اُن کی توہین کرتے ہیں، مثلاً امام ہشیم بن بشیر سے پوچھا گیا: کس چیز نے آپ کو تدلیس پر آمادہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: یہ بہت مزیدار چیز ہے۔

(الکفایہ للخطیب ص ۳۶۱ وسندہ صحیح، التأسیس فی مسئلۃ التدلیس/ الحدیث حضرو: ۳۳ ص ۴۶)

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ہشیم سے کہا: آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے (بہت کچھ) سنا بھی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: دو بڑے (بھی) تدلیس کرتے تھے یعنی اعمش اور ثوری۔ (العلل الکبیر للترمذی ۲/ ۹۶۶ وسندہ صحیح، التأسیس ص ۴۶)

معلوم ہوا کہ امام ہشیم نے اپنا مدلس ہونا تسلیم کیا، جبکہ مسعود احمد نے کہا:

''مدلّس راوی کذاب ہوتا ہے۔'' (اصولِ حدیث ص ۱۸)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مسعود احمد نے ہشیم کو کذاب قرار دیا ہے اور یاد رہے کہ میرے ساتھ ایک مباحثے میں مسعود احمد نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ ہشیم مدلس ہیں۔

۱۸) قادیانیوں کی پشت پناہی انگریزوں نے کی۔ فرقۂ مسعودیہ کی پشت پناہی طاغوتی حکومت سے ''جماعت المسلمین'' نام کو رجسٹر کروا کر کی گئی ہے۔

۱۹) قادیانیوں کے نزدیک اصولِ حدیث واصولِ محدثین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مسعودیوں کے نزدیک اصولِ حدیث اور اصولِ محدثین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۲۰) قادیانیوں میں شدید تنظیم پرستی ہے۔ مسعودیوں میں بھی شدید تنظیم پرستی ہے۔

یہ بیس مثالیں مشتے از خروارے پیش کی گئی ہیں تا کہ عامۃ المسلمین اس فرقۂ ضالہ مضلہ مسعودیہ تکفیریہ سے دور رہیں۔

قادیانیوں کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین : خاتم النبیین أي آخر النبیین وعلٰی أصحابہ أجمعین و من تبعھم بإحسان إلٰی یوم الدین ، أما بعد:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آخرالانبیاء ہیں اورآپ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی پیدا ہوگا۔

اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام متبعین: قادیانی ، مرزائی اور لاہوری مرزائی سب کے سب پکے کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے یقیناً خارج ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا محدث ارشادالحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب: ''قادیانی کافر کیوں؟'' اور کتبِ متعلقہ۔

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کا مختصر اور جامع جواب درج ذیل ہے:

سورۃ الممتحنۃ (آیت:۴) اور دیگر دلائل کی رُو سے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ قادیانیوں، مرزائیوں اور تمام کفار ومرتدین سے برادرانہ تعلقات منقطع کرے۔ ان سے میل جول، نشست و برخاست اور شادی غمی میں شرکت نہ رکھے اور سلام وکلام منقطع کر دے۔

تنبیہ: اگر قادیانیوں، مرزائیوں اور کفار ومرتدین کو دعوتِ اسلام اور اُن کے شبہات کا رد مقصود ہو تو اہلِ علم حضرات شرائطِ شرعیہ کے مطابق اُن سے کلام کر سکتے ہیں۔

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ ان کفار ومرتدین سے تجارت، لین دین اور خرید وفروخت نہ کرے، اُن کے کارخانوں، فیکٹریوں، دکانوں اور بیکریوں کا مکمل بائیکاٹ کرے۔ ان کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریستورانوں اور ہسپتالوں میں ہرگز نہ جائے اور ان کے ڈاکٹروں

سے علاج بالکل نہ کروائے۔

یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے زیادہ خطرناک ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ کسی قسم کی رواداری نہ برتی جائے بلکہ اپنے تمام وسائل کے ساتھ ہر طریقے سے ان کفار و مرتدین کی پوری مخالفت کر کے ان کی دعوت کو ختم کرنے اور دینِ اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کی جائے۔

❀❀❀

مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت سے پہلے کون تھا؟

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی غیر مقلد تھا، کیا یہ بات صحیح ہے؟

(ایک سائل)

الجواب اگر غیر مقلد سے مراد اہلِ حدیث ہے تو بعض لوگوں کی یہ مذکورہ بات بالکل غلط، بلکہ کالا جھوٹ ہے، کیونکہ یہ ثابت ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت سے پہلے پکا تقلیدی تھا۔اس سلسلے میں راقم الحروف کا ایک تحقیقی مضمون درج ذیل ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی کون تھا؟اس سلسلے میں بیس (۲۰) حوالے مع تبصرہ پیشِ خدمت ہیں:

۱) فیض احمد فیض بریلوی نے لکھا ہے:

''تحریکِ قادیانیت کے بانی کا نام مرزا غُلام احمد تھا....جہاں تک معلوم ہو سکا ہے اُن کے آباواجداد حنفی المذہب مُسلمان تھے اور خُود مرزا صاحب بھی اپنی اوائلِ زندگی میں اُنہی کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔'' (مہرِ مُنیر سوانح حیات مہر علی شاہ گولڑوی ص ۱۶۵)

فیض مذکور نے مزید لکھا ہے:

''اِس وقت تک مِرزا صاحب کے عقائدؤ ہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سُنّی مُسلمان کے ہونے چاہئیں....'' (مہرِ مُنیر ص ۱۶۶)

یہ کتاب بریلوی پیر غلام محی الدین کی اجازت اور ایماء سے شائع ہوئی ہے۔

۲) محمد حیات خان بریلوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں (مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب:سیفِ چشتیائی کے پیش لفظ میں) لکھا ہے:

''جہاں تک معلوم ہو سکا ہے اُن کے آبا و اجداد حنفی المذہب مُسلمان تھے۔اور خُود مرزا صاحب بھی اپنی اوائلِ زندگی میں اُنہی کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔''

(پیش لفظ:سیفِ چشتیائی صفحہ ت)

یہ کتاب بھی بریلوی پیر غلام محی الدین کی اجازت اور ایماء سے شائع ہوئی ہے۔

۳) مرزا قادیانی نے جمادی الاولیٰ ۱۳۰۸ھ (بمطابق دسمبر ۱۸۹۰ء) میں ''فتح اسلام'' نامی رسالہ شائع کیا۔ دیکھئے مرزائیوں کی کتاب: روحانی (شیطانی) خزائن (ج ۳ ص ۱)

اس رسالے میں مرزا نے کہا:

''سوائے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اُٹھانے کیلئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔'' (فتح اسلام ص ۶، دوسرا نسخہ ص ۷)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے:

''مولوی غلام احمد صاحب قادیانی کی فتح الاسلام بندہ نے بھی دیکھی اجمالاً اونکو جو اول گمان تجدید ہوا ہے یہ اوسکا ہی ضمیمہ ہے کہ اب اونکے مخیلہ میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ مثیل عیسیٰ ہوں اس باب میں بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا طلبی تو اونکو مقصود نہیں بلکہ ایک خود پسندی اون کے مخیلہ میں بوجہ صلاحیت قایم ہوئی تھی اب یہ خیالات بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اسکو وہ دین و تائید دین اور اپنے کمالات جانتے ہیں اوسمیں مجبور ہیں۔ اس مثلِ عیسیٰ ہونیکو اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کی روایات کے حقیقی معنی کے انکار کو چند جگہ سے جو بندہ سے استفسار کیا گیا تو بندہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ فاسد و خطا خلاف جملہ سلف خلف کے ہے اونکو مالیخو لیا ہو گیا ہے کہ خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں کہ تمام عالم نے اوسکو نہ سمجھا اب اونکو اسکی فہم ہوئی اوسپر اشتہار مباحثہ دیا ہے اور بندہ کو مخاطب بنایا ہے اور تکفیر نہیں چاہئے کہ وہ ماوّل ہے اور معذور ہے فقط مولوی عبداللہ کو منع کرنا...'' (مکاتیبِ رشیدیہ ص ۹۰ مکتوب: ۱۳۸)

ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری دیوبندی نے لکھا ہے:

''جن حضرات نے فتوائے تکفیر سے اختلاف کیا ان میں حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب چشتی گنگوہیؒ جو ان دنوں علمائے حنفیہ میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور اطراف و اکناف ملک کے حنفی شائقین علم حدیث اس فن کی تکمیل کیلئے انکے چشمۂ فیض پر پہنچ کر تشنگی سعادت سے سیراب ہو رہے تھے سب سے پیش پیش تھے۔ اُنھوں نے علمائے لدھیانہ

کے فتوائے تکفیر کی ممانعت میں ایک مقالہ لکھ کر قادیانی صاحب کو ایک مرد صالح قرار دیا اور اس کو حضرات مکفرّ ین کے پاس لدھیانہ روانہ کیا۔...'' (رئیس قادیان ج۲ص۳)

دلاوری دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے نقل کیا:

''کسی مسلمان کی تکفیر کر کے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذۂ اخروی سر پر لینا سخت نادانی ہے۔ یہ بندہ جیسا اُس بزرگ (مرزا صاحب) کو کافر فاسق نہیں کہتا اس کو مجدّد وولی بھی نہیں کہہ سکتا۔ صالح مسلمان سمجھتا ہوں۔ اور اگر کوئی پوچھے تو ان کے ان کلمات کی تاؑویل مناسب سمجھتا ہوں۔ اور خود اس سے اعراض وسکوت ہے۔ فقط والسلام (رشید احمد)''

(رئیس قادیان ج۲ص۵)

رشید احمد گنگوہی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی دیوبندی المذہب تھا، ورنہ اسے گنگوہی کا ''صالح مسلمان'' اور ''بزرگ'' کہنا کیا مقصد رکھتا ہے؟

٤) عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی نے اشرفعلی تھانوی کا ایک واقعہ لکھا ہے:

''سنہ خوب یاد نہیں، غالباً ۱۹۳۰ء تھا، حکیم الامّت تھانویؒ کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزائے قادیانی اور ان کی جماعت کا تھا اور ظاہر ہے کہ ذکر ''ذکرِ خیر'' نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے ''حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے، نہ خدا کو مانیں نہ رسُول کو'' حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ ''یہ زیادتی ہے، توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدۂ ختمِ رسالت میں بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہئے۔ جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے، یہ تو ضرور نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو۔'' ارشاد نے آنکھیں کھول دیں اور صاف نظر آنے لگا کہ....''

(سچی باتیں ص۲۱۲، طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

تھانوی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کا دیوبندیوں کے ساتھ توحید میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف صرف رسالت کے ایک باب (عقیدۂ ختمِ رسالت) میں

ہے (نیز دیکھئے یہی مضمون ،فقرہ نمبر۱۲)اور یاد رہے کہ یہ بیان مرزا کی موت کے بہت عرصے بعد ۱۹۳۰ء کا ہے۔

۵) ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی (ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر) نے لکھا ہے:

''مولانا غلام احمد قادیانی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی میں انگریز دوستی کی بناء پر اصلاحی تحریکوں کی مخالفت قدرِ مشترک تھی۔'' (مطالعۂ بریلویت ج ا ص ۲۱۶ طبع دار المعارف لاہور)

مولانا چونکہ عزت واحترام والا لقب ہے جو علماء کے بارے میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا اس دیوبندی حوالے سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آلِ دیوبند کا ''مولانا'' تھا۔

یاد رہے کہ رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مرزا قادیانی ایک ''مولوی'' تھا۔ دیکھئے فقرہ:۳

٦) غازی احمد (سابق کرشن لال) سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج، بوچھال کلاں ضلع چکوال نے مرزا ناصر احمد قادیانی بن مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد سے اپنی ملاقات کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

''میں نے عرض کیا مجھے ایک بات اور دریافت کرنا ہے۔ میں نے مرزا صاحب کی تحریر پڑھی ہے کہ میں اور میری جماعت کے افراد فقہی مسلک میں امام ابوحنیفہؒ کے پیروکار ہیں۔ ناصر صاحب میں بھی حنفی مسلک سے تعلّق رکھتا ہوں۔

ناصر صاحب نے اظہار مسرّت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ مرزا صاحب تو آپ کے خیال کے مطابق منصبِ نبوّت پر سرفراز تھے۔ کیا یہ امر منصبِ نبوّت کے شایانِ شان ہے کہ ایک نبی ایک اُمّتی کے فقہی مسلک کا پیروکار اور مقلّد ہو۔ کیا یہ مقامِ نبوت کی توہین نہیں؟ ناصر صاحب نے فرمایا اس سوال کا جواب بھی کسی دوسری مجلس میں تفصیل کے ساتھ دوں گا۔''

(من الظلمات الی النور = کفر کے اندھیروں سے نورِ اسلام تک ص ۹۳)

غازی احمد حنفی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو امام ابوحنیفہ کا پیروکار کہتا تھا اور مرزا ناصر احمد نے بھی اپنے دادا کی اس بات کا انکار نہیں کیا۔

۷) بشیر احمد قادری دیوبندی نے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کی کتاب: مجدد اعظم کے

حوالے سے بطورِ استدلال لکھا ہے:

''مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نئے نئے پڑھ کر اور مولوی بن کر جو بٹالہ آئے تو چونکہ یہ اہلحدیث تھے، اس لئے حنفیوں کو ان کے خیالات بہت گراں گزرے۔ بعض اختلافی مسائل میں بحث کرنے کے لئے حنفیوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور ایک نمائندہ حضرت اقدس کو قادیان سے بٹالہ لے آیا، شام کو مولوی محمد حسین بٹالوی اور اُن کے والد مسجد میں تھے، جو حضرت اقدس وہاں پہنچ گئے، بحث شروع ہوئی، مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے تقریر کی۔ حضرت قدس نے تقریر سن کر فرمایا کہ اس میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابل اعتراض ہو۔ تو میں تردید کس بات کی کروں۔ ان لوگوں کو جو آپ کو لائے تھے، بہت مایوسی ہوئی اور وہ آپ سے بہت ناراض ہوئے، لیکن آپ نے محض اللہ کے لئے اس بحث کو ترک کر دیا۔ کیونکہ محض دھڑے بندی کے لئے آپ حق بات کی تردید نہیں کر سکتے تھے۔ مجدد اعظم ج ۲ ص ۱۳۴۳

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مرزا صاحب نے بٹالوی صاحب کے نظریات و خیالات کی کس طرح تائید وتصویب کی ہے۔ اگر مرزا صاحب ابتداءً مقلد ہوتے تو لازماً بٹالوی صاحب کے نظریات کی تردید کرتے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب پہلے غیر مقلدانہ خیالات کے حامل تھے، پھر غیر مقلدیت سے ترقی کر کے نبوت کا دعویٰ کر کے ایک دنیا کو گمراہ کیا۔'' (ترک تقلید کے بھیانک نتائج طبع چہارم ص ۴۷، ۴۸)

اس دیوبندی حوالے سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اہلِ حدیث نہیں تھا بلکہ وہ دیوبندی و بریلوی (یا عرفِ عوام میں: حنفی) تھا اور حنفیوں کا مناظر تھا، ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ ایک اہل حدیث کے مقابلے میں اختلافی مسائل میں حنفی حضرات ایک اہل حدیث مناظر پیش کرتے؟

یادرہے کہ بشیر احمد قادری نے ''غیر مقلدانہ خیالات'' اور ''غیر مقلدیت سے ترقی'' وغیرہ الفاظ لکھ کر بہت بڑا جھوٹ بولا ہے، جس کی تردید اس کے ذکر کردہ حوالے سے ہی

ظاہر ہے۔

۸) فیض احمد فیض بریلوی نے لکھا ہے:

''اُدھر چاچڑاں (ریاست بہاولپور) کے مشہور شیخِ طریقت اور صوفی شاعر حضرت خواجہ غلام فرید چشتی بھی ابتدا میں مرزا صاحب کے متعلق بہت حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ خواجہ صاحبؒ ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے قادیانی معرکۂ لاہور کے قریباً ایک سال بعد ۱۹۰۱ء میں انتقال فرما گئے۔'' (مہر منیر ص ۲۰۴، ۲۰۵)

فیض احمد نے مزید لکھا ہے:

''اس پر خواجہ صاحبؒ نے اپنے جواب میں اعانت فی الدین کا وعدہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کی شان میں تعریفی کلمات تحریر فرمائے۔ آپ کے ملفوظات ''اشارات فریدی'' میں مذکور ہے کہ جب علماء نے مرزا صاحب کے خلاف لکھنا شروع کیا تو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا یہ شخص حمایتِ دین پر کمر بستہ ہے علماء تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس نیک آدمی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ وہ اہل سنت والجماعت سے ہے اور صراطِ مستقیم پر ہے۔ لیکن جب مرزا صاحب کی نئی کتابیں خواجہ صاحبؒ کے پاس پہنچیں جن میں اُن کے منفرد عقائد اور ''مسیح موعود'' اور ''ظلّی اور بروزی'' نبوت کے دعاوی درج تھے تو آپ نے بھی مولوی حسین بٹالوی کی طرح علانیہ اپنی بیزاری کا اظہار کیا۔'' (مہر منیر ص ۲۰۵)

اس بریلوی حوالے سے ثابت ہوا کہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے کے نزدیک مرزا قادیانی بریلوی یا دیوبندی تھا۔

۹) مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

''حاجی نواب دین گولڑوی لکھتا ہے کہ

جہاں تک معلوم ہوسکا ہے ان کے آبا و اجداد حنفی المذہب مسلمان تھے اور خود مرزا صاحب بھی اپنی اوائل زندگی میں انہی کے قدم بقدم چلتے رہے۔

(آفتاب گولڑہ اور فتنۂ مرزائیت ص ۱۵۰) '' (تحفۂ حنفیہ ص ۵۲۷)

۱۰) خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے لکھا ہے:

''ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمانوں کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اسکے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔'' (المہند علی المفند :السوال السادس والعشر ون ص۲۶۸،۲۶۹)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دیوبندی مشائخ کے نزدیک مرزا کی بدعقیدگی شروع میں ظاہر نہ ہوئی تھی بلکہ وہ ''اسلام'' کی تائید کرتا تھا اور یہ مشائخ اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے یعنی دوسرے لفظوں میں مرزا غلام احمد شروع میں دیوبندی یا دیوبندیوں کا ہم عقیدہ تھا۔

دیوبندیوں اور بریلویوں کے ان دس حوالوں کے بعد مرزا اور آلِ مرزا کی تحریروں سے دس حوالے پیشِ خدمت ہیں جن سے صراحتاً مرزا کا دیوبندی و بریلوی (یا عرفِ عوام میں: حنفی) ہونا ثابت ہوتا ہے:

۱۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے اہلِ حدیث کو وہابی کے لقب سے یاد کرتے ہوئے کہا:

''میرا دل ان لوگوں سے کبھی راضی نہیں ہوا اور مجھے یہ خواہش کبھی نہیں ہوتی کہ مجھے وہابی کہا جائے اور میرا نام کسی کتاب میں وہابی نہ نکلے گا۔ میں ان کی مجلسوں میں بیٹھتا رہا ہوں۔ ہمیشہ لفاظی کی بو آتی رہی ہے یہی معلوم ہوا کہ ان میں نرا چھلکا ہے مغز بالکل نہیں ہے...''

(ملفوظات مرزا ج۲ ص۵۱۵،۱۳/نومبر۱۹۰۲ء)

اس عبارت میں مرزا نے تسلیم کیا کہ وہ وہابی (یعنی اہلِ حدیث) نہ کبھی تھا اور نہ ہے۔

یاد رہے کہ اہلِ حدیث کے بارے میں ''لفاظی کی بُو'' اور ''نرا چھلکا ہے مغز بالکل نہیں ہے'' کہنا مرزا قادیانی کے جھوٹوں میں سے ہے۔

تنبیہ: مرزائیوں کے نزدیک وہابی سے مراد اہلِ حدیث ہے۔

دیکھئے یہی مضمون (فقرہ نمبر ۱۲) اور سیرت المہدی (حصہ دوم ص ۴۸)

۱۲) مرزا غلام اور قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد (قادیانیوں کے خلیفہ دوم) نے لکھا ہے:

''نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ احمدیت کے چرچے سے قبل ہندوستان میں اہل حدیث کا بڑا چرچا تھا اور حنفیوں اور اہل حدیث کے درمیان (جنکو عموماً لوگ وہابی کہتے ہیں، بڑی مخالفت تھی اور آپس میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہتے تھے اور یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے گویا جانی دشمن ہو رہے تھے...اور ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کا میدان گرم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گو در اصل دعویٰ سے قبل بھی کسی گروہ سے اس قسم کا تعلق نہیں رکھتے تھے جس سے تعصب یا جتھہ بندی کا رنگ ظاہر ہو لیکن اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے اور آپ نے اپنے لئے کسی زمانہ میں بھی اہل حدیث کا نام پسند نہیں فرمایا۔ حالانکہ اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۴۸، ۴۹ فقرہ: ۳۵۷)

مرزا بشیر احمد کی اس عبارت سے پانچ باتیں ثابت ہوئیں:

۱: مرزا غلام احمد قادیانی اہلِ حدیث نہیں تھا۔

۲: مرزا غلام احمد قادیانی غیر متعصب حنفی تھا۔

۳: اہلِ حدیث کو لوگ وہابی کہتے تھے لہٰذا مرزا اور اس کے مقلدین کی تحریروں میں جہاں بھی وہابی کا لفظ ہوگا، اس سے مراد دیوبندی نہیں بلکہ صرف اہلِ حدیث مراد ہیں۔

۴: مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہمیشہ حنفی ظاہر کرتا تھا۔

۵: مرزا قادیانی نے کسی زمانے میں بھی اپنے لئے اہلِ حدیث نام پسند نہیں کیا۔

تنبیہ: مرزا بشیر احمد کا یہ کہنا کہ ''عقائد و تعامل کے لحاظ سے مرزا کا طریق حنفیوں کی بہ نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔'' کئی لحاظ سے غلط اور جھوٹ ہے:

اول: عقائد کا ایک بڑا مسئلہ توحید ہے اور اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے مرزائیوں کے بارے میں کہا: ''توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں'' (سچی باتیں ص ۲۱۲، دیکھئے یہی مضمون فقرہ: ۴)

یعنی دیوبندیوں اور مرزائیوں کی ''توحید'' ایک ہے۔

دوم: عقائد کا ایک باب ختم نبوت پر ایمان ہے۔ محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۳۴، دوسرا نسخہ ص ۸۵)

یعنی دیوبندیوں کے نزدیک اگر خاتم النبیین محمد ﷺ کی وفات کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی ختم نبوت کے عقیدے میں کچھ بھی فرق نہیں آئے گا۔!

بعینہ یہی عقیدہ مرزائیوں کا ہے بلکہ عبدالرحمٰن خادم مرزائی نے نانوتوی کے مذکورہ قول کو اپنی کتاب میں بطورِ حجت پیش کیا ہے۔ دیکھئے قادیانیوں کی: پاکٹ بک (ص ۲۷۶)

سوم: مرزائیوں کا تعامل بھی اہلِ حدیث کے خلاف ہے مثلاً:

مرزا بشیر احمد قادیانی نے میاں عبداللہ سنوری قادیانی سے نقل کیا کہ

''...اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مینے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سُنا۔'' الخ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۶۲ فقرہ: ۱۵۴)

۱۳) مرزا قادیانی کے مرید اور خلیفۂ اول حکیم نورالدین بھیروی نے کہا:

''حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے۔ اس طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے والحمدللہ رب العالین ۲۹ اگست ۱۹۱۲ء''

(کلام امیر المعروف ملفوظات نور حصہ اول ص ۵۴، بحوالہ تحفۂ حنفیہ ص ۵۲۴)

۱٤) محمد علی لاہوری مرزائی نے لکھا ہے:

''آپ کی اس وقت کی قبولیت عامہ کی ایک جھلک اس ریویو میں نظر آتی ہے جو مولوی محمد

حسین بٹالوی نے جو اہل حدیث کے لیڈر تھے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر کیا۔ یہ ریویو اس لحاظ سے اور بھی زیادہ حیرت انگیز ہے کہ حضرت مرزا صاحب ابتداء سے آخر زندگی تک علیٰ الاعلان حنفی المذہب رہے۔'' (تحریک احمدیت ص۱۱)

یعنی بٹالوی صاحب نے حنفی المذہب مرزا قادیانی کی کتاب پر ریویو لکھا تھا۔

۱۵) مرزا بشیر احمد قادیانی نے لکھا ہے:

''حافظ روشن علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی دینی ضرورت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو یہ لکھا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ میں حنفی المذہب ہوں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب عقیدتاً اہل حدیث تھے...'' الخ (سیرت المہدی حصہ دوم ص۴۸ فقرہ: ۳۵۷)

اس قادیانی حوالے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی لوگوں کو حنفی المذہب ہونے کی دعوت دیتا تھا۔

تنبیہ: مرزا بشیر احمد کا حکیم نور الدین قادیانی کو ''عقیدتاً اہل حدیث'' کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔ ابو القاسم دلاوری دیوبندی نے نور الدین کے بارے میں لکھا ہے:

''...لیکن ایسے ایسے اکابر کی صحبت اُٹھانے کے باوجود طبیعت آزادی کی طرف مائل تھی اس لئے حنفیت پر قائم نہ رہ سکے۔ پہلے اہل حدیث بنے۔ لیکن اس سے بھی جلد سیر ہو گئے...''

(رئیس قادیان ج ا ص ۸۱)

اس دیوبندی حوالے سے معلوم ہوا کہ حکیم نور الدین بھیروی حنفی (یعنی دیوبندی یا بریلوی) تھا۔

تنبیہ: دلاوری کا یہ کہنا کہ ''پہلے اہل حدیث بنے۔'' غلط اور جھوٹ ہے۔

۱٦) مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

''کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہلحدیث ہی تھے۔ اُنہوں نے ان پر شور مچایا۔ اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اُنکو کافر قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ شخص خُدا کی کتابوں کو مانتا نہیں۔''

(کشتی نوح ص ۶۵، دوسرا نسخہ ص ۶۰، قادیانی: روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۷)

یہ تحریر اہلِ حدیث پر بہت بڑا بہتان ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا اہلِ حدیث نہیں تھا۔

۱۷) مرزا قادیانی نے کہا: ''ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے۔ ہمارے نزدیک تقلید کو چھوڑ نا ایک اِباحت ہے، کیونکہ ہر ایک شخص مجتہد نہیں ہے۔ ذرا سا علم ہونے سے کوئی متابعت کے لائق نہیں ہو جاتا۔ کیا وہ اس لائق ہے کہ سارے متقی اور تزکیہ کرنے والوں کی تابعداری سے آزاد ہو جائے۔ قرآن شریف کے اسرار سوائے مُطّہر اور پاک لوگوں کے اور کسی پر نہیں کھولے جاتے ہمارے ہاں جو آتا ہے اسے پہلے ایک حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے...'' الخ (ملفوظات قادیانی ج ا ص ۵۳۴، ۱۵/ اگست ۱۹۰۱ء)

فقرہ نمبر ۱۲ کے تحت گزر چکا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک وہابی سے مراد اہلِ حدیث ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا اور مرزائیوں کا مذہب اہلِ حدیث کے برخلاف ہے اور ہر شخص کو مرزائیت میں آنے کے بعد، پہلے حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے۔

۱۸) مرتضٰی خان حسن بی اے قادیانی نے لکھا ہے: ''...ہم فقہ کو بھی مانتے ہیں اور فقہائے عظام کی دل سے قدر کرتے ہیں اور ان کے اجتہاد اور تفقہ کی قدر کرتے ہیں۔ ہم بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ کی فقہ پر عمل پیرا ہیں۔ اسی کی ہدایت ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے۔'' (مجدد زمان بجواب دو نبی ص ۲۱۷، بحوالہ تحفۂ حنفیہ ص ۵۲۵)

۱۹) مرزا قادیانی نے کہا:

''سخت تعجب ان لوگوں کے فہم پر ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث اور غیر مقلّد ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم توحید کی راہوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو حنفیوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ تم بعض اولیاء کو صفاتِ الٰہیہ میں شریک کر دیتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو۔'' الخ (تحفۂ گولڑویہ ص ۱۲۱، دوسرا نسخہ ص ۷۰، قادیانی: روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۷/ حاشیہ)

یہ تحریر خود بتا رہی ہے کہ اس کا لکھنے والا اہل حدیث نہیں بلکہ حنفیت کا دفاع کرنے والا ہے۔

۲۰) مولانا عبدالغفور اثری حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

''روزنامہ نوائے وقت ج ۳۷،شمارہ ۲۱۲،۱۱/ دسمبر ۱۹۷۶ء میں ہے کہ:

''۱۰۔دسمبر (وقائع نگار) قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ آج ربوہ میں شروع ہوا فرقہ قادیان کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کہا ہم جو محسوس کرتے ہیں اور سچ سمجھتے ہیں اس کا اعلان کرتے رہیں گے....انہوں نے اپنے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس مذہب کو مانتے ہیں جو نبی آخر الزماں لے کر آئے۔ ہمارا فقہ حنفی فقہ ہے۔''

(حنفیت اور مرزائیت ص ۵۵، طبع ۱۹۸۷ء)

قارئین کرام! ان بیس حوالوں سے یہ ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اہل حدیث نہیں بلکہ دیوبندی یا بریلوی (عرفِ عوام میں: حنفی) تھا لہٰذا ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی، عبدالحق خان بشیر دیوبندی اور آلِ دیوبند و آلِ بریلوی کے جن لکھاریوں نے اِدھر اُدھر کے اعمال فقہیہ والے حوالوں اور تحریفات سے مرزا قادیانی کو اہلِ حدیث ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، وہ سب جھوٹ، باطل اور مردود ہے۔

تنبیہ: ہمارے ذکر کردہ حوالوں کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اہلِ حدیث نہیں تھا مثلاً:

۱: مفتی محمد صادق قادیانی نے ''اہل حدیث و یہُود'' کا باب باندھ کر مرزا قادیانی سے نقل کیا: ''ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہلحدیث کے ساتھ ہوا۔ کہ ہم قرآن پیش کرتے، اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔'' (ذکرِ حبیب ص ۲۹۵، نیز دیکھئے ملفوظات مرزا ج ۲ ص ۲۰۳)

۲: مرزا قادیانی نے کہا: ''باقی رہا شریعت کا عملی حصہ، سو ہمارے نزدیک سب سے اوّل قرآن مجید ہے۔ پھر احادیثِ صحیحہ جن کی سُنت تائید کرتی ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ان دونو میں نہ ملے تو پھر میرا مذہب تو یہی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کیا جاوے کیونکہ ان کی کثرت اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہی ہے۔ مگر ہم کثرت کو قرآن مجید و احادیث کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ انکے بعض مسائل ایسے ہیں کہ قیاس صحیح کے بھی خلاف ہیں۔ ایسی حالت میں احمدی علماء کا اجتہاد اولی بالعمل ہے...'' (ملفوظات ج ۵ ص ۱۳۴) (۴/ جولائی ۲۰۰۹ء)